مئے گلفام

ڈاکٹر مہر عبدالحق

سرائیکی منظوم ترجمہ

رُباعیاتِ عُمرخیّام

مئے گلفام

ڈاکٹر مہر عبدالحق ایم اے

پی، ایچ، ڈی

بار اوّل ۱۹۷۳ء

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... پریت پھُلار پبلی کیشنز
حسن پروانہ روڈ، ملتان

طابع .... نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ لاہور

کاتب .... صالح محمد جمالی ملتان

قیمت .... ۱۸ روپے

سلسلہ مطبوعات نمبر 1
سرائیکی ادبی بورڈ حسن پروانہ روڈ، ملتان

○

ایں محل تے ماڑی اُتّے کیوں پیا فخر کریندیں
عمر تیݙی ہے کوُڑ دا قِصّہ کِس تے مانڑ رکھیندیں
پیا بلیندیں ݙیوا تِھیّ ݙکھنڑ وانگ ہوا ءِ چ
چھل دی ݙیکھ دھیندیں ہی اِتّھاں کیوں پیا جُھگی پیندیں

○

ھدیۂ تشکر

اس کتاب کی اشاعت ناممکن تھی اگر مسن سومرہ ٹرسٹ ملتان، بزمِ ثقافت ملتان، میونسپل کمیٹی ملتان، ڈسٹرکٹ کونسل ملتان اور جناب مختار اے شیخ یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز ملتان کی طرف سے مالی امداد میسّر نہ آتی۔ میں ان کا، اور جناب محمد محسن صاحب سی ایس پی کمشنر ملتان ڈویژن کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں، جن کی ادب پروری نے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

میں جناب صالح محمد جمالی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کے حُسنِ کتابت سے کتاب کی ظاہری خوبی میں اضافہ ہُوا۔

عبدالحق

سخن ہائے گفتنی

اثرِ قلمِ گوہر رقم جناب الیاس عشقی صاحب ریجنل ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان ملتان

دُنیا میں رُباعیات خیّام کے جتنے ترجمے ہوئے ہیں اُتنے شاید کسی کتاب کے نہ ہوئے ہوں گے۔ دیوانِ حافظ، گلستانِ سعدی اور صحائفِ آسمانی ان کتابوں میں شمار کئے جاتے ہیں جن کے ترجمے دُنیا کی چھوٹی بڑی معروف اور غیر معروف زبانوں میں کئے جا چکے ہیں۔ اور اب یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ رباعیاتِ عمر خیّام کے ترجمے ان سے کسی طرح کم نہ ہوں گے۔ اس مختصر سی کتاب کے منظوم ترجمے نثری ترجموں سے کہیں زیادہ ہیں۔ یُوں تو مشرق کا یہ مشہورِ عالم "نجومی شاعر" صرف ماہرِ نجوم و ہیئت نہ تھا بلکہ اپنے عہد کا عالم فاضل ریاضی دان، ماہر اُقلیدس حکیم بھی تھا۔ اور فلسفے، الجبر و المقابلہ، منطق تاریخ اور مذہبی علوم میں بھی اپنے عہد کے سربرآوردہ اساتذہ میں شمار ہوتا تھا۔ وہ صاحبِ تصانیف تھا اور اس کی تصانیف اس کے دَور میں معروف و

شہرت کا سبب ایڈورڈ فٹز جیرلڈ (Edward Fitzgerald) کا منظوم انگریزی ترجمہ ہے۔ جو انگریزی شاعری میں خاصے کی چیز اور ترجمے کے فن میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس منظوم ترجمے کے ذریعے مترجم نے پہلی دفعہ خیّام کی شاعری اور فلسفۂ زندگی کو اس طرح روشناس کرایا کہ انگریزی دان دُنیا اور مغربی ادبی حلقے اس نئی دلفریب اور جاندار آواز کو سُن کر محوِ حیرت رہ گئے۔ لیکن بدقسمتی سے اسے مغرب میں فلسفی یا ماہرِ نجوم و ہیئت دان نہیں، بلکہ شراب و شاہد کے پرستار (Admirer of beautiful girls pagging and pagging) کی حیثیت سے مقبولیت حاصل ہوئی اور وہ ایپی کیورس (Epicurous) کے فلسفے کے رنگ میں ڈوبے ہوئے شاعر کے روپ میں دیکھا گیا۔ یا زیادہ سے زیادہ اسے ایک آزاد خیال شاعر اور صوفیوں کا مخالف سمجھا گیا۔ بقول فان ہیمر پورگسٹال (Von Hammer Purgstall) خیّام اس کے نزدیک (free thinker and a great opponent of sofism) تھا یہاں تک کہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری نے بھی مغرب کے نقطۂ نظر کا شکوہ کرتے ہوئے بھی خیّام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اس پر بھی مغرب ہی کی چھاپ ہے۔ اور اصل خیّام بے چارہ کہیں نظر نہیں آتا۔ محاسنِ کلامِ غالب میں ایک جگہ وہ لکھتے ہیں :۔

"جب عمر کی شیرازی شراب کو فٹز جیرلڈ نے ابریق مغرب میں
محفلِ فرنگ میں پیش کیا تو سب نے یہ سوال کیا کہ یہ مینائے معرفت

ہے یا بادۂ مجاز۔ مغربی عمر کے کلام میں "ایپی قورس" کے فلسفۂ ابتہاج کی شوخی اور بے باکی پاتے ہیں اور خیّام کی تلقین لذّت و شہوت سے متمتع ہونے اور دُنیاوی لذائذ کے ذریعہ نفس کو تسکین دینے میں تلاش کرتے ہیں"۔

یہی نہیں بلکہ علاّمہ شبلی بھی جو مشرق کی روح سے آشنا اور خیّام کے علم و فضل سے پوری طرح واقف تھے، مغرب کے نقطۂ نظر کی رو میں بہ گئے۔ اور شعر العجم میں یہاں تک کہہ گئے کہ :۔

"یہ عجیب بات ہے کہ خیّام کی قدر دانی ایشیا سے زیادہ یورپ نے کی۔ اور کرنی چاہیئے تھی۔ خیّام کے خیالات یورپ سے اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ آج اگر موجود ہوتا تو یورپین بن جاتا۔"

ایشیا کی قدر ناشناسی کی اس سے بڑھ کر مثال کیا ہوگی کہ خیّام کو خود اس کے وطن ایران میں بھی زیادہ مقبولیت حاصل نہ تھی، بلکہ لوگ خاصے بے علم تھے جب بادشاہِ ایران ناصرالدین شاہ قاچار انگلستان گیا تو اس خیال سے کہ وہ خیّام کی سرزمین کا حکمران ہے، ضرور اس کے متعلق نئی اور دلچسپ معلومات فراہم کر سکے گا اُسے لندن کے خیام کلب (Khayyam Club) میں دعوت دی گئی۔ اور جب وہ چند رسمی فقروں اور باتوں سے زیادہ کچھ نہ کہ سکا تو خیّام کے شیدائیوں کو جو وہاں بڑی تعداد میں جمع تھے بہت نامیدی ہوئی۔

یورپ میں خیّام کی مقبولیت سے اور تاریخ ادب میں شاید پہلی بار شہنشاہِ ہند اکبر نے خیّام کو نمایاں طور پر خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ اس کے یہ فقرے اس سلسلے میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ دیوانِ حافظ کی خاص نقل تیار کرانے کے سلسلے میں اس نے کہا تھا کہ:-

"باید کہ پس از ہر غزلِ حافظ رباعیٔ عمر خیّام بر نویسند ورنہ
خواندنِ آں عمر شرابِ بے گزک دارد۔"

یعنی خواجہ حافظ کی ہر غزل کے بعد عمر خیّام کی ایک رباعی نقل کی جائے ورنہ اس کا مطالعہ شراب بے نقل کی طرح ہو گا۔

لیکن اس رائے کی اہمیت بھی فنز جیرلڈ کے ترجمے اور یورپ میں خیّام کی مقبولیت کے بعد ظاہر ہوئی۔ یوں قدر و منزلت کے سلسلے میں خود فنز جیرلڈ کے ترجمے کا بھی یہی حشر ہُوا تھا۔ خود مترجم کو بھی اس اپنے ترجمے کی اہمیت کا پورا پورا اندازہ نہ تھا۔ کیونکہ اس نے خود ڈرتے ڈرتے اس ترجمے کی پہلے چھاپے کی زیادہ سے زیادہ دو سو جلدیں شائع کی تھیں۔ اس اوّلین چھاپے میں جو ۱۸۵۹ء میں شائع ہُوا تھا۔ صرف پچھتر (۷۵) رباعیوں کا ترجمہ کیا گیا تھا۔ اور کتاب پر مترجم کا نام موجود نہ تھا۔ اس نسخے کی قیمت پانچ شلنگ چھ پنس رکھی گئی تھی۔ مگر اس پر کسی نے توجہ نہ کی۔ جس کی وجہ سے اس کی قیمت گھٹا کر دو شلنگ چھ پنس مقرر کر دی گئی۔ پھر ایک شلنگ

چھپنس ہوئی، مگر کتاب فروخت نہ ہو سکی۔ ناچار ناشر نے اسے ایک پینی میں فروخت کرنا چاہا۔ مگر اب بھی اس کا کوئی خریدار نہ تھا۔ چنانچہ کتب فروش نے تمام نسخوں کو دُکان کے باہر ردّی کتابوں کے انبار میں ڈال دیا۔ جہاں اتفاق سے اس پر الف لیلیٰ کے مشہور عالم مترجم سر رچرڈ برٹن (Sir Richard Burton) سوئنبرن (Swinburn) اور روزیٹی (Rossetti) جیسے شاعروں کی نظر پڑی۔ یہ لوگ اپنے عہد کے جواہر پاروں کے بڑے قدر دان تھے۔ انہوں نے اس ترجمے کی قدر و قیمت کو محسوس کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کتاب فروخت ہوئی اور اس کا ایک ایک نسخہ کچھ دن کے بعد دس دس گنیوں میں بکا اور آخری جلد پینتیس ۳۵ گنیوں میں نیلام ہوئی۔

۱۸۶۸ء میں فٹز جیرلڈ نے پہلے چھاپے میں ترمیم و اضافے کے بعد دُوسرا ایڈیشن شائع کیا۔ اس پر پہلی بار مترجم کا نام ظاہر کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۸۷۲ء میں تیسرا اور ۱۸۸۹ء میں چوتھا ایڈیشن شائع ہوا، اور معمولی نظر ثانی کی گئی۔ یہ سب چھاپے ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ اب اس ترجمے کو وہ مقبولیت اور اہمیت حاصل ہو چکی تھی جو آج تک قائم ہے۔ آج کسی کو اس بات پر یقین نہ آئے گا، کہ یہ ترجمہ فریزر میگزین (Fraser Magazine) کے دفتر میں دو سال تک پڑا رہا تھا۔ اور اسے قابلِ اشاعت نہیں سمجھا گیا تھا۔

یوں تو عمر خیام کی رباعیاں مختلف نسخوں میں چھہتّر سے لے کر ڈھائی ہزار

کی تعداد تک ملتی ہیں۔ لیکن مستشرقین اور محققین جن میں ژوکوسکی (Zhukoski) ایڈورڈ براؤن (Edward Browne) گارساں دتاسی (Garcin Da Tussy) اور سیّد سلیمان ندوی جیسے علماء شامل ہیں۔ خیّام کے کلام میں الحاقی رباعیات کی چھان بین کر چکے ہیں۔ سیّد سلیمان ندوی مرحوم نے اپنی معرکتہ الآرا کتاب "خیّام" میں بڑی تحقیق کے بعد ثابت کیا ہے کہ ایسی رباعیات کی تعداد صرف دو سو پانچ (۲۰۵) ہے۔ جن پر خیّام کے علاوہ کسی دُوسرے شاعر کا دعویٰ نہیں ہے۔

رباعیاتِ خیام میں فارسی کے بہت سے مشہور شاعروں کا کلام شامل ہے ایسے شعرا میں ابوسعید ابوالخیر، سحابی اور حافظ جیسے شعرا بھی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بعض ایسے لوگوں کے کلام میں بھی جو شاعر کی حیثیت سے مشہور نہیں ہیں، وہ رباعیاں ملتی ہیں جو خیّام کے نسخوں میں ملتی ہیں جو اس کے نام سے مشہور ہیں مثلاً یہ رباعی ؎

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجا است ❊ تاریک دلم، نُور و صفائے تو کجا است
ما را تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی ❊ ایں مزد بُود لطف و عطائے تو کجا است

خیّام کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن محققین کے نزدیک عبداللہ انصاری کی کہی ہوئی ہے، یا یہ رباعی ؎

اسرارِ ازل را نہ تو دانی و نہ من ❊ ایں حرف معمّہ نہ تو خوانی و نہ من

ہست از پسِ پردۂ گفتگوئے من و تو ؛ چو پردہ بر افتد نہ تو مانی و نہ من

خیّام کی نہیں بلکہ ابوالحسن خرقانی کی ہے۔ اسی طرح یہ رباعی ؎

اجزائے پیالہ کہ درہم پیوست ؛ بہ شکستنِ آں روا نمے دارد مست

چندیں سر و پائے نازنیں و سر و دست ؛ از مہر کہ پیوست و بکین کہ شکست

نصیر الدین طوسی کی ہے۔ ہر چند کہ خیّام کے اکثر نسخوں میں ملتی ہے۔ اور یہ رباعی خواجہ حافظ کے دیوان میں ملتی ہے اور محققین کے نزدیک خیّام کی نہیں حافظ ہی کی ہے ؎

ایّامِ جوانی مست شراب اولیٰ تر ؛ بارُوئے نکو بادۂ ناب اولیٰ تر

ایں عالمِ فانی کہ خراب است بآب ؛ از بادہ در او مست و خراب اولیٰ تر

لیکن صرف ان رباعیات کو خیّام کے کلام سے خارج کیا جا سکتا ہے جو خیّام سے پہلے ادوار کے شعراء میں اور ان کے قدیم اور معتبر نسخوں میں موجود ہیں۔ بعد کے شعراء کے کلام کی چھان بین مشکل ہے۔ لیکن یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ ایسی رباعیات پر خیّام کا بھی وہی حق ہے جو دوسرے شعراء کا ہے۔ ویسے بھی خیّام کی رباعیات اپنے مضامین اور انداز کی وجہ سے صاف پہچانی جاتی ہیں اور ترجمے کے سلسلے میں تو مترجمین نے ان رباعیات کو خیّام ہی کا کلام سمجھ کر انتخاب کیا ہے۔ لہٰذا یہ تحقیق ترجمے کے موضوع سے براہِ راست تعلق نہیں رکھتی۔

انگلستان، یورپ اور مغربی ممالک میں تو رباعیاتِ خیّام کی مقبولیت کا اندازہ

لگانا آسان نہیں ہے۔ البتّہ برّصغیر پاک و ہند میں خیّام کے ترجموں کی مقبولیت کا اندازہ آغا شاعر قزلباش دہلوی مرحوم کے ایک بیان سے لگایا جا سکتا ہے جو انھوں نے اپنے کئے ہوئے رباعیاتِ خیّام کے اردو منظوم ترجموں کے مجموعے "خم کدۂ خیّام" کے دیباچے میں اپنے سفرِ کلکتہ کا ذکر کرتے ہوئے کیا ہے، وہ تحریر کرتے ہیں:۔

"چند سال پہلے کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف اپنے مربّی قدیم بہشت نصیب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ سفیرِ ایران کلکتہ اور قدردانِ علم و فضل ہز ہائی نس سرکار سر واصف علی مرزا رئیس مُرشد آباد بنگال کی ملازمت کے لئے حاضر ہُوا تو ایک دن اسی ترجمے کی لاک ہین سپرز تھیکر اسپنگ اینڈ کمپنی کے ہاں بھی جا نکلا۔ وہاں میں نے صرف ایک جلد انگریزی ترجمے کی دیکھنے کی غرض سے طلب کی۔ بینی و بین اللہ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ منیجر صاحب نے ایک لمبی چکلی میز صرف خیّام کے ترجموں سے بھر دی جو مختلف ڈیزائن اور مختلف مذاق کی تصویروں سے آراستہ تھے"۔

خیّام کی مقبولیت کا اندازہ آج سے ساٹھ ستّر سال پہلے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ خیّام پر تحقیقی کام اور اس کے ترجموں سے متعلق مولانا شبلی نے خیّام کے باب میں لکھا ہے:۔

"عمر خیّام کی نسبت ۱۸۹۴ء تک جو کچھ یورپ میں لکھا گیا، وہ نہایت محدود ماخذوں سے تھا، مگر پروفیسر ژوکوسکی (Zhukoski) کے قابلِ یادگار مضمون نے خیالات میں تغیّرِ عظیم برپا کر دیا۔ پروفیسر روس

ہیرون ایلن (Haron Allen) وغیرہ نے انگریزی میں عمدہ ترجمے اور تذکرے شائع کئے۔ ان سے پہلے انگلستان میں فٹزجیرلڈ کے مشہور ترجمے کے علاوہ میکارتھی (Mecarthy) نے بڑے اہتمام سے چھاپا تھا۔ مگر گارنر کا ترجمہ عالمانہ اور مطلب خیز تھا۔ ون فیلڈ (Whinfield) نے ۱۸۸۳ء میں دو کتابیں ایک میں صرف ترجمہ رباعیات اور دوسری میں رباعیاں اور ان کے مقابل ترجمہ شائع کیں۔ نکلسن (Nicolson) فرانسیس نے فٹزجیرلڈ کے ایک سال بعد فرنچ میں ایک ترجمہ شائع کیا۔ باڈن اسٹیڈ (Boden Stead) نے جرمن میں ایک ترجمہ چھاپا تھا۔ اب چند رباعیوں کا ترجمہ ہالینڈ میں بھی ہو گیا ہے۔ پروفیسر لکھتے ہیں کہ اگر وہ تمام رسالے اور کتابیں جمع کئے جائیں، جن میں عمر خیام کے ترجمے اور حال شائع ہوا ہے، تو در در حقیقت ہماری زندگی میں یہ کام پورا نہیں ہو سکتا۔"

اس سلسلے میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خیّام کے ترجموں کی ایک مختصر فہرست درج کر دی جائے، جو میں نے آج سے ۳۵ سال پہلے مرتب کی تھی۔ اور جسے اب نامکمل ہی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے یہ اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ خیّام کی رباعیات کے ترجمے دُنیا کی کن کن زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ترجموں کی مکمل فہرست تیار کرنا تو شاید اب کسی کے لیے بھی ممکن نہ ہو سکے۔

۱۔ ڈاکٹر ٹامس ہائیڈ (Dr. Thomas Hyde) پروفیسر عربی اکسفورڈ ۱۷۰۰ء لاطینی

۲۔ سر جارج اوسلے (Sir George Ousley) ۱۸۱۸ء انگریزی

۳۔ جوزف فان ہیمر پورگسٹال Joseph Von Hammer Purgstall ۱۸۱۸ء جرمنی

۴۔ ڈاکٹر فریڈرک روکرٹس Dr. Fardrick Rukeris ۱۸۱۸ء انگریزی

۵۔ پروفیسر ایڈورڈ بیسی کوول Prof Edward Byse Cowell
پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ ۱۸۵۷ء "

۶۔ ایڈورڈ فٹز جیرلڈ Edward Fitzgerald ۱۸۵۸ء "

۷۔ ای ایچ ون فیلڈ E. H. Whinfield ۱۸۸۳ء "

۸۔ ارل آف ڈفرن Earl of Dufferin ۱۸۸۷ء "

۹۔ جان لیسلی گارنر John Leslie Garner ۱۸۸۸ء "

۱۰۔ جسٹس ہنٹلی میکارتھی Just. Huntley Mecarthy ۱۸۸۹ء "

۱۱۔ ڈاکٹر سر ڈینی سن راس Dr. Sir Denison Ross ۱۸۹۸ء "

۱۲۔ ناتھن ہیسکل ڈول (Nathan Haskell Dole) ۱۸۹۸ء "

۱۳۔ ایڈورڈ ہیرن ایلن Edward Haron Allen ۱۸۹۸ء "

۱۴۔ جون پین John Payne ۱۸۹۹ء "

۱۵۔ ڈاکٹر ای جی براؤن Dr. E. G. Browne ۱۸۹۹ء "

۱۶۔ مسز کیڈل Mis Cadell ۱۸۹۹ء "

۱۷۔ ڈاکٹر آرتھر کرسٹن سن	Dr. Arther christenson	۱۹۰۱ء	انگریزی
۱۸۔ ایبن فرانسس تھامسن	Eben Francis Thompson	۱۹۰۶ء	〃
۱۹۔ جون پولن	John Polen	۱۹۱۵ء	〃
۲۰۔ رچرڈ ڈی گیلن	Rechard de Gallen	۱۸۹۷ء	〃
۲۱۔ فریڈرک روسن	Fredrik Rosen	۱۹۲۳ء	〃
۲۲۔ سی ایس ٹیوٹ	C. S. Tute	۱۹۲۶ء	〃
۲۳۔ فرانسس ڈائسن	Francis Dyson	۱۹۲۷ء	〃
۲۴۔ برگیڈیر جنرل ای ایچ روڈویل	Brigadır General E. H. Rodwell	۱۹۳۱ء	〃
۲۵۔ پروفیسر ایڈورڈ بیلز کول	Prof. Edward Beles Cole	—	سنسکرت
۲۶۔ آر پی بھاجی والا۔ بمبئی	R. P. Bhajiwala	—	انگریزی
۲۷۔ وی، ایم داتار سوامی گووند تیرتھ	V. M. Datar	—	〃
۲۸۔ پروفیسر آبری	Prof. Arbery	—	〃
۲۹۔ گارسان دتاسی	Garcin Da Tassy	—	فرانسیسی
۳۰۔ جے بی نکولاز	J. B. Nicholas	۱۸۹۷ء	〃
۳۱۔ ای جی ایٹیشم زیڈا	E. G. Etessom-Zadeh	۱۹۳۱ء	〃
۳۲۔ پروفیسر ویلینٹائن زوکوسی	Prof. Velentine-Schukcuski	—	روسی
۳۳۔ رابندر ناتھ ٹیگور	Rabendar Nath Tegore	—	بنگالی

۳۴۔ فریڈرک بوڈین سٹیڈ Fredrik Boden Stead ۱۸۸۱ء جرمن

۳۵۔ جونسن پوشا Johnson Posha ۱۹۱۳ء 〃

۳۶۔ جی سی ایم بوئن J. C. E. M. Boyen ۱۹۷۴ء انگریزی

ان کے علاوہ یورپ کی بیسک (Basque) کٹالان (Ketalan) زیک (Czech) ڈینش (Danish) اسپرانتو (Esperanto) وغیرہ زبانوں میں کئی کئی ترجمے ہوئے ہیں۔ فرانسیسی زبان میں جو ترجمے زیادہ مقبول ہوئے ہیں وہ چارلس (Charles Grolleau) لیکارس (Lecaris) فرنینڈ ہنری (Fernand Henry) کلاڈ انٹ (Claud Anet) چارلس سیبلے (Charles Sibley) روجر کاروے (Roger Carvey) رابرٹ ڈیلپاک (Robert Delpack) جولز ڈی مارٹ ہولڈ (Jules De Mart Hold) فرنیز ٹوسینٹ (Frenz Toassent) وغیرہ کے کئے ہوئے ہیں۔ گیک اور جرمن زبانوں میں گریف فان شیک (Grof Von Sheik) اور اے وولف (A. Volff) کے تراجم مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ یونانی (Greek) ہنگرین (Hungarian) اطالوی (Italian) ناروجین (Norwegian) پولش (Polish) پرتگالی (Portugese) رومنی (Romanie) اسپینی (Spanish) وولیپک (Volapiik) ویلش رومنی (Welsh Romanie) وغیرہ

زبانوں میں بھی ترجمے موجود ہیں۔

یوروپ کے علاوہ دُوسری زبانوں میں بھی ترجموں کی کمی نہیں رہی ہے چنانچہ رباعیات خیام چینی، جاپانی، سنسکرت اور عربی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں۔ برصغیر ہند و پاکستان کی تقریباً ہر اہم زبان میں خیام کے ترجمے موجود ہیں جن زبانوں میں ترجموں کا وجود یقینی ہے ان میں ہندی، بنگالی، گجراتی، مرہٹی، تامل تلنگی (Talngu) اڑیا، کناری وغیرہ شامل ہیں۔ اور یہ کہنا مبالغے سے خالی نہ ہوگا کہ کوئی اہم اور بڑی علاقائی اور صوبائی زبان ترجمے سے خالی نہیں ہے۔ پروفیسر پٹ وردھن (Prof. T. M. Patwardhan) اور سوامی گووند تیرتھ (وی ایم داتار) نے مرہٹی میں، مرزا قلیچ بیگ (شمس العلماء) اور (والیٔ ریاست خیر پور سندھ) میر علی نواز خاں ناز نے سندھی میں، پنڈت گردھر شرما نے سنسکرت میں اور مسٹر پٹیل (Patel) نے گجراتی میں ترجمے کئے ان میں سب سے زیادہ ضخیم اور اعلیٰ ترجمہ وی ایم داتار (V. M. Datar) کا ہے۔ ان صاحب نے خیّام کی رباعیوں کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا ہے جس میں سب سے زیادہ رباعیات شامل کی ہیں۔ سرائیکی میں عزیز نشتر غوری اور ڈاکٹر مہر عبدالحق کے تازہ ترین منظوم ترجمے نظر سے گزرے ہیں۔

عربی میں ودیع بستانی، محمد رباعی اور سیّد احمد نجفی کے ترجمے قابلِ ذکر ہیں۔ ترکی میں ڈاکٹر عبداللہ جودت، رضا توفیق اور حسین دانش کے ترجمے اچھے

سمجھے گئے ہیں۔ ہندی میں بہت سے ترجمے ہیں، جن میں خاص پنڈت سوریا ناتھ تکرو، بابو میتھلی شرن گپت، جھالاپائن کے پنڈت گردھر شرما (۱۹۲۱ء) پنڈت بلدیو پرشاد مصر (۱۹۳۲ء) ڈاکٹر گیا پرشاد گپتا (۱۹۳۳ء) یہ بنگالی ترجمے کا لفظی ترجمہ ہے۔ اردو کے معروف شاعر اقبال ورما سحر ہنگامی (ہندی ترجمہ) بچن (۱۹۳۵ء) برجموہن تواڑی، گھونش لال گپت، کشوری رمن ٹنڈن جودھ پور والے (۱۹۳۶ء) پنڈت جگدمبا پرشاد دینشی، پنڈت سومترا نند پنت، کشوری پرشاد پاٹھک اور مہادیوی ورما کے کئے ہوئے ترجمے ہیں اور تقریباً سب ہی منظوم ہیں۔ ان کے علاوہ ہندی زبان میں اور بھی ترجمے موجود ہیں۔

اردو زبان میں سب سے پہلے منظوم ترجمہ دکن کے راجہ مکھن لال (۱۲۶۰ھ) کا ہے۔ اس کے علاوہ سیّد محمد لائق حسین قوی امروہوی، میر ولی اللہ منظر امروہوی مولوی سیّد احمد حسینی نشتر رام پوری، کاشی پریاگی، عبدالرحمٰن طارق، میراجی، حکیم آزاد انصاری، آغا مظفر علی بیگ قزلباش شاعر دہلوی، جوش ملیح آبادی، ڈاکٹر تاثیر شوکت بلگرامی، ناداں دہلوی، صفی لکھنوی، عاصم جے پوری اور عبدالحمید عدم کے ترجمے معروف ہیں۔

غرض یہ کہ دنیا کے تاریک سے تاریک گوشے میں بھی اگر کوئی زبان بولی جاتی ہے اور اس میں ادب موجود ہے تو رباعیاتِ خیّام کے ترجمے کا امکان ہے۔ یہاں تک کہ

جاوا، سماترا، ملایا، برما، تبت، سیام، نیپال، بھوٹان اور بعض ایسے ممالک کی زبانوں میں بھی خیام کی رباعیات کے ترجمے ملتے ہیں۔ جن کے متعلق کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، خیّام کے کلام کو مقبول بنانے اور اس کے فلسفۂ حیات کو عام کرنے کے لئے لندن میں ۱۸۹۲ء میں عمر خیّام کلب کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۰۰ء میں اس کی تقلید میں امریکہ میں بھی ایک ایسے ہی کلب کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ جس کا مقصد خیام کو ہر دلعزیز بنانا تھا۔ اس کے بعد قبل انقلاب کے روس، ترکی، فرانس، جرمنی، اٹلی اور دوسرے کئی ملکوں میں اس قسم کی یادگاریں قائم ہوئیں۔ برصغیر پاک و ہند میں اس قسم کے ایک کلب کی تجویز بمبئی میں بھی تھی۔ ان تحریکات سے بھی خیام کی مقبولیت پر کافی روشنی پڑتی ہے اور یہ اسی قسم کے اداروں کے وجود کا نتیجہ ہے کہ خیّام اور فٹز جیرلڈ کی شاعری کے طرح طرح کے نسخے قسم قسم کی جلدوں اور مختلف مذاق اور مکتبہ ہائے فن کی مصوّری کی نمائندہ تصویروں سے آراستہ آئے دن جاذبِ نظر ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کا سستے سے سستا نسخہ کچھ آنوں پیسوں کی قیمت سے لے کر مہنگے سے مہنگا ایڈیشن جس میں نہ صرف تصاویر بلکہ کئی زبانوں کے تراجم، محققین اور مورخین کے تبصرے اور تنقیدیں اور مختلف قدیم اور اہم نسخوں کے عکس بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس قسم کے نسخوں کی قیمت بعض اوقات کئی کئی گنیوں تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ ناظمِ

ہیکل ڈول کا مٹی ویرورم ایڈیشن اور ٹیوٹن (Tutin) کا کن کارڈنیس (Concordance) قسم کی کتابیں اسی قبیل کی ہیں۔ اس انداز کی کتابیں شیکسپیر کے ڈراموں کے علاوہ شاید ہی کسی اور مصنف کی تحریروں کے بارے میں موجود ہونگی کنکارڈنیس فٹز جیرلڈ کے ترجمے کے چاروں ایڈیشنوں کے مصرعوں اور لفظوں کے صفحہ دار حوالے مع تغیر و اختلاف وحک و اضافہ و ترمیم و اصلاح کے موجود ہیں۔ اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصرعہ یا کوئی لفظ فٹز جیرلڈ کے چاروں ایڈیشنوں میں کہاں کہاں اور کتنی بار استعمال ہوا ہے۔ اور کتنے مصرعوں میں کیا کیا اختلافات موجود ہیں۔ کون کون سا قطعہ (Quartrain) کس کس ایڈیشن میں نئے سرے سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور کس کس میں کیا کیا تبدیلی اور اصلاح کی گئی ہے۔ اس قسم کی کتابوں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ فٹز جیرلڈ کے پیش نظر ترجمہ کرتے وقت کونسا نسخہ تھا اور اب وہ نایاب ہے۔ یہ نسخہ کلکتہ میں پرانے مخطوطات کے انبار سے پروفیسر کاول (Prof. Cowell) کے ہاتھ لگا تھا۔ یہ بہت ہی دیدہ زیب تھا اور اس پر ۱۵۱۵ء، ۱۵۲۸ء، ۱۵۳۰ء اور ۱۵۴۸ء کی مہریں لگی تھیں۔ یہ نسخہ گم ہو چکا ہے۔ اور غالباً یہی وہ نسخہ ہے جس کی نقل پروفیسر کاول نے فٹز جیرلڈ کے لئے تیار کرائی تھی اور اسی پر اس کے ترجموں کا دار و مدار بتایا جاتا ہے۔

خیّام کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ حالانکہ اس کی زندگی کے حالات کا

تفصیلی علم حاصل نہیں ہے۔ لیکن مختلف زبانوں میں اس کی زندگی اور کلام پر مبنی ناول تمثیلیں، فلمیں، بیلے وغیرہ لکھے گئے ہیں۔ اب سے کوئی پچاس سال پہلے ایسو ڈورا ڈنکن (Isodora Duncan). نے جو اپنے دور کی مقبول ترین سٹیج ایکٹریس تھی۔ ایک اعلیٰ پائے کی تمثیل بھی تیار کی تھی۔ اس موضوع پر چند فلمیں بھی بن چکی ہیں۔ جن میں سے بعض میں خیّام کو ایک خیالی کردار کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ فلمیں الف لیلائی ماحول میں لے جاتی ہیں۔ اور خیّام کے متعلق مغرب کے تصوّرات اور خیالات کو ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن اصل خیّام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اردو میں عمر خیام کی رباعیات اور اس کے مختصر حالاتِ زندگی کے مدِ نظر اس عہد کے پس منظر میں عاصم جے پوری نے ایک بلند پایہ ڈرامہ لکھا تھا۔ جو اس کی تاریخ اور خیام کی زندگی کی عکاسی کامیابی سے کرتا ہے۔ اس ڈرامہ کے لئے عاصم صاحب نے خیّام کی چند رباعیات کا منظوم ترجمہ بھی کیا ہے، جو اردو کے بہترین منظوم ترجموں میں شمار ہوتا ہے۔

چونکہ خیّام کو عالمگیر شہرت اس کے انگریزی ترجمے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بعض محققین کی آرا بھی معلوم کر لی جائیں تاکہ ان کی روشنی میں ترجمے کو دیکھا جائے۔ اوٹو رتھفیلڈ Otto Ruthfild اپنی کتاب "عمر خیام اور اس کا عہد" —— (Umar Khayyam and his age) میں لکھتا ہے :-

"In the admirable translation of Fitzgerald the quatrains have been, if possible, even more embellished and sigh an English tongue to the very breath of sadness. Whinfield's directs translation from the original has with much success captivated their plaintive note."

یعنی "فٹز جیرلڈ کی قابلِ قدر رباعیات میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی پائی جاتی ہے۔ اور ان میں انگریزی زبان اپنی پوری افسردگی کے ساتھ کراہتی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن ونفیلڈ کا ترجمہ جو براہِ راست اصل فارسی سے کیا گیا ہے۔ اصل کی دلکشی کا آئینہ دار ہے۔" ایک اور نقاد نے فٹز جیرلڈ کے ترجمے کے بارے میں کہا ہے:-

"It must be admitted that Fitzgerald took great liberty with the original in his version of Omar Khayyam."

اور یہ بات بڑی حد تک درست بھی ہے۔ کہ اپنے ترجمۂ عمر خیّام میں فٹز جیرلڈ نے بہت زیادہ آزادی اختیار کی ہے۔ لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ جو فضا اس ترجمے میں پائی جاتی ہے۔ وہ کسی اور مترجم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ رباعیات کے انتخاب کے بعد فٹز جیرلڈ نے انہیں ایک ایسے تسلسل کے ساتھ جمع کیا ہے کہ سب رباعیات میں ایک داخلی شاعرانہ ربط پیدا ہو گیا ہے۔ جو خود رباعیاتِ خیّام میں نہیں ہے۔ اس پر مزید اس کا اپنا شاعرانہ مزاج اور انگریزی زبان اور روایتِ شاعری سے اس کی بے پناہ واقفیت

ہے جس نے اس ترجمے کو انگریزی داں دُنیا میں بہت مقبول بنا دیا ہے۔ یہ ترجمہ مشرقی اور مغربی تصوّرات کا ایک حسین امتزاج پیش کرتا ہے یہی اس کا جادُو ہے۔

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خیّام کے کچھ منظوم ترجموں کا جائزہ لیا جائے جو مختلف زبانوں میں کئے گئے ہیں۔ اِس جرأت کا محرک میرے مہربان دوست ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب کا تازہ ترین سرائیکی منظوم ترجمہ ہے۔ جس پر اظہارِ خیال کے لیئے جنابِ محترم نے مجھ جیسے طالب علم کا انتخاب کیا ہے۔ اس انتخاب کی وجہ غالباً یہ ہے کہ صاحب موصوف کو کسی طرح یہ علم ہو گیا ہے کہ کسی زمانے میں مجھے رُباعیاتِ خیّام کے منظوم ترجموں کے مطالعے کا شوق رہا ہے۔ چنانچہ تعمیلِ ارشاد میں اپنی بے بضاعتی کے باوجود ڈرتے ڈرتے یہ ذمہ داری قبول کرنی پڑی۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب پاکستان کے چند ماہرینِ لسانیات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اردو زبان کے مانے ہوئے ادیب ہیں۔ سرائیکی زبان پر ان کی تحقیق قدرِ اوّل کا معیار حاصل کر چکی ہے۔ سرائیکی ان کی مادری زبان ہے۔ اس زبان میں رباعیاتِ عمر خیّام کا منظوم ترجمہ کر کے ڈاکٹر صاحب نے ایک بڑی کمی ہی کو پورا نہیں کیا ہے، بلکہ ترجمے اور شاعری کا حق بھی ادا کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے کچھ ہی عرصہ پہلے جناب عزیز نشتر غوری بہاولپوری نے "شہکار" کے عنوان سے رباعیاتِ عمر خیّام کا منظوم سرائیکی ترجمہ کیا ہے جو سرائیکی اکیڈمی بہاولپور سے شائع ہوا ہے۔ بقول مترجم جناب نشتر غوری انہوں نے ترجمے میں لفظی ترجمے کی

پابندی نہیں کی ہے۔ اصل کے مفہوم کو ادا کیا ہے۔ اور کہیں کہیں مفہوم میں اضافے کی کوشش بھی کی ہے۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب نے خیّام کی شاعری کی رُوح کو برقرار رکھتے ہوئے ترجمے کو لفظی اور معنوی اعتبار سے نبھانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ اور اس کوشش میں وہ کامیاب ہیں یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ترجمے کی خصوصیات کا اندازہ لگانے کے لئے اُن کے اور نشتر غوری صاحب کے ترجمے کو بالمقابل رکھ کر دیکھا جائے تاکہ دونوں ترجموں کا فرق ظاہر ہو سکے۔

خیّام :- آنہا کہ کشندۂ شرابِ ناب اند
وآنہا کہ بہ شب ہمیشہ در محراب اند
بر خشک یکے نیست ہمہ در آب اند
بیدار یکے و دیگراں در خواب اند

نشتر غوری صاحب :-

اوجیڑھے جو مدھ نال رانداں رسیندِن ÷ اتے جے عبادت دے وِچ شب نبھیندِن
کوئی پاک کینھیں سبھے ڈُبے پئے ہِن ÷ ہکو جاگدا اپے ہے نندراں منٹریندِن

مہر صاحب :- ہِکّن جیڑھے مستی دے وِچ غرق شراب اِچ رہندے
بے ہِن جیڑھے رات وِچالے نت محراب اِچ رہندے
خشکی اُتے ہک وی کینھیں سارے پانڑیں وِچ اِن

جاگنڑ والا ہکّو اسے بئے سارے خواب اچ رہندے

عدمؔ :- وہ جو صہبا کشید کرتے ہیں ٭ کیا خطائے سعید کرتے ہیں
بخشتے ہیں جلا جوانی کو ٭ روشنی کو مُرید کرتے ہیں

خیّامؔ :- آں مئے کہ حیات جاودانی است بخور
سرمایۂ لذّت جوانی است بخور
سوزندہ چو آتش است لیکن غم را
سازندہ چو آبِ زندگانی است بخور

نشترؔ غوری صاحب :-

اوندھ پی فنا کوں بقا جو بنڑاوے ٭ جوانی دے حُسن تے مزاج بنڑاوے
ہووے بھاہ وانگوں مگر ساڑے غم کوں ٭ چمن زندگی دی فضا جو بنڑاوے

عبدالحمید عدمؔ :-

مئے پی کہ یہ شئے خوں کو رواں رکھتی ہے ٭ سرمایۂ صد تاب و تواں رکھتی ہے!
صدیوں سے مسلّم ہے تابندہ شراب ٭ انسان کو مضبوط و جواں رکھتی ہے

مُہرؔ صاحب :- حشر تئیں جو زندہ رہسی اے او مئے ہے پی چا
اِتھ شباب دی لذّت دا سرمایہ سَے ہے پی چا
بھاہ دے وانگ ہے ساڑن والی لیکن نیڑے غم کوں
آبِ حیات دے وانگ بنڑانوں نڑوالی شَے ہے پی چا

خیّام :-

یاراں چو باتّفاق میعاد کُنید ٭ خود را بجمال یک دگر شاد کُنید
ساقی چو مئے مُغانہ بر کف گیرد ٭ بیچارہ فلاں را بدُعا یاد کُنید

نشترؔ غوری صاحب :-

بھراؤ خوشی وِچ جڈاں گدّھی پا ہووو ٭ اُتے ڈیکھ ہِک ٻئے کوں سگّاں لہادو
تے وَل ساقی مئے دا پیالہ بھنواوے ٭ تاں میڈے وی حق وِچ دعا چا ڈتا وُ

عبدالحمید عدمؔ :-

اتفاقاً کبھی جو یار ملیں ٭ صورتِ بربطِ بہار ملیں
یاد کرلیں ہمیں بھی بھُولے سے ٭ ایسے موقعے انہیں ہزار ملیں

مہرؔ صاحب :-

یار و مئے دی بزم کڈا انہہ جے وَت آباد کرا ہے
اُپڑیں حُسن جمال دے نال ہِک ٻئے کوں شاد کرا ہے
جیڑھے ویلے ساقی دے ہتھ جام شراب دا آدے
نال دُعا دے کہیں نماݨڑیں کوں وی یاد کرا ہے

خیّام :-

مگزار کہ غصّہ در حصارت گیرد ٭ واندوہ و ملال روزگارت گیرد
مئے خور بہ کنارِ سبزہ و آبِ رواں ٭ زاں پیش کہ خاک در کنارت گیرد

نشترؔ غوری صاحب :۔

نہ آدنج کا وڑدے گھیراں دے وِچ تُوں ؛ اتے جگ دے ڈُکھ دے پھیراں دے وِچ تُوں
بہہ سبزے تے مدھ پی نہر دے کنارے ؛ اجّھو وڑسیں مٹّی دے ڈھیراں دے وِچ تُوں

مہرؔ صاحب :۔

ایں ناں گزرن ڈینہہ تیڈے جو غم چڑھاوے وَکڑے
اوکھی گزر اوقات دا چِنتا تیڈے دِل کُوں پکڑے
سبزہ زار تے نہر کنارے جو دَم گزرے واہ ہے
ایں توں پہلے جو اے مٹّی تیکوں وَٹھ اچ جکڑے

عبدالحمید عدمؔ :۔

غصّہ کیا ہے جو یہ مجال کرے ؛ اِک قلندر کو پُر ملال کرے
پی خُمِ مئے کہ رحمتِ یزداں ؛ عمر تیری ہزار سال کرے

خیّامؔ :۔

خواہی کہ ترا رُتبتِ اسرار رسد ؛ مپسند کہ کس راز تو آزار رسد
از مرگ میندیش و غمِ رزق مخور ؛ کایں ہر دو بوقتِ خویش ناچار رسد

نشترؔ غوری صاحب :۔

جے چاہندیں مِلے تیکوں رُتبہ بلند ؛ تاں ڈُکھ کہیں کوں ڈیوݨ نہ کر توں پسند
نہ غم موت دا کھا نہ جھگھ رزق سانگے ؛ ڈوہیں آپے آسن توں کر پیا انند

مہر صاحب :۔

جے توں چہندیں تیکوں رتبہ راز اسرار دا ملے
تیکوں ڈکھ آزار دا شکوہ کہیں نہ یار دا ملے
موت کنوں نہ ڈر دا رہ تے رزق دا غم نہ کھا
اے تاں ہر ہک وقت مقرر اُتے ہر دار دا ملے

عبدالحمید عدم :۔

آدمی کے عمل ہیں جو اس کو ؛ صاحبِ مرتبہ بناتے ہیں
رزق اور موت مجبوراً ؛ وقت پر اپنے آ ہی جاتے ہیں

اِن ترجموں کو ساتھ ساتھ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر صاحب نے ترجمہ ایک ہی بحر میں کیا ہے، تو نشتر غوری صاحب نے مختلف بحریں اختیار کی ہیں مہر صاحب کا ترجمہ بڑی حد تک لفظی ہے مگر اصل کی روح کو برقرار رکھتا ہے جبکہ نشتر صاحب کا ترجمہ آزاد ہے اور خیام کی اصلی رُوح برقرار نہیں رہ سکی ہے۔ مہر صاحب نے بحر وہ اختیار کی ہے جو سرائیکی شاعری کی مانوس ترین بحر ہے۔ کیونکہ اس بحر میں سرائیکی ڈوہڑے زیادہ کہے گئے ہیں۔ زبان کی گھلاوٹ اور اصل کے ساتھ اس کے سہارے خیام کو سرائیکی زبان کا مزاج دینے کے سلسلے میں مہر صاحب کی کوشش زیادہ کامیاب ہے۔ اور اس خصوصیت میں نشتر صاحب کا ترجمہ مہر صاحب کے معیار کو نہیں پہنچتا۔ مہر صاحب کا ترجمہ سرائیکی زبان میں ترجمے کی اعلیٰ مثال ہے اور اس زبان کی شاعری

میں تاریخی حیثیت کا حامل ہے، نشتر صاحب کو ان کے مقابلے میں صرف اوّلیت ہی کا شرف حاصل ہے۔ عدم صاحب کا ترجمہ اس قدر آزاد اور ہلکا پھلکا ہے کہ اس سے عدم کی شخصیت تو ظاہر ہو جاتی ہے لیکن ان ترجموں میں خیّام کہیں نظر نہیں آتا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ محض شراب کے ذکر سے خیّام کا رنگ پیدا ہوتا ہے وہ غلطی پر ہیں۔

جس طرح خیّام کی رباعیات بہت سے شعراء کے کلام میں مل جاتی ہیں اور یہ دریافت کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ واقعی اس کی کہی ہوئی رباعیاں کونسی ہیں، اسی طرح ایک دِقّت اور ہے، اور وہ اختلافِ نُسخ ہے۔ ایک ایک رُباعی میں الفاظ کی ترتیب مختلف اور کہیں کہیں مصرعوں کا اختلاف ہے۔ کہیں مصرعوں کی ترتیب مختلف ہے، اور چونکہ مختلف مترجموں نے مختلف نسخوں کو سامنے رکھا ہے اس لئے متن میں بھی اختلاف ہے، جو ترجموں میں بھی ظاہر ہُوا ہے۔ یہ اس صورت میں واضح ہوتا جب متن کی مختلف صُورتیں بھی درج کی جاتیں اور ترجموں کو اس اعتبار سے دیکھا جاتا۔ لیکن یہ کام کوہ کندن و کاہ بر آوردن سے زیادہ نہیں، خصوصاً اس وجہ سے کہ ڈاکٹر جہر عبدالحق صاحب نے محققانہ انداز میں بڑی حد تک حواشی میں اختلافِ نُسخ کی وضاحت بڑی محنت سے کر دی ہے۔ یہ کام اُن کا تھا جو انہوں نے فاضلانہ انداز میں پورا کیا ہے۔ میں نے صرف رباعیات نقل کر دی ہیں اور اس جانب اشارہ کر دینے ہی کو کافی سمجھتا ہوں، ورنہ ایک "تتمّے" کا اضافہ مجھے بھی کرنا پڑتا۔ اس حقیقت کے اظہار کے بعد اب مختلف زبانوں میں خیّام کی رباعیات

کے منظوم ترجموں کے تقابلی مطالعے کے لئے میدان ہموار ہو گیا ہے اس لئے آئیے مختلف مترجمین کی کاوشوں کا جائزہ لیں۔ خیّام کی مشہور رباعی ہے :-

ہر سبزہ کہ بر کنارِ جوئے رُستہ است
گوئی ز لبِ فرشتہ خوئے رُستہ است
پا بر سرِ ہر سبزہ بخواری نہ نہی
کایں سبزہ زرُوئے لالہ رُوئے رُستہ است

فزجیرلڈ کا مشہورِ عالم ترجمہ یہ ہے :-

And this reviving herb whose tender green
Fledges the River-lip on which we lean
Ah! lean upon it gently for who knows
From what once lovely-lip it springs unseen

لی گیلین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے :-

Ye love! This very ground you lightly tread
Who knows! is pillow to some maiden head
Ah tread upon it gently, lest you wake
The sacred slumber of some happy head.

یہی خیال روڈ ویل کے ترجمے میں یوں ظاہر کیا گیا ہے :-

The verdure growing by some watery way,
Springs from some angel's lip, as poets say,
Tread gently then, for every flower that blows,
Springs from the dust where some fair lady lay

ونفیلڈ کا رنگ ملاحظہ ہو :۔

Yon turf fringing the margin of the stream,
As down upon the cherab's lips might seem,
Or groweth from dust of burried tulip cheeks,
Tread not the turf with scorn or light esteem,

ہندوستان کے سب سے نمایاں انگریزی مترجم وی ایم داتار کا ترجمہ
بھی دلچسپ ہے :۔

The verdures which on river banks are seen,
As tresses of some pious nymph I wean,
Beware of stamping down this turf with scorn,
Tis sleeping Narcisus now clad in green

اردو شعرار کے ترجمے بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔
آغا شاعر قزلباش :۔

سبزہ ہے جہاں کنارِ جُو سے لہکا ٭ گویا ہے لبِ فرشتہ خُو سے لہکا
ذِلّت سے کبھی نہ رکھنا سبزے پہ قدم ٭ یہ سبزہ ہے خاکِ لالہ رُو سے لہکا

قوی امروہوی :۔

جو سبزہ ہے دریا کے کنارے پہ اُگا ٭ گویا وہ ہُوا لبِ ملک سے پیدا
ٹھکرا نہ سر سبزہ کو ذِلّت سے کبھی ٭ یہ لالہ رُخوں کی خاک سے خلق ہُوا

عبد الرحمٰن طارق :۔

سبزۂ نورُستہ جو بھی ساحلِ جُو سے اُگا ٭ یہ تو لب ہائے نگارِ عنبریں بُو سے اُگا
غفلت و بے رحمی سے سبزے کو مت پامال کر ٭ کیونکہ یہ سبزہ یقیناً خاکِ گُل رُو سے اُگا

اُردو کے منظوم ترجموں میں شوکتؔ بلگرامی کے ترجمے کو غالباً سب ترجموں سے زیادہ اہمیّت حاصل ہے اور بڑی حد تک یہ دُوسرے اردو ترجموں پر فوقیت بھی رکھتا ہے۔ اِس ترجمے کا رنگ دیکھئے :۔

ہیں سب لبِ جُو میں لعلِ لب کے انداز ٭ بھیگی ہیں مَسیں ہُوا ہے سبزہ آغاز
اے سبز قدم گیاہِ مرقد کو نہ روند ٭ اس سبزے میں سبزہ رنگ کرتے تھے ناز

اُردو ترجموں میں آغا شاعرؔ، قویؔ اور شوکتؔ بلگرامی نے رباعی کا ترجمہ اردو رباعی ہی میں کیا ہے۔ اور شوکتؔ کا ترجمہ اگرچہ سب سے بہتر ہے مگر تینوں ترجموں کے مقابلے میں ذرا آزاد ہو گیا ہے۔ لیکن اس میں خیّام کی رُباعی کی رُوح اور اس کے اندازِ بیان کی جھلک موجود ہے۔

خیّام کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ہندی شعرا نے بھی جو اردو فارسی زبانوں سے خاصہ تعصّب برتتے تھے، اس کی رباعیات کا منظوم ترجمہ کیا ہے ہندی کے تین بڑے شعرا کے تراجم کا رنگ یہ ہے :۔

میتھلی شرن گپت :۔

اس پیارے پودھے پر جس کا سہارا لئے ہیں ہم لوگ
کرتے ہیں سری تا دھر جس کی کومل ہریالی کا بھوگ

ہلکے ہلکے ٹکو نچانے کب کے کن مدھوادھروں سے
ہم سب کے انجانے اُس نے پایا ہے یہ اُندم یوگ

بچن نے ترجمے کے لئے زیادہ مترنّم بحر کا انتخاب کیا ہے :-

بچّن :- ارے یہ کتنے کومل پات چنبسنوں سے اپنے اطلان
ڈھک رہے ہے جو سُرتا کا کومل وچرتے ہم تم جس پر پران
دھرو دھیرے سے اس پر پاؤں کون جانے ہو سکتا پران
کہیں مدھوادھر والا ہی کو چوم اُگے ہیں یہ پودھے انجان

میتھلی شرن گپت نے جو بحر انتخاب کی ہے، ہندی کے اکثر شعراء نے عمر خیّام کی رباعیات کے ترجمے کے لئے وہی بحر اختیار کی ہے، رگھو ونش لال گپت کا ترجمہ بھی اسی بحر میں ہے :-

ندی کنارے جو اُگتی ہے جو ہری ہری مخمل سی دُوب
ہم تم جس پر چلتے ہیں پر بیٹھے چلنا اسے بچا کر خُوب
سمجھو ہے یہ کبھی رہی ہو ن کسی یوگ کی آنن ریکھ
سمبھوے اس نے بھی ہو ادھر سدھا میں ڈُوب

ایک اور بات جو ہندی شعرا کی مجبوری بھی ہے اور جس نے ان کے ترجموں کو دُوسرے درجے کی چیز بنادیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ فارسی نہیں جانتے تھے اس لئے انہوں نے براہِ راست خیّام کی رباعیات کا نہیں، بلکہ فِٹز جیرلڈ کے

انگریزی ترجمے سے ترجمہ کیا ہے۔ اس وجہ سے ان کے ترجموں کو بہ حیثیت ترجمہ وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو براہِ راست ترجمے کو ہوتی ہے۔ اب سرائیکی ترجمے ملاحظہ کیجئے جو براہِ راست فارسی سے کئے گئے ہیں۔ اس رُباعی کا ترجمہ عزیز نشتر غوری نے یوں کیا ہے :۔

جیڑھے سُہنے مکھڑے بھوئیں وچ سماگِن ۔ وَلا سُٹ تے گل پھل بہار اوڈکھا گِن
معطر تے وَلدار زُلفاں اُنہاں دیاں ۔ وَٹا دیس کرن اے بیلے سُہا گِن

ڈاکٹر مہر عبدالحق کی زبان میں اس سے زیادہ گھلاوٹ ہے۔ اور اُن کا ترجمہ تاثر میں اصل رُباعی سے زیادہ قریب ہے۔

مہر عبدالحق صاحب :۔

ندی کنارے ڈیکھ ہِنڑ سبزہ جِتھاں کِتھاں نکھتے
اے فرشتہ خود دے لب توں نکھتے جِتھاں نکھتے
تنگی تُرشی نال نہ رکھیں پیر ایں سبزے اُتے
کیوں جو اے وی کہیں ماہ رُخ دی خاک تُوں اتھاں نکھتے

ان ترجموں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب کا ترجمہ لفظی اور معنوی اعتبار سے مجموعی طور پر بہتر ترجموں میں شمار ہوگا۔ اسی طرح ترجمے کی ایک اور مثال دیکھیے :۔

خیّام ؎

آنہا کہ محیطِ فضل و آداب شدند ٭ در کشفِ دقیقہ شمع اصحاب شدند

رہ زیں شبِ تاریک نہ بُردند بروں ٭ گفتند فسانۂ و در خواب شدند

اب فِٹز جیرلڈ اور روڈویل کے ترجمے دیکھیے۔ فِٹز جیرلڈ:۔

The revelation of Devout and Learned:
Who rose before us and as Prophets twined
'Are all but stories, which awake frem sleep
They told their comrades and to sleep returned

روڈویل:۔

Learning and letters they that grasped adept
As candles bright they, way for others kept
No way they found thro' this dark night of gloom,
They told a tale and then in dust they slept.

برّصغیر کے ترجموں میں بمبئی کے پروفیسر بھاجی والا کے ترجمے اصل سے قریب تر ہیں کیونکہ فارسی کے اساتذہ میں ان کا مقام بلند سمجھا جاتا تھا۔ پروفیسر موصوف نے شعرالعجم کے اُس باب کا انگریزی میں ترجمہ کر کے جس میں خیّام کا ذکر ہے اسے کتابی صُورت میں شائع کرایا تھا۔ اس باب میں خیّام کی جتنی رباعیاں تھیں ان سب کا مرحوم نے انگریزی میں منظوم ترجمہ کر دیا تھا۔ اس طرح اچھے انگریزی ترجموں کی ایک اعلیٰ مثال قائم ہو گئی ــــــ بھاجی والا:۔

Those who possessed great virtues, talents bright,

Whose learning was their fellows guiding light,
Even they beyond night's darkness could not step,
They told their tales and a long good night.

اردو میں اس رباعی کا ترجمہ قوی امروہوی اور آزاد انصاری نے کیا ہے پہلے قوی امروہوی کا ترجمہ دیکھئے :-

جو لوگ ہوئے محیط فضل و آداب ۔ اظہار علوم میں چراغ احباب
ان کی بھی ملی نہ راہ تاریکی میں ۔ اک قصہ سنا کے ہو گئے محو خواب

آزاد انصاری :-

لاکھوں آئے چراغ تحقیق لئے ۔ ہر چند محققوں کو بھی ان میں سے
رہ اس شب تاریک سے باہر نہ ملی ۔ افسانہ شروع کرتے ہی اونگھ گئے

اب سرائیکی ترجمے اور خاصکر ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب کا ترجمہ دیکھئے ۔

نشتر غوری صاحب :-

جیڑھے باکمال ہن تے نورالہدیٰ ۔ رکیتا ہا چودھاروں جنھاں سوجھلا
تھئے گم اندھارے دے وچ او فنا دے ۔ انجھاں قصہ بن گئے نہ قصہ ریہا

مہر صاحب :- جو وی ہن سمندر وانگوں ڈونگھے فضل آداب اچ
او کھے عقدے کھولنڑ کیتے شمع ہن اصحاب اچ
انجیں رات اندھاری وچوں رستہ کڈھ نہ سگدے
ہک افسانہ آکھ کے لمبی تانڑ کے ستن خواب اچ

ایک اور رُباعی کے تراجم ملاحظہ فرمائیے ——— خیّام :-

در کارگہِ کوزہ گراں بُودم دوش ٭ دیدم دو ہزار کوزہ گویا و خموش
ہر یک بزبانِ حال بامن گفتند ٭ کُو کوزہ گر و کوزہ خرد کوزہ فروش

فِنز جیرلڈ :-

And strange to tell among the Earthen Lot
Some could articulate while others not;
And suddenly one more impatient cried
Who is the Potter; pray, and who the pot

ایسا معلوم ہوتا ہے فِنز جیرلڈ کی اپنے اس ترجمے سے تشفی نہیں ہوئی تھی اس لئے چوتھے ایڈیشن میں اس نے اس رباعی کا ترجمہ اس طرح کیا :-

Whereas some of the locacious Lot
I think a sufi Papkin — waxing hot
All this of Pot and Potter — tell me then,
Who is the Potter, pray, and who the pot.

اس رباعی کا ترجمہ روڈویل نے اِس طرح کیا :-

I tarred at a potter's yesterday,
Two thousand pots speaking or silently lay,
In their pot language all began to say
Where is the pot - maker, buyer, seller I pray

اس رباعی کو دی ایم داتار نے اس طرح ان الفاظ کا جامہ پہنایا ہے :-

I woke at night in Potter's shop methought,
That pots conferred and some solutions sought
And each enquired of me, Tell who on Earth,
Is Pot or Potter, who that sold or bought.

کاشی پریاگی کا اردو ترجمہ اس طرح ہے :-

آدے میں جو کل رات گیا رفتہ ہوش ؛ دیکھے ان گنت کوزے گویا و خموش
نالہ کیا اک کوزے نے با جوش و خروش ؛ کو کوزہ گر و کوزہ خر و کوزہ فروش

چوتھے مصرعے کو جوں کا توں لے لینے اور "گویا و خموش" کی فارسی ترکیب کے استعمال سے ایک سہل انگاری کا احساس ہوتا ہے جس کی وجہ سے ترجمہ ہلکا ہو گیا ہے۔ قوی امروہوی کا ترجمہ بھی الفاظ اور اندازِ بیان کے اعتبار سے چست نہیں ہے ——— قوی امروہوی :-

کل جو مَیں اک کوزہ گر کے کارخانے میں گیا
تھے ہزاروں کوزے اِک گویا تو اِک خاموش تھا
مجھ سے ہر اک نے کہا یہ تو بتا وُہ ہے کہاں
کوزہ ساز و مشتری اور تھا جو کوزہ بیچتا

ہندی ترجمے کا رنگ بھی ملاحظہ ہو۔ زبان اور بیان کے اعتبار سے چست اور شاعرانہ خوبیوں کے حامل ہیں۔

بچن کا ترجمہ یہ ہے :-

مجھے کہتے ہوتا آشچریہ رہے تھے ان میں سے کچھ بول
مگر کچھ تھے ایسے بھی پاتر نہیں جو مُنہ سکتے تھے کھول
اچانک بول اُٹھا وہ پاتر سبھوں سے جو تھا ادھک ادھیر
بناتا کیوں ہے ویرتھ کلال تُجھ مٹّی کے کشنٹرک شریر

شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ نے سندھی میں رباعیاتِ خیّام کا ترجمہ کیا ہے۔ ان کا رنگِ طبیعت ملاحظہ ہو ——— مرزا قلیچ بیگ :۔

دکان ۾ کوزہ گر جي ٿيو جوش خروش
کوزہ کي ڏٺم سخن ۾ ڪي خاموش
سيني ٿي زبان حال جي سان چيو اُت
ڪٿ ڪوزہ گر ۽ ڪوزہ خر ۽ ڪوزہ فروش

سندھی زبان میں اس ترجمے کی وہی حیثیت ہے جو کاشی پریاگی کے ترجمے کی ہے۔ آخری مصرعہ جُوں کا توں اصل رباعی سے مستعار لے لیا گیا ہے۔ ویسے بھی زبان و بیان کے اعتبار سے اس ترجمے سے نہ مرزا صاحب کا علم و فضل ظاہر ہے نہ شاعرانہ کمال۔ بس ترجمہ ہو گیا ہے۔ سرائیکی زبان میں مہر عبدالحق صاحب کے ترجمے کا یہ حال نہیں ہے ——— مہر عبدالحق صاحب :۔

کلّھ کُنبھار دے ہٹ تے ڈِٹّھم تھاں بݨاوݨ والا
ڈُو ہزار ہَن گُوزے پئے، کوئی چُپ کوئی بولݨ والا

ہِک کُوزے دے مُو نہہ اچانک اے فریاد نکھتی

کِتھ گیا کُوزہ گرتے کُوزہ ویچنٹر گھنٹر والا

ترجمے کی خُوبی یہ ہے کہ ایسی بے ساختہ زبان اور ایسے سادہ اور بول چال کے انداز میں ادا ہُوا ہے کہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ ایک اسی قسم کی اور مثال دیکھئے اور اردُو شعرار کے تراجم کے مقابلے میں مہر عبدالحق صاحب کا ترجمہ دیکھئے :۔

خیّام :۔

غافل بچہ اُمید دریں شُوم سرا ؛ بر دولت او دل منہ از بہر خدا

ہرگاہ کہ خواہی کہ نشیند از پا ؛ گیرد اجلش دست کہ بالا پیما

پہلے دی ایم داتار کا انگریزی ترجمہ ملاحظہ ہو :۔

What hope this futal Inn hath for the wise
And why he hankers after annes pies,
For when he boards and thinks of settling down
His hand is pulled by death with "Hie arrise!"

ترجمہ صاف ہے اور دُشوار کام کو بڑی آسانی سے کیا گیا ہے۔ زبان سادہ با محاورہ اور مطلب صاف ہے۔ اب اردُو ترجموں کا انداز دیکھئے۔ کوئی ترجمہ اس صفائی اور صحت سے مفہوم کو ادا نہیں کر سکا ہے۔ سب سے غنیمت کوشش طارق کی ہے۔

عبدالرحمٰن طارق :۔

بے وفائی کر چکی ہے سب سے یہ کہنہ سرا

مال و دولت پر ہے اس کے کس لئے غافل فدا
جب بھی کوئی اِک گھڑی کو بیٹھتا ہے چین سے
موت کہتی ہے کہ اُٹھ اور باندھ بستر بوریا

لیکن ترجمہ اس قدر ہلکا ہے کہ اس میں خیّام کہیں نظر نہیں آتا۔ یہی حال تقریباً دُوسرے ترجموں کا ہے جو ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔ طارق کے علاوہ بھی شعرا نے ترجمہ رباعی میں کیا اور ان کی ناکامی کی وجہ بھی غالباً یہی ہے۔ ہر چند کہ ترجموں میں آغا شاعر اور صفی لکھنوی جیسے اساتذہ شامل ہیں۔

قوی امروہوی :-

اِس شوم سرا میں تجھ کو غفلت ہے کیا ؛ اس حال پہ تو نے دل کو کیوں ہے رکھا
جب چاہے کہ پا شکستہ ہو کر بیٹھے ؛ تب پکڑے اجل ہاتھ کہ "بالا پیما"

"بالا پیما" کے محاورے کو جُوں کا تُوں رکھ لیا گیا ہے۔ جو اردو میں بالکل نامانوس ہے۔ ناداں دہلوی کا ترجمہ بہتر ہے لیکن محاورے کا ترجمہ محاورے میں ہمیشہ ہمیشہ مناسب نہیں ہوتا۔ ذیل کی حقیقت کی اچھی مثال ہے۔ ناداں صاحب نے "بالا پیما" کا ترجمہ "چال دکھا" کیا ہے جو اگرچہ درست ہے مگر شاعرانہ معنویت سے عاری ہے۔ یہی حال "بھائی ہے" کے استعمال کا ہے ــــــ ناداں دہلوی :-

غافل تجھے کیوں بھائی ہے یہ منحوس سرا ؛ جاں دولتِ دُنیا پہ نہ دے بہرِ خدا
آرام اگر لینے کو پھیلائے گا پاؤں ؛ پکڑے گی اجل ہاتھ کہ اُٹھ چال دکھا

آغا شاعر کے ترجمے کا بھی یہی حال ہے ــــــ آغا شاعر قزلباش :-

کس برتے پہ غافل یہ سرا ہے یہ سرا ؛ دل دولتِ دنیا میں نہ للّٰہ پھنسا

جب تک کہ یہاں بیٹھنا تو چاہے گا ؛ پکڑے گی اجل ہاتھ کہ "مر اُوپر جا"

"بالا پیما" کا ترجمہ "مر اُوپر جا" عجیب ہی نہیں بلکہ معنویت سے بھی عاری ہے صفی لکھنوی کا ترجمہ صاف ہے لیکن یہ بھی اور ترجموں کی طرح بے رُوح اور بے مزا ہے ــــــ صفی لکھنوی :-

منحوس جگہ ہے یہ سرائے دُنیا ؛ غافل ہے اگر تو اس سے تو دل نہ لگا

موت آکے وہیں ہاتھ پکڑتی ہے کہ اُٹھ ؛ جس وقت کہ تو قصد کرے بیٹھنے کا

ڈاکٹر مہر عبدالحق کا سرائیکی ترجمہ اس اعتبار سے ان سب ترجموں سے بہتر ہے کہ وہ سرائیکی زبان میں مانوس اور روزمرّہ کے الفاظ میں ادا ہوا ہے اور کسی حد تک اس میں اصل رُباعی کے تاثر کا پرتو ہے۔

مہر عبدالحق ؎

غافل بیٹھیں کیا اُمیداں رکھّی شوم نگر تے

مال خزانے ڈیکھ کے دل چا رکھیو ایندے دَر تے

تھکا ٹرّٹا جیڑھا کوئی جھٹ ہک ہٹنڑ لگسی !

موت پکڑ کے ہتھ گھن ٹُلسی عالم بالا تر تے

اب ایک مقبول اور معرکۃ الآرا رباعی کے ترجمے دیکھیے۔

خیّام :-

آں قصر کہ بہرام درو جام گرفت ؛ آہو بچہ کرد و شیر آرام گرفت
بہرام کہ گور مے گرفتے ہمہ عمر ؛ بنگر کہ چگونہ گور بہرام گرفت

اِس رُباعی کا ترجمہ فِنر جیرلڈ نے اس طرح کیا ہے ــــ فِنر جیرلڈ :-

They say the Lions and Lizards keep
The Court where Jamshed gloried and drank deep.
And Bahram the Great Hunter—the wild Ass,
Stamps over his Head, but connot break his slecp.

وِن فیلڈ :-

In those proud walls where Bahram overheld sway,
The wild roes drop their young and tigers stay,
And the Imperial hunter in his turn
To the great hunter Death is fallen a prey.

لی گیلن :-

The dove could coo, upon your castle wall,
The orus lizard o'er your head shall crawl,
Who lies still within the ruined grave?
Why this was Bahram noisiest of all.

روڈویل :-

Great Bahram's palaces where he drank with zest,

بچّے آہو نے دیئے شیر ہے محوِ آرام
گور خر کا کیا کرتا تھا جو بہرام شکار
قبضۂ گور میں خود آج ہے جسمِ بہرام

آغا شاعر :-

جس قصر میں بہرام نے ہے رنگ رچا ؛ اب شیر کا بھٹ ہے وہ ہرن کا بامسا
بہرام جو کرتا تھا سدا گور شکار ؛ اب دیکھ اسے گور نے کھایا کیسا

شوکت بلگرامی :-

ہے فکرِ شکار کی نہ دُھن جام کی ہے ؛ ناحق مٹی خراب اس نام کی ہے
چرتے پھرتے ہیں جس زمیں پر کچھ گور ؛ کہتا یہ فلک یہ گورِ بہرام کی ہے

آغا شاعر اور شوکت کے ترجمے اس کے باوجود مؤثر اور اصل کا لفظی ترجمہ ہیں۔ کہ ان دونوں نے رُباعی کا ترجمہ رباعی میں کیا ہے۔ عدمؔ کا ترجمہ بہت ہلکا پُھلکا ہے ——— عبدالحمید عدمؔ :-

جس محل میں وہ جام پیتے تھے ؛ کل وہاں بُوم اور چیتے تھے
آج یہ حشر اُن کا ہے جو کل ؛ اتنے ناز و نعم سے جیتے تھے

اس رباعی کا ترجمہ ہندی کے شعراء نے بھی بڑے مؤثر انداز میں کیا ہے۔ بابو میتھلی شرن گپت کی کاوش کا یہ رنگ ہے ——— میتھلی شرن گپت :-

جہاں شاہ جمشید وبھو تھا ہی جہان مدرا لہری

بنے آج ان راج گرہوں کے شیہہ شرگالا دھک پر بری
اس بہرام گور کے سر پر جو مشہور شکاری تھا
ٹاپ گور خر چلا رہا ہے پر ہے نیند وہی گہری

بچن :۔ جہاں تھا جمشیدی دربار شان سے ہوتا تھا مدھوپان
وہاں سو چھند گھومتے سینھ وہاں نربھیک بھونکتے شوان
اور وہ بادشاہ بہرام اہیری جو تھا جگ وکھیات
پڑا ہندرا میں آج اچیت گدھے کی سر پر کھاتا لات

پاٹھک :۔ کل جمشید جہاں سدرپ تھا پیتا مدھو پرملت ہو کر
کہتے انہیں راج دواروں میں وچرا ہے کیہری سو کر
وہ بہرام شکاری بھیشنتر بنجر کھر کر پاد پر پہار
ٹھکراتا اس کو سر پر وہ سوتا ہے اب پیر پسار

رگھو ونش لال گیت :۔
جا کر دیکھ گگن چمبی دے گئے راج پرار کہاں
رہتے بڑے بڑے نامی جمشید جہان بہرام جہان
الّو بول رہے ہیں ان میں کہیں کہیں اڑتی ہے دھول
بھگن کنگوروں پر کوّے اب چلاتے ہیں کہاں کہاں

اس رباعی کا ترجمہ سندھی میں بھی دو شاعروں نے کیا ہے۔ پہلے مرزا قلیچ بیگ

کا ترجمہ دیکھیے ــــــــــ مرزا قلیچ بیگ :-

جنھن قصر ۾ بهرام ٿي نت وهه تو جام
کيئي جو هرن ۾ شينهن وهه تو آرام
بهرام سڄي عمر ٿي وهه تا گوهه
ڏس نيٺ نه ڪئين گور پهه وهه تو بهرام

ترجمہ لفظی اور بے داغ ہے۔ لیکن میر علی نواز خاں نازؔ (والیٔ ریاست خیرپور) کا ترجمہ بہت ڈھیلا اور بے ڈھنگا ہے۔ انہیں وزن پر بھی پوری گرفت نہیں ہے اور ویسے بھی انہوں نے فارسی رباعی سے نہیں بلکہ اپنے اُستاد آغا شاعر قزلباش کے اردو ترجمے کو سندھی الفاظ میں ادا کیا ہے۔

میر علی نواز خاں نازؔ ؎

جنھن محل ۾ بهرام آهي رنگ لاتا
هاڻي شينهن جون غارون آهن هرڻ جا گهورا
بهرام جو ڪنڊو هو سدا گوره شڪاره
ڏس گوره دنيا ۾ پهادره ڪا ڏاکڙا

شاید ہی خیّام کے ترجموں کی تاریخ میں کوئی ترجمہ ایسی لاپروائی اور بے ڈھنگے پن سے کیا گیا ہو۔ اس ترجمے کی کوفت کو مہر عبدالحق صاحب کے رواں دواں اور مؤثر ترجمے سے لطف اُٹھا کر دُور کیا جا سکتا ہے۔

مہر عبدالحق ؂

اُوں محل اِچ جتھ بہرام نے پیتا جام ہمیشہ
لُومڑی بچّے ڈِتّن کیتا شینہہ آرام ہمیشہ
شاہ بہرام جو گوراں دا ہانت شکار کریندا
ڈیکھ مُنہ گور دی وَڈھ اِچ آیا خود بہرام ہمیشہ

اِسی طرح ایک اور مشہور رُباعی کے ترجمے دیکھئے ؂

خیّام :-

اِبریقِ مئے مرا شکستی ربّی ﷺ بر من درِ عیش را بہ بستی ربّی
برخاک زدی بادۂ گلرنگ مرا ﷺ خاکم بدہن مگر تو مستی ربّی

بھاجی والا نے اس کا انگریزی میں اس طرح ترجمہ کیا ہے : ؂

My flask thou broke, my wine thou didst outpour,
And closed on me my pleasure's door,
Dust in my mouth, Lord, I must declare,
Sure at that moment thou wert sane no more.

وی۔ ایم۔ داتار :-

How unawares thou broke my pot my Lord,
And turned from every bless my lot, my Lord,
Thou cast my life's desires in Earth decay—
I bite the dust who pays a sot, my Lord.

قوی امروہوی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے :۔

مئے کی چھاگل تو نے میری توڑ ڈالی اے خدا
بند مجھ پر عیش کا دروازہ تُو نے کر دیا!
خاک پر تُو نے بہا دی میری لالہ گوں شراب
میرے مُنہ میں خاک، تُو بھی اے خدا ہے مست کیا

ناداں دہلوی نے رُباعی کا ترجمہ رُباعی میں کیا ہے :۔

پیالہ میری مے نوشی کا توڑا یارب ٭ اک ٹھیکرا مٹی کا نہ چھوڑا یارب
مٹی میں مئے ناب ہر مُنہ میں خاک ٭ کچھ مست نہیں تُو بھی تو تھوڑا یارب

عاصم جے پوری کا ترجمہ اس انداز کا ہے :۔

کرتا ہوں اگر بادہ پرستی یارب ٭ کرتا ہوں علاج غم ہستی یارب
کر دی جو بھری مئے کی صُراحی ٹکڑے ٭ خاکم بدہن یہ نہیں مستی یارب

عزیز نشتر غوری نے بڑے ہلکے پھُلکے انداز میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ انداز بظاہر عدم کے ترجموں کا ہے۔ نشتر غوری سے

میڈا پیالا بھن ڈِتّی! ٭ در عیش دا چا بند کِتّی
مٹّی تے رولیو مَد میڈی ٭ ایڈا تاں بیٹھیں تُوں پِتّی

مہر عبدالحق صاحب کا ترجمہ خُوب ہے سے

ہے ہے میڈی مئے دی مینا بھن سٹیو ہی ربّا

پھُل جھبّیں لال شراب کُوں خاک اِچ مُوڑھ چھُڑیوہی رَبّا
عیش دا در چاپند کیتو، مُنہ میڈے خاک تے مٹّی
تُوں وی مست ہیں مُستاں والا کم کیتو ہی ربّا

اسی قبیل کی ایک اور رُباعی اور اس کے ترجموں کا مقابلہ کیجیئے۔ خیّام ؎

ناکردہ گنہ درجہاں کیست، بگو ٭ واں کس کہ گنہ نکرد چُوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی ٭ پس فرق میانِ من و تو چیست بگو

اس رُباعی کا ترجمہ فِٹزجیرلڈ نے نہیں کیا ہے۔ وِنفیلڈ نے اس کا ترجمہ دوبار کیا تھا ظاہر ہے کہ وہ اپنے پہلے ترجمے سے مطمئن نہ ہوگا۔ اس کا پہلا ترجمہ یہ ہے:۔ وِنفیلڈ ؎

Was ever man born who never went estray,
Did ever mortal pass a sinless day,
If I do ill and thou requite with ill,
Wherein does our behaviour differ, pray.

اس شاعر کا دُوسرا ترجمہ یہ ہے:۔

What man below has not sinned cannot thou say?
And how could he here live had he not done sin cannot thou say?
If I do wrong and thou punishes me wrongly;
What difference between thee and me cannot thou say?

بھاجی والا نے اس کا ترجمہ اس انداز میں کیا جس انداز میں ونفیلڈ نے کیا ہے

What man on earth has sinned not, Tell me pray,
How lives the man that sins not, Tell me pray;
If thou with ill requit'st evil deeds,
Where lies the difference 'twixt us, Tell me pray

قوی امروہوی :-

ناکردہ گنہ کون ہے دُنیا میں بتا ⁂ جس نے نہ کیا گنہ وہ کیسے جیا
بدلہ جو بُرائی کا بُرا تجھ سے ملا ⁂ تیرے مرے درمیان کیا فرق رہا

آغا شاعر :-

ناکردہ گنہ کون دُنیا میں ہوا ⁂ جس نے نہ کیا پاپ وہ کس طرح جیا
مجھ سے ہو بدی تو اس کا بدلہ دے بُرا ⁂ مجھ تجھ میں بتا تو سہی پھر فرق ہے کیا

شوکت بلگرامی :-

آفاق میں کون بے خطا ہے رہتا ⁂ بے شر بھی کوئی بشر جیا ہے یہ بتا
کرتا ہے بروں سے گر بُرائی کا سلوک ⁂ پھر جُرم و عطا میں فرق کیا ہے یہ بتا

طارق :- جو گنہ سے پاک ہو ہے کون سا ایسا بشر
اور جو عاصی نہ ہو ہستی کرے کیونکر بسر
میں بدی کرتا ہوں لیکن ہے ترا بدلہ بھی بد
مجھ میں تجھ میں فرق کیا ہے آپ ہی انصاف کر

عاصؔم جے پوری :۔

ایسا بھی کوئی ہے کہ نہ ہو جس سے گناہ ÷ دُشوار ہے جیتے جی اس آفت سے پناہ
تو بھی جو بُرائی کا بُرا بدلہ دے ÷ پھر ہم میں رہے فرق ہی کیا اے بارِ الٰہ

اردُو کے تقریباً سبھی ترجمے مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہیں لیکن اندازِ بیان کے اعتبار سے شوکتؔ بلگرامی اور عاصؔم جے پوری کے ترجمے اصل کے تاثُر سے قریب تر لے جاتے ہیں۔ سرائیکی میں نشترؔ غوری صاحب نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا ہے ــــــ نشترؔ غوری صاحب :۔

کوئی ڈِس چا آدم جیں کنوں ÷ نی تھئی خطائیں جیں کنوں
میرے جُرم دی ڈِے سَزا ÷ پیا ہیٹھا تھیندیں ہیں کنوں

قطعے کے پہلے اور دُوسرے مصرعہ میں ایک ہی قافیہ ہے۔ جو نامناسب ہونے کے علاوہ ایک فنی سُقم بھی ہے۔ مہرؔ عبدالحق صاحب کا ترجمہ مفہوم الفاظ اور فن کے اعتبار سے بے عیب اور مؤثر ہے ــــــ مہرؔ عبدالحق صاحب :۔

کون اے جگ اِچ جیں گُنہ دے کم نھیں کیتے ڈَسّو
کینویں اتھاں عمُر گزاریُس باجھ گُنہ دے ڈَسّو
میں مَن بد کم کیتے تیں ہے بدلہ بَد حا ڈِتّا
تیں مَیں وِچ وَت کیڑھا باقی فرق رِیہا ہے ڈَسّو

ایک اور رُباعی اور اس کے متعدّد ترجمے :۔

خیّام :۔

آمد سحرے ندا از میخانۂ ما ٭ کائے رندِ خراباتی دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمئے ٭ زاں پیش کہ پُر کنند پیمانۂ ما

آغا شاعر :۔

آئی یہ ندا صبح کو میخانے سے ٭ اے رندِ خرابات میرے دیوانے سے
اُٹھ جلد بھریں شراب سے ساغر ہم ٭ کم بخت چھلک جائے نہ پیمانے سے

قوی امروہوی :۔

اِک صبح ندا آئی یہ میخانے سے ٭ اے رندِ خرابات سرے دیوانے سے
قبل اس کے مئے ناب سے بھر لے ساغر ٭ پیمانہ دل سے بادۂ جان چھلکے

شوکت بلگرامی :۔

سرمستِ ولا کو ساقیٔ مہر انگیز ٭ دیتا ہے یہ ہر سحر صدا درد آمیز
لے جام صبوحی آنکھ کھول اے مخمور ٭ ہو جائے نہ زندگی کا ساغر لبریز

صفی لکھنوی :۔

میخانے سے آئی یہ دمِ صبح ندا ٭ اے رندِ خرابات ہمارے شیدا
اُٹھ جام کو تیرے کریں مے سے لبریز ٭ قبل اس کے کہ پیمانہ ہو لبریز ترا

طارق :۔ اِک سحر کو میرے مے خانے سے آئی یہ ندا
اے خراب و مست دیوانے کہ ہے ہم پر فدا

جاگ تا بھر دیں شراب عشق سے دل کو ترے
پیشتر اس کے کہ پُر ہو جام تیری عُمر کا!

ونفیلڈ:۔

At dawn a cry throughout the Tavern Shrilled
Arise my brethren of the revellers guild,
That I may fill our measures full of wine,
Or ev'r the measures of our days be filled.

وی-ایم-داتار:۔

THE KEEPERS call at dawn I heard
"Awake!."
Thou wreck of Tavern pining for our sake—
Our grace will fill thee full with sead of life
Before our slumber thread of life should break

روڈویل:۔

One morn from out our tavern came a cry,
"Rise Tavern-haunting maiden time doth fly!
Rise! Let us fiill our measures with fresh wine
Ere death fill our measures 'neath the sky,

فنز جیرلڈ:۔

Dreaming when Dawns' Left Hand was in the sky,
I heard a voice in the Tavern cry
Awake my little one and fill the cup
Before Lifes' Liquor in its cup be dry.

فٹز جیرلڈ اس ترجمے سے مطمئن نہ تھا۔ اس پر نظر ثانی کی اور اسے اس طرح بدل دیا :-

Before Phantom of False morning died
Methought a voice in the Tavern cried
When all the temple is prepared within
Why nods the drowsy worshipper outside.

میتھی شرن گپت :-

دام کنک کرنے اوشا کے جب پہلا پرکاش ڈالا
سُنا سُوپن میں من نے سہسا گونج اُٹھا یوں مدھو شالا
اُٹھو اُٹھو او میرے بچو پاتر بھرو نہ دلمب کرو
سُوکھ نہ جائے جیون ہالہ رہ جائے خالی پیالا

یہاں تک ترجموں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آغا شاعر دہلوی کے سامنے قوی امروہوی کا اردو ترجمہ موجود تھا اور انہوں نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے، بلکہ انہوں نے ایک مصرع جُوں کا توں لے لیا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کا ترجمہ شوکت کے ترجمے کو نہیں پہنچتا۔ میتھی شرن گپت کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے فٹز جیرلڈ کے ترجمے کا ترجمہ کیا ہے۔ بچن کے ترجمے کا رنگ مختلف اور ان کے اپنے رنگِ طبع کے مطابق ہے۔

بچن :-

اُوشا نے لے انگڑائی ہاتھ دیئے جب بنھ کی اور پیار
سُوپن میں مَدرائے کے بیچ سنی تب میں نے اک پُکار
اُٹھو میرے شِشُو نادان بجھا لو پی پی مَدِرا بھوکھ
نہیں تو تن پیالی کی شِگھر جائے کی جیوَن مَدِرا سُوکھ

یہ ترجمہ فِنز جیرلڈ کے دُوسرے ترجمے کو سامنے رکھ کر کیا گیا۔ رگھو ونش لال گپت کا ترجمہ ان ہندی ترجموں میں قدرے بہتر ہے۔ کیونکہ ذراسی آزادی حاصل کر کے انہوں نے اسے اصل کی رُوح سے قریب تر کر دیا ہے۔

رگھو ونش لال گپت :۔

پَو پھٹتے ہی مدھو شالا میں گونجا شَبد نرالا ایک
مدھو بالا سے ہنس ہنس کر یُوں کہتا تھا متوالا ایک
سوانگ بہت ہیں رات رہی ہے تھوڑی ڈھالو ڈھالو شِگھر
جیوَن ڈھل جانے سے پہلے ڈھالو مدھو کا پیالا ایک

اب ڈاکٹر مِہر عبدالحق صاحب کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ انہوں نے زبان کی صفائی اور سرائیکی شاعری کی روایت کا احترام کرتے ہوئے اصل رباعی کی رُوح کو سرائیکی شاعری میں اس طرح ڈھال دیا ہے کہ رُباعی ترجمہ معلوم نہیں ہوتی۔

مِہر عبدالحق :۔ وقت سحر میخانیوں آئی ہِک ندا مستانہ
آہا اومست موالی رِندا ایں دَر دا دیوانہ

اُٹھی مئے دے نال بھروں پیمانہ پہلے تیڈا
متاں عمر دا بھر چھوڑن اوخود ساڈا پیمانہ

خیّام :- چوں مے گزرد عمر چہ شیریں وچہ تلخ
پیمانہ چو پُر شد چہ بغداد وچہ بلخ
مے نوش کہ بعد از من وتو ماہ بسے
از سلخ بہ غرّہ آید وغرّہ بہ سلخ

قویؔ امروہوی :-
عمر جب جانی ہی ٹھہری ہے تو کیا شیرین وتلخ
ہو گیا پیمانہ جب لبریز، کیا بغداد و بلخ
ہاں شرابِ ناب پیتا رہ کہ میرے تیرے بعد
سلخ سے غرّے بہت سے ہونگے اور غرّے سے سلخ

آغا شاعر :-
جب عمر گزرتی ہے تو کیا شیریں تلخ ٭ پیمانہ جہاں بھرتا ہو بغداد کہ بلخ
پی، عیش منا کہ بعد میرے تیرے ٭ یہ چاند بہت چمکے گا سو غرّے سے سلخ

آغا شاعر صاحب نے قویؔ امروہوی کے ترجمے کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔
چنانچہ الفاظ وہی استعمال کئے ہیں صرف ترجمے کو رُباعی کی بحر میں لانے کی وجہ

سے بعض الفاظ خارج ہو گئے۔ اور چوتھا مصرع قوی کے مقابلے میں خاصہ پھُسپھُسا ہے، حالانکہ خود قوی کا ترجمہ بے رُوح نظر آتا ہے۔ شوکت بلگرامی کا ترجمہ کسی قدر آزاد ہے، مگر خُوب ہے ؎ شوکت بلگرامی :-

جب خاک ہوئے تو خاک اور تخت ہے ایک
مرقد کو زمینِ نرم اور سخت ہے ایک
ہر سال نیا غلاف ہے زیبِ مزار
میّت کا وہی پھٹا ہُوا رخت ہے ایک

مرزا قلیچ بیگ :-

جڏهن جان بلب تي ڇا نشاپور ڇا بلخ ÷ گذري ٿي جڏهن عمر ڇا شيرين تلخ
ڪو سلخ مان غرّه ٿي ڪو غرّه م سلخ ÷ مئي پي جو اسان کان پوءِ ڪيئي چنڊ لنگهڻ

وِنفیلڈ :-

When life's once gone what Balkh or Nishapur?
What sweet or bitter, if cup runs ov'r,
Come drink! full many a moon will wax and wane.
In time to come when we are here no more.

داتار :-

As life will pass, what boots this bliss to bane?
When end is near what care I France or Spain?

Ye taste His word, for often we have lain,
The moon may wax and vane and wax and vane.

رو ڈویل :۔

Baghdad or in Balkh need we complain,
If our life passes well, or with some pain,
Drink wine, for after us, our measure's filled,
Full many a moon shall wax or vane.

فٹز جیرلڈ :۔

Whatever at Nishapur or Babylon
Whether the cup with sweet or bitter run,
The wine of life keep oozing drop by drop,
The leaves of life keep falling one by one.

ہندی میں رگھو ونش لال گپت نے اس طرح ترجمہ کیا ہے :۔

ہم ہی جب نہ رہے تو کیا بلخ بُخارا کیا بغداد
پیالا ہی جب پھُوٹ گیا تو کیا کھٹّی کیا میٹھی سواد
کھا لو، پی لو موج کرو دن دو کے جیوَن ہیں خیّام
بھلا بُرا کیا سُکھ دُکھ اور پاپ پُنّیہ کی کیا بُنیاد

اور ڈاکٹر مہر عبدالحق کا سرائیکی ترجمہ یہ ہے :۔

ہر حال گزرسی عمر تیڈی اے شیریں اے یا تلخ اے

جان لباں تے آنونڑیں اے کیا نیشاپور کیا بلخ اے
پی شراب جو بعد اساڈے چن دے کئی مہینے
سلخ کنوں پئے غرّہ تھیسن غرّے کنوں وت سلخ اے

ان ترجموں کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خیّام کی اصل رُباعی کے جو چند نسخے ملتے ہیں ان میں کہیں بغداد اور بلخ ہے اور کہیں نیشاپور اور بلخ ہے۔ اسی مناسبت سے جس شاعر کو ایک نسخہ مل گیا ہے اس نے بغداد اور بلخ ترجمے میں بھی برقرار رکھا، اور جس کو دُوسرا نسخہ ملا ہے اُس نے نیشاپور اور بلخ لکھ دیا ہے۔ انگریزی شعرا نے زیادہ آزاد ترجمہ کیا ہے۔ جن میں فٹز جیرلڈ کا ترجمہ زیادہ ممتاز ہے۔ ہندی کے شاعر نے اسی انگریزی ترجمے کا ترجمہ کر دیا ہے۔ مہر عبدالحق صاحب اور شوکت بلگرامی کے ترجمے ان تمام ترجموں میں بہتر اور زیادہ مؤثر ہیں۔

خیّام :- دی کوزہ گرے بدیدم اندر بازار
بر تازہ گلے لگد ہمے زد بسیار
واں گل بہ زبانِ حال با او مے گفت
من ہمچو تو بودہ ام دمے نیکو دار

قوی امروہوی :-
کل مجھے اک کوزہ گر بازار میں آیا نظر

تھوڑی سی مٹی میں لاتیں مارتا تھا بیشتر
کہتی تھی مٹی کہ میں بھی تیری ہی صورت کی تھی
رکھ مجھے اچھی طرح کر کے نظر انجام پر

طارق :۔

پڑ گئی بازار میں اک کوزہ گر پر کل نظر ٭ ضربِ پیہم وہ لگاتا تھا گلِ افتادہ پر
کہتی تھی مٹی کہ میں بھی تیری ہی صورت سے تھی ٭ رکھ مجھے اچھی طرح کر کے نظر انجام پر

میتھلی شرن گپت :۔

کیوں کہ ہاٹ میں دھنو دھوبی کے سمے ایک دن ایک کمھار
گیلی مٹی کوٹ رہا تھا کرنے کو کچھ گھٹ تیار
تب میں نے یہ دیکھا بھر سک کر کے اسپھٹ شید وشیش
دھیرے بھیا دھیر بے کر پیا مٹی تھی کر رہی گھمار

بچن :۔

ہردے میں اٹھتی کیوں یہ بات ایک دن جب تھا سندھیا کال
گھومنے جا پہنچا میں ہاٹ دیکھتا کیا ہوں ایک کلال
بنانے کو ایسے ہی پاتر تھپکتا ہے مٹی پر ہاتھ
ملی مٹی میں جیبھ کراہ رہی ہے "آہ دیا کے ساتھ"

طارق کے سامنے قوی امروہوی کا ترجمہ تھا۔ انہوں نے اس کو صاف کرنے

کی کوشش کی ہے۔ میتھلی شرن گپت اور بچن نے اپنے مزاج کے مطابق ہندی
میں مؤثر طریقے پر مفہوم ادا کیا ہے۔ اب اس رُباعی کے انگریزی ترجمے دیکھئے

وی۔ ایم۔ داتار:۔

I saw a potter working in the mart,
He kicked a clod of earth which made it smart,
I heard the clay beseach him, "Maker please!
Like thee I once have been, be kind at Heart."

روڈ ویل:۔

I chanced to watch a potter yesterday
Who struck with many blows the lump of clay
The clay scarce-heart numbers him he sought
I was as thou — "Be gentle with me pray."

بھاجی والا:۔

In market place a potter yesterday
Such blows bestowed upon a lump of clay
Methought the wet-clay cried in mystic tongue
It murmured — "Gently, Brother, gently, Pray."

لی گیلن:۔

Thus spake I to a potter on a day
Bidding his careless wheel, a moment stay—
Be pitiful O potter, nor forget
Potters and pots alike are made of clay.

اب سرائیکی ترجمہ ملاحظہ ہو —— مہر عبدالحق :۔

کلھ ڈِٹھم ہک گوزے گرکوں لوٹے پیا گھڑیندا
گارے وِچ اوں لتّاں مار کے مٹی پیا کُتریندا
مٹی اُوکوں صُورت حال ڈِکھا کے آکھن لگّی
مَیں وی تیڈے وانگوں ہاءم کیوں ہیں ڈُکھ پیا ڈیندا

سچ یہ ہے کہ سرائیکی زبان میں خیّام کے مفہوم کو ادا کرنے کا حق ادا کیا گیا ہے یہ بڑی کامیابی ہے۔

خیّام :۔

در دہر ہر آنکہ نیم نانے دارد ؛ وز بہر نشست آشیانے دارد
نے خادم کس بود نہ مخدوم کس ؛ گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

خیّام نے یہی خیال اپنے دو عربی اشعار میں بھی ادا کیا ہے۔ اس طرح کہ اشعار ایک دُوسرے کا ترجمہ معلوم ہوتے ہیں :۔

اذا رضیت نفسی عدی بلغتہ ؛ عصملھا یا لکد کفی وساعدی
امنت نفسا ریف الحوادث کلھا ؛ فکن یا زمانی موعدی اومواعدی

قوی امروہوی :۔

نصف روٹی پاس جو کھانے کو رکھتا ہے یہاں
بیٹھنے کے واسطے موجود ہے اک آستاں

خود نہ خادم ہے کسی کا اور نہ ہو مخدوم جو
اس سے کہہ دو جی خوشی سے بس اسی کا ہے جہاں

آغا شاعر:۔

ٹکڑے کا سہارا جو یہاں رکھتا ہے ٭ اور بیٹھنے اُٹھنے کو مکاں رکھتا ہے
خادم ہے کسی کا نہ کسی کا مخدوم ٭ وہ چین کرے خُوب جہاں رکھتا ہے

شوکت بلگرامی:۔

کچھ نانِ جَویں کا دے جو خالق توشہ ٭ اور سر کے چھپانے کو ذرا سا گوشہ
دیکھیں نہ پلٹ کے پھر یہ سرمست غنا ٭ انگورِ جناں کا بھی جو اُترے خوشہ

عبد الحمید عدم:۔

دُنیا میں جو اِک نانِ جَویں رکھتا ہے ٭ رہنے کو کوئی کُنجِ حزیں رکھتا ہے
خادم ہو کسی کا نہ کسی کا مخدُوم ٭ تحریل میں فردوس بریں رکھتا ہے

شوکت بلگرامی کا ترجمہ بہتر ہے۔ لیکن اصل کی رُوح کو برقرار رکھنے اور بیساختہ اندازِ بیان کے لحاظ سے آزادی کے باوجود عدم کا ترجمہ بھی مؤثر ہے۔ انگریزی ترجمے بھی قابلِ دید ہیں:۔ ——— ڈی۔ ایم۔ داتار:۔

The man who has in World a loaf of bread
And easy cot enough to rest his head
Who need no servant, careth none to serve—
A happy soul the world hath never bred.

ونفیلڈ :۔

Let him rejoice who has a loaf of bread
A little nest wherein to lay his head
Is slave to none and no man slaves for him
In truth his lot is wonderous will bestread.

مہر عبدالحق صاحب کے ترجمے کو اس کی خصوصیات کے اعتبار سے معیاری ترجمہ ہی کہا جائے گا ـــــــ مہر عبدالحق ؎

جیڑھا شخص دی ایں جہان اِچ اُدّھا نان رکھیندے
سر لکاونڑ کیتے دی اوہک مکان رکھیندے
ناں او کہیں دا خادم ہے تے ناں مخدوم کہیں دا
خوشیاں نال پیا وسّے شالا خوش گزران رکھیندے

خیّام :۔

آں قصر کہ بر چرخ ہمے زد پہلو ؛ بر درگہِ او شہاں نہادندے رُو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختۂ ؛ بنشستہ ومے گفت کہ کُو کُو کُو کُو

قوی امروہوی :۔

وہ قصر کہ جو چرخ کا تھا ہم پہلو ؛ جس در پہ شہنشاہ بھی رکھتے تھے رُو
اِک فاختہ مینار پہ دیکھی ہَیں تے ؛ بیٹھی ہوئی کُوکتی تھی کُو کُو، کُو کُو

شوکت بلگرامی :۔

ہم پایۂ عرش تھے جو قصر و مینو ٭ جھکتے تھے کبھی جہاں سلاطیں ہر سُو
آتی نہیں وہاں اَب سلاطیں کی صدا ٭ چلّاتی ہے فاختہ کہ کُوکُو، کُوکُو

طارق :-

قصرِ شاہی جو کبھی سُنتا تھا باتیں چرخ کی
سجدہ کُن تھے جس کے در پر شاہ دُنیا کے سبھی
میں نے دیکھا چشمِ عبرت سے کہ اس کے کنگرے پر
فاختہ بیٹھی ہوئی تھی کُوکُو، کُوکُو کہہ رہی

عبدالحمید عدم :-

فاختہ کل محل کے کنگھرے پر ٭ کہہ رہی تھی یہ کیا اندھیر ہُوا
جس کا درباں تھا آسماں کل تک ٭ کیا وہ زُہرہ جبیں بھی ڈھیر ہُوا

انگریزی میں فنز جیرلڈ نے اس رُباعی کا ترجمہ اس طرح کیا ہے اور خُوب ہے :-

The Palace that to Heaven his pillars threw
And kings their forehead on his thresh-hold drew
I saw a solitary ring-dove there
And "Coo, Coo, Coo" she cried and Coo, Coo, Coo."

ڈی۔ایم۔داتار کا انگریزی ترجمہ بھی خُوب ہے۔

ڈی۔ایم۔داتار :-

The castle high which scraped the azure blue.
Where princes crept as inmates of a zoo,
I see now possessed by an ugly owl,
I hear it hooting " Where is ? Who is who? "

مہر عبدالحق صاحب کا ترجمہ اُن کے دُوسرے ترجموں کی طرح صاف، رواں اور اصل رباعی سے قریب تر ہے۔ بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ وہ سرائیکی زبان میں خیّام کی آواز کی بازگشت ہے تو زیادہ درست ہوگا۔

مہر عبدالحق :۔

او محل اُسمان دے نال ہا جیڑھا متھّا ڈیندا
شاہنشاہ دی جیندے در تے سر ہا آن رکھیندا
گھگھو جھیں کئی پکھّی ایندے کنگرے تے آ بیٹھیں
ہک ہک اُپڑیں بولی دے وچ کت کت پیا کریندا

ان ترجموں کے تقابلی مطالعے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ترجمے کا فن کس قدر دُشوار ہے۔ کسی شعری شہ پارے کا دوسری زبان کے شعر میں منتقل کرنا کتنا دُشوار ہے۔ اس کا اندازہ تو وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو کبھی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا موقع ملا ہو۔ جن صاحبان کو سرائیکی زبان سے ذرا بھی واقفیت ہے۔ وہ سرائیکی زبان کے دونوں ترجموں کو دیکھ

کر یہ تو ضرور اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مترجمین کو کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہو گا۔ اور خاصکر مہر عبدالحق صاحب کے ترجمے کے مطالعہ سے تو یہ صاف اندازہ ہوتا ہے کہ کس ہفت خواں سے گزرنے کے بعد انہوں نے اس زبان میں ایسا رواں، خوبصورت اور صحیح ترجمہ کیا ہے۔ کہ ان کے ترجمے نے سرائیکی زبان میں منظوم ترجمے کا معیار قائم کر دیا ہے۔

ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب کا یہ منظوم ترجمہ اس عورت کی طرح ہے جو حسین بھی ہے اور وفادار بھی۔ اور اس نے اس قول کو باطل کر دیا ہے کہ ترجمہ ایک عورت کی طرح ہے جو اگر حسین ہے تو وفادار نہیں، اور اگر وفادار ہے تو حسین نہیں۔ اس سے زیادہ اس ترجمے کے بارے میں اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اہل ذوق خود اس کا مطالعہ کر کے اس کی حقیقی قدر و قیمت دریافت کریں گے۔

مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطّار گوید!

الیاس عشقی

ملتان۔ ۲۰، ستمبر ۱۹۷۲ء

پیش لفظ

حکیم عمر خیّام دی پیدائش دا تقریبی سال سیّد سلیمان ندوی دی تحقیق دے مطابق چار سَو چالھی (۴۴۰) ہجری اے۔ اے یگانۂ روزگار شخص نیشا پور اِچ پیدا تھیا، تے چھیاسی سال دی عمر پاکے پَنج سَو چھوی (۵۲۶) ہجری اِچ فوت تھی گیا۔ خیّام نے آپڑیں قبر دے متعلق پیشین گوئی کیتی ہائی۔ جیڑھی حرف بحرف پُوری تھئی۔ اُوں آکھیا ہا جو میڈی قبر ایجھیں جاء تے ہوسی جتھاں بہار دے ہر موسم اِچ اُبھّے دی ہوا پھُلّاں دی بارش کریندی رہسی۔ اے حکیم فلاسفر تے ریاضی دان نیشا پور اِچ فوت تھیا، تے حیرہ دے قبرستان اِچ دفن تھیا۔ جتھاں اَج تئیں اُوندی قبر تے بہار پھُلّاں دا مینہہ وسیندی پئی اے۔

ایندی وفات دے متعلق وی ہک عجیب گالھ مستند کتاباں اِچ تواتر نال ملدی اے۔ ہک ڈینھ اے بُو علی سینا دی مشہور کتاب ”الشّفاء“ دا مطالعہ کریندا بیٹھا ہائی۔ الٰہیات دے بیان اِچ کثرت تے وحدت دی بحث تے پُوہنتا تاں آپڑاں سونے دا خلال اُوں جاء تے رکھ کے کتاب بند چا کیتس۔ اُٹھی کھڑا تھیا تے آکھن لگا۔ کجھ سیانڑیں بندے سَڈ گھن آؤ جو میں وصیت کرنی اے۔ چنانچہ وصیت کرکے

نماز کریندے کھڑا تھی گیا، تے اوں وقت کنوں کھا نوں نٹر پیونٹر چھوڑ ڈتُس۔ رات کوں عشا دی نماز دے سجدے اچ لوکاں اوندے منہ وچوں اے لفظ سُنڑیے:۔

"بارِ الٰہ! توں آپ جانڑدیں جو میں تیکوں آپڑیں امکان دے مطابق سمجھنڑ دی کوشش کریندا رہیاں۔ توں میکوں معاف کر، میں تیکوں جتلا کجھ وی سمجھ سگیاں۔ اوہو کجھ تیڈے حضور میڈا وسیلہ اے۔ میکوں معاف کر ———!"

اے گالھ آکھ کے اے طائرِ خوش نوا ہمیشہ کیتے خاموش تھی گیا۔

تذکرہ نگار سارے دے سارے ایں گالھ تے متفق ان جو خیّام فلسفے تے حکمت اچ بوعلی سینا کنوں کہیں لحاظ نال گھٹ کینہا۔ ریاضی، طبّ، نجوم، فلسفہ، منطق، ادب تے انشاء وغیرہ علوم اچ خیّام دی ٹکّر دا کوئی عالم نہیں تھیا۔ حافظہ اتلا تیز ہا جو ہک واری اصفہان اچ ہک کتاب کوں ست واری پڑھ کے زبانی یاد کر گھدُّس تے نیشاپور آ کے لکھوا ڈتُس۔ اصل نال مقابلہ کیتا گیا تاں کوئی فرق نہ نکلیا۔

خیّام دا رجوع زیادہ تر ریاضی دی طرف ہائی۔ خاص طور تے مساحت جبر و مقابلہ تے اُقلیدس اوندے خاص مضمون ہِن۔ غالباً ایہا وجہ ہے جو اعلیٰ تے مشکل علوم اچ کمال حاصل کرنڑ دے بعد دی خیّام نے درس تدریس دی بجائے تحریر تے تقریر دے کم کوں زیادہ پسند کیتا۔ ایں دیاں مشہور کتاباں دی فہرست اے ہے:۔

(۱) رسالہ مکعّبات (۲) رسالہ جبر و مقابلہ (۳) شرح ما اشکل من مصادرات اقلیدس

(۴) زیچ ملک شاہی (۵) رسالہ مختصر در طبیعات یا لوازم الامکنۃ (۶) میزان الحکم (۷) رسالہ کون و تکلیف و رسالہ اسلۂ ثلاثہ (۸) رسالہ فی کلّیات الوجود (۹) رسالہ موضوع کلی و وجود (۱۰) رسالہ اوصاف (۱۱) بعض عربی اشعار (۱۲) رباعیات (۱۳) مکاتیاتِ خیام (گم شدہ)

حقیقت اے ہے جو خیّام بنیادی طور تے ہوں وڈا فلسفی، طبیب، حکیم تے ریاضی دان ہا۔ اُوندی شاعری صرف علم تے خیال دی شاعری ہئی۔ پیشہ ور شعرا آلی شاعری نہ ہئی۔ البتہ اودی اُپڑیں زمانے دے بہوں حکیماں تے ریاضی دان فلسفیاں دی طرح شعروی آدھا ہا۔ خیر، او کجھ وی ہا۔ اَجّ اُوندی شہرت صرف اُوندی فارسی دی رباعیات دی وجہ نال ہے۔ تے اے وی اُوں انگریزی ترجمے دے پاروں اے جیڑھا فنز جیرلڈ نے ۱۸۵۹ء وِچ کیتا، تے خیّام دی سائنس دان تے ماہرِ ریاضی ہوون دی حیثیت تے پردہ پاوَن دی خاطر اُوندیاں اُوھے رباعیاں انتخاب کیتیاں جنھاں اِچ شراب تے کباب دا ذکر تیز ہائی۔ ایں ترجمے دی یوروپ اِچ دھم پے گئی۔ تے اِتھوں دُنیا دے گوشے گوشے اِچ خیّام دیاں رباعیاں مشہور تھی گیاں۔ اَجّ دُنیا دیاں بہوں تھوڑیاں زباناں اِیھو جھیاں ہوسن، جنھاں وِچ اے رباعیاں ترجمہ نہیں تھیاں۔

افسوس ہے جو خیّام دیاں رباعیاں دا کوئی پرانڑاں تے مستند نسخہ اُچّا نئیں نہیں مل سنگیا۔ جیندے نال اُنہاں دی ٹھیک ٹھیک تعداد معلوم تھی سنگے، تے

اصلی تے نقلی رُباعیاں دی چھانٹر پُنٹر وی بھتی سنگے۔ سیّد سلیمان ندوی دی تحقیق دے مطابق اِنھاں رُباعیاں دا سب توں پُرانڑاں نسخہ او ہے جیڑھا ۸۶۵ ہجری اِچ تبریز اِچ لکھیا گیا ہا۔ تے جیڑھا ہُنڑ بوڈلین لائبریری دی ملکیت ہے۔ ایں نسخے اِچ کُل ۱۵۸ رُباعیاں ہِن۔ اِیندے علاوہ بئے وی کئی نسخے مِل گیئن جنھاں دی تفصیل اسے ہے :۔

۱۔	ایران دا قدیم نسخہ	۶۰۲ ہجری	x
۲۔	انگلستان دا نسخہ جیکوں یوئن ترجمہ کیتا	۶۵۸ ہجری	x
۳۔	بابو گوری پرشاد سکسینہ لکھنوٗ	۸۲۶ ہجری	۲۰۶ رباعیاں
۴۔	نسخہٗ پیرس	۸۵۲ ″	x
۵۔	نسخہ قسطنطنیہ	۸۶۱ ″	x
۶۔	ایضاً	۸۶۴ ″	x
۷۔	بوڈلین لائبریری ۵۵۲ء	۸۶۵ ″	۱۵۸ رباعیاں
۸۔	مملوکہ سیّد سلیم صاحب لاہور	۸۶۸ ″	۱۴۳ ″
۹۔	نسخہ کتبخانہٗ ملّی پیرس ۱۴۱۷ء	۸۶۹ ″	x
۱۰۔	مملوکہ سیّد نجیب اشرف ندوی (موجودہ الاصلاح لائبریری دسینہ (پٹنہ))	۹۱۱ ″	x
۱۱۔	قومی کتب خانہٗ پیرس ۳۴۹ء	۹۲۰ ″	۲۱۳ رباعیاں

۱۲۔ نسخہ اساسی مطبع کاویانی برلن	۹۰۰ ہجری		۳۲۹ رُباعیاں
۱۳۔ ایضاً ۸۲۳ ایف ایف ۹۲-۱۱۳	۹۳۱ ؍؍		۳۴۹ ؍؍
۱۴۔ پٹنہ اورینٹل لائبریری	۶۲-۹۶۱ ؍؍		۶۱۳ ؍؍
۱۵۔ کیمبرج یونیورسٹی لائبریری	قبل ۱۱۹۵ ؍؍		۸۰۱ ؍؍

سیّد سلیمان ندوی صاحب فرمیندِن جو اِنھاں نسخیاں دی تفصیل کنوں اے معلوم تھیندے جو زمانے دے وَدّھنڑ دے نال نال رُباعیاں دی تعداد وی وَدّھنڑ لگ گئی اے تے بہوں ساریاں رُباعیاں جیہڑیاں بِنّھاں شاعراں دیاں آکھیاں ہویاں ہِن خیّام دے کلام اِچ شامل تھی گئین۔ اِیندے واسطے خیّام دیاں رُباعیاں دی اصلی تعداد دا معلوم کرنڑ سخت مشکل اے۔ محققین نے سوکنوں زیادہ رُباعیاں ایجھیاں کڈھ ڈِتّن جیہڑیاں بِنّھاں شاعراں دے کلام اِچ مخلوط ہِن تے جنھاں دے اصلی مالک دا پتہ لانونڑ مشکل اے۔[1]

سیّد صاحب دے ایں فرمان نال ساکوں اتفاق کینھیں جو زمانے دے وَدّھنڑ نال رُباعیاں دی تعداد وی وَدّھنڑ لگ گئی اے۔ کیوں جو اے وی ممکن اے جو وقت دے گزرنڑ نال تے لوکاں دے "خیّام" دے متعلق شوق تے جستجو دے وَدّھنڑ نال تحقیق زیادہ تھئی ہووے تے او رُباعیاں جیہڑیاں پہلیاں مجموعیاں وِچ شامل نہ تھی سگیاں ہوون۔ ہُنڑ منظرِ عام تے آگیاں ہوون۔ سیّد صاحب جیکر اِہیں مزید

---

[1] خیّام اور اس کے سوانح و تصانیف پر ناقدانہ نظر۔ سیّد سلیمان ندوی۔ مطبع معارف اعظم گڑھ طبع اول ۱۹۳۲ء صفحہ ۲۶۴

تحقیق کرکے اے وی ڈس ڈیندے جو او سو رباعیاں جیڑھیاں جعلی سمجھ کے کڈھ ڈتّیاں گئین نسخہ ۹ کنوں پہلیاں نسخیاں وِچ وی موجود ہین، یا صرف بعد آلیاں نسخیاں وِچ ہِن۔ تاں بہوں سارے شکوک آپڑیں آپ رفع تھی ویندے۔

ایندے علاوہ ۱۸۲۶ ہجری آلے مجموعے اِچ ۲۰۶ رُباعیاں ہِن، ایندے ہک سو سال بعد یعنی ۹۲۰ ہجری توڑیں تاں کوئی اضافہ نہیں تھیا۔ تے ۹۶۱ ہجری اِچ یکدم اضافہ تھی گئے۔ گویا پہلے نسخے دے ترے سو ستّر (۳۷۰) سال بعد انھاں دی تعداد ۲۰۶ کنوں ۸۰۱ تے وَنج پہنچی اے۔ ایندا مطلب اے ہے جو ۹۶۱ ہجری دے بعد یا تاں تحقیق زیادہ تھئی اے۔ یا وت ایں زمانے وِچ لوکاں نے خیّام دے رنگ اِچ رُباعیاں لِکھنڑ شروع کر ڈتّیاں ہِن۔ لیکن اے دلیل دی وزنی کینھیں کیوں جو خیّام دے رنگ اِچ لِکھنڑ کیتے خیّام جتنی علمیت تے قابلیت دا ہوونڑ ضروری اے، تے جیڑھا وی ایں قابلیّت دا شاعر ہوسی اُوکوں آپڑاں کلام خیّام دے کلام اِچ گھسوڑن دی کیا لوڑھ ہے۔ لہٰذا کیوں نہ اے مَن گھدا ونجے جو جتلیاں رُباعیاں خیّام دے ناں نال مشہور ہِن۔ ساریاں خیّام دیاں ہِن سوا اُنھاں دے جیڑھیاں تحقیق دے بعد کہیں بئے شاعر دی ملکیت ثابت تھی چُکیّاں ہِن یا جیڑھیاں خیّام دیاں مُسلّمہ رُباعیاں دے مزاج کنوں مختلف ہِن۔ اصول اے ہوونڑاں چاہیدا اے جو ہر کہیں کوں چنگا سمجھو جے تئیں او آپڑیں آپ کوں بُرا ثابت نہ کر ڈکھاوے۔

سیّد صاحب نے بعض مقامات تے جنھاں رُباعیاں کوں عمر خیّام دے دفاع

اِچ بطور استدلال پیش کیتے اُنھاں کوں خود سیّد صاحب نے آپ آپڑیں دیوان اِچ شامل نھیں کیتا۔ مثال دے طور تے اُنھاں ہک قدیم سند[1] دی رُو تاں تیرہ (۱۳) رُباعیاں کوں صحیح تسلیم کیتے۔ لیکن اُنھاں دے آپڑیں "نسخہ جدیدہ بہ نسخ و تصحیح سیّد سلیمان ندوی" دے وِچ اے شامل کینھیں۔

اینویں ہک معترض کوں جواب ڈیندیں ہوئیں اُنھاں ہک رُباعی کوں بطور استدلال پیش کیتے۔ لیکن اے رباعی وی اُنھاں دے دیوان اِچ کینھیں۔ رُباعی اے ہے:۔

دریاب کہ از رُوح جُدا خواہی رفت

در پردۂ اسرارِ خُدا خواہی رفت

خوش باش نہ دانی ز کُجا آمدہ ای

مے نوش ندانی کہ کُجا خواہی رفت

اینھ طرح تے اُنھاں ستاوی (۲۷) رباعیاں "دبستان المذاہب" دے مصنّف دے جواب اِچ بطور ثبوت پیش کیتیں تے اے وی فرمائے جو "اِنھاں ستاوی رُباعیاں وِچوں جے اَدھیاں وی خیام دیاں ہِن تاں "دبستان المذاہب" دے الزام دی تردید کیتے او کافی کنوں زیادہ ہِن"۔ لیکن خود سیّد صاحب نے آپڑیں نسخے اِچ اِنھاں ستاوی رُباعیاں وِچوں اکثر درج کینھیں کیتیاں!

---

[1] خیّام۔ سید سلیمان ندوی۔ صفحہ ۲۹۲

[2] ایضاً صفحہ ۳۷۰

اینڈے علاوہ جیڑھیاں رُباعیاں کوں سیّد صاحب نے آپڑیں صحیح کیتے ہوئے نُسخے وِچ درج کیتے اُنھاں اِچ کئی اِیہو جھیاں وی ہِن جھاں کوں او خود پہلے الحاقی آکھ چُکّن، مثلاً رباعی نمبر ۱۷ دے متعلق ارشاد ہے جو "آذر دے بیان دے مطابق اے رُباعی جیڑھی خیّام دے نامۂ اعمال اِچ درج اے سراج الدین قمر دی اے۔"

اِنویں رباعی نمبر ۲۰، ۴۲، ۱۱۸ تے ۱۲۳، جیڑھیاں اِیں صحیح شدہ نسخے اِچ درج ہِن انھاں کوں خود سیّد صاحب نے مشکوک تے آوارہ گرد آکھ تے مسترد کر ڈِتا ہوئے۔

فِنز جیرلڈ دے ترجمے دے پہلے ۱۸۵۹ء والے ایڈیشن اِچ ۷۵ رباعیاں ہِن۔ ۱۸۶۸ء آلے ڈُوجھے ایڈیشن اِچ ۱۵۹ تے ۱۸۸۹ء آلے ترجھے ایڈیشن اِچ ۱۰۱ رباعیاں ہِن۔ چوتھے تے پنجویں ایڈیشن وِچ وی ایہا تعداد ہے۔ اِیں ترجمے دے دیباچے وِچ جارج ایف مین لِکھدائے جو:۔

"عمر خیّام دیاں رباعیاں دے اصل مسوّدے وِچ گھٹ کنوں گھٹ ۷۵۰ یا اِتھوں وی زیادہ رباعیاں ہَین۔ چونکہ خیّام آپڑیں مُلک اِچ تے ہِتھاں مُلکاں اِچ شاعر دی حیثیت نال مشہور کئے تھائی، بلکہ ریاضی دان تے فلسفی دی حیثیت نال مشہور ہائی، اِیہو واسطے اینڈا اے عارفانہ کلام کئی سَو سالاں تئیں سامھڑیں نہ آسگیا۔ فِنز جیرلڈ نے پہلے پہل ۷۵ رباعیاں دا ترجمہ کیتا۔ جیڑھا ترجمہ گھٹ ہئی تے اُونڈی

لہ۔ خیام صفحہ ۲۷۹

آپڑیں شاعری یا زبان دی مہارت دا نمونہ زیادہ ہئی۔ ایں ترجمے
دی اشاعت نے یورپ دی دلچسپی دا رُخ موڑ ڈِتّا تے بہوں
سارے لوک خیّام دیاں رُباعیاں دا کھوج لاوݨ دے پچھوں
پئے گئے۔ لیکن ایں گالھ دا فیصلہ اَجّ تئیں نہیں تھی سگیا جو خیّام دیاں
اصلی رُباعیاں کیڑھیاں ہِن تے کتنیاں ہِن۔"

ترجمے جتلے انگریزی، اردو یا کہیں بئی زبان اِچ کیتے گئین او وی ترجمہ کرݨ والے دی آپڑیں پسند تے ناپسند دے مطابق انتخاب کیتیاں ہویاں رُباعیاں دے کیتے گئین، تے مکمل کلام دا ترجمہ کہیں وی زبان اِچ نہیں تھیا۔ اَساں سیّد صاحب دے نسخے کوں تے نول کشور دے ۱۹۰۹ء دے چھاپے ہوئے نسخے کوں ٻنہاں نسخیاں تے ترجیح ڈِتّی اے۔ خیّام دیاں رُباعیاں اِچ شراب تے میخواری دے لوازمات دا وی بھرپور ذکر اے تے فلسفہ حیات، دُنیا دی بے ثباتی، مابعد الطبیعات وغیرہ دے مسائل دا اشارہ وی ہے۔ اَساڈے انتخاب اِچ سارے مضامین آگئین تے ہِک ایہو جہیں تسلسل دے نال آئین جیکوں اَجّ دی ادبی اصطلاح اِچ رابطہ رواں آدِھن۔

اِتھاں ہِک سوال اے پیدا تھیندے جو یورپ دیاں لوکاں نے خاص طور تے خیّام دی شراب کوں اہمیت ڈِتی اے۔ حالانکہ فارسی زبان دا کوئی شاعر خیّام دے وقت دا یا اُوندے زمانے دے اَگوں پچھوں دا ایجھاں کوئی نہیں جیندے

کلام اِچ شراب تے اِیندے لوازمات دا بھرپور استعمال نہ ہووے، اِیں سوال دے ڈُو جواب اِن۔ ہِک اے ہے جو یورپ مسلمان سائنسداناں دے کارنامیاں کوں ہرگز آپڑیں مغربی سائنسداناں دی ٹکّر دا سمجھنڑ واسطے تیار نھیں تھیندا اناں او اِیں گالھ کوں برداشت کر سگدائے جو مشرق دا کوئی عالم مغرب دے معمولی جھئیں عالم کنوں وی وَڈا اسٹڈ ویجے۔ خاص طور تے علم ریاضی تے طبعیات اِچ او آپڑیں سوا پیا کہیں کوں اُچا نھیں سمجھدا۔ اِنھاں مسلمان سائنسداناں دا ذکر یورپ والیاں دی جیڑھی کتاب اِچ آئے محض سرسری تے برسبیلِ تذکرہ آئے۔ اِیندا مقصد اے ہا جو مغرب دا فلسفۂ حیات تے مغربی تہذیب ساری دُنیا تے چھاوِنجے، تے یورپ دی برتری قائم رہوے۔ مشرق کمتری دے احساس دا شکار تھی کے مغرب دی ذہنی غلامی قبول کر گھنّے تے ہمیشہ کیتے اوندا محتاج رہوے۔ تے خاص طور تے مسلمان علما، خود مسلماناں دی نگاہ اِچ گروِنجن۔ یورپ دے سائنسدان اکثر کہیں ہِک علم دے ماہر ہوندِن۔ اِنھاں اِچّوں کہیں جامع العلوم شخصیت داناں اَج تئیں سامھڑیں نھیں آیا۔ لیکن اِنھاں دے مقابلے اِچ کہیں وی مسلمان عالم کوں پیش کروتاں او کئی کئی علوم دا ماہر تے فاضل ہوسی۔ خیّام اِیھو جھئیں جامع کمالات شخصیّت اے۔ سیّد سلیمان ندوی فرمیندِن جو "خیّام دی اے کیجھیں بدبختی اے جو او مشرق اِچ تاں تمام علومِ حکمت اِچ سب کنوں زیادہ نجوم دا ماہر مَنّیا گیا ہے، تے مغرب اِچ صرف ہِک شراب دا متوالا شاعر بنڑ کے

رہ گیا اے[1]" فلسفہ، حکمت، نجوم، ریاضی تے طِب دی قسم دے عقلی علوم دے علاوہ او نقلی مضامین مثلاً لغت، فقہ تے تاریخ دے وچ دی مہارتِ تامّہ رکھیندا ہائی۔

قرأت تے تفسیر کہیں خشک فلسفی تے سائنسدان مفکّر دے دائرے اِچ نھیں آندے لیکن او اِنھّاں تے وی پورا عبور رکھیندا ہائی۔ ایجھیں جامع کمالات شخصیت دا اعتراف یورپ جھیاں متعصّب تے غیر مُسلم علاقہ نھیں کر سگدا، بلکہ او ہمیشہ ایندے گرا نونڑ دی سازش اِچ لگّا رہندے۔ خیّام بے چارا یورپ دی سازش دا سب توں زیادہ شکار بنڑیا۔ یورپ والیاں کوں اوندی شراب اِتی زیادہ تیز معلوم تھئی جو اُوکوں ایندے اُچھالنڑ اِچ کوئی زیادہ محنت نہ کرنی پئی تے فائدے وی بھوں سارے ہتھ آگئے۔ مثلاً ہک اے جو خیّام یورپ اِچ ماہر ریاضی دان دی حیثیت اِچ گر گیا تے ڈوجھا اے جو خود مسلمان وی خیّام کنوں اوندی شراب دی وجہ نال بے زار تھی گئے۔ چنانچہ اَجّ کہیں مولوی متشرّع تے دیندار طبقے دے کہیں شخص دے اگوں خیّام داناں گھنو تاں او توبہ توبہ کر کے کنّاں کوں ہتھ لانونڑ پے ویسی۔ لیکن حافظ دے شعر مزے گھن گھن کے پڑھدا رہسی۔ خیّام کنوں علماء دی ایں نفرت نے اُنھاں کوں اوندے سائنسی کارنامیاں توں وی پرے کر ڈِتے۔

---

[1] خیام صفحہ ۸۹

ڈُوجھی دلیل اے ڈِتّی ویندی اے جو خیّام دا شراب دا مسلک، یورپ دے آپڑیں مزاج دے عین مطابق ہائی۔ یورپ دیاں قوماں موت دے بعد زندگی اُتے سزا جزا دے قائل کینھیں۔ او ایں دُنیا دی موجودہ زندگی کوں ای ضروری تے آخری خیال کریندِن۔ انھاں کوں آپڑیں ایں خیال دی تائید خیّام دے کلام اِچ نظر آئی۔ چنانچہ اُنھاں نے اِیندیاں رباعیات دی حدّوں باہر تشہیر کر کے آپڑاں مذہبی مقصد وی حاصل کر گھِدا اتے سیاسی مفاد وی چا گھِدا۔

اے ٹھیک اے جو خیّام دی شراب بہوں تیز اے۔ لیکن اِتلی وی تیز نہیں جیڑھی کہیں بے شاعر دے خُمخانہ سخن اِچ نہ ہووے۔ خیّام نے شراب دی تعریف اِچ زیادہ کنوں زیادہ اے آکھیا ہے جو میڈے مرنڑ دے بعد میکوں شراب نال دھنّوا ہے، تے قیامت دے ڈینہہ میکوں ڈِکھا ہے۔ میں تہاکوں میکدے دی خاک اِچ بلساں ؎

چوں فوت شوم بہ بادہ شوئید مرا

تلقیں ز شراب و جام گوئید مرا

خواہید کہ روز حشر یابید مرا

از خاکِ درِ میکدہ جوئید مرا

لیکن حافظ شیرازی دے دیوان دی پہلی غزل ای اِتھاؤں شروع تھیندی اے جو پیرِ مغاں دے آکھنڑ تے آپڑیں مُصلّے تک کوں شراب اِچ بوڑ ڈیوے

بہ مئے سجّادہ رنگیں کُن گرت پیرِ مغاں گوید
کہ رہبر بے خبر نہ بُود ز راہ و رسم منزل ہا

اِنھّاں دے علاوہ فارسی زبان تے ساڈے اردو دے غزل گو شعرا وی سب دے سب شراب تے ایندے لوازمات دا آپڑیں کلام اِچ بھرپور استعمال کریندِن سیّد سلیمان ندوی دا اے ارشاد بالکل درست اے جو:-

"خواجہ حافظ دا نگوں دنیا وِچ کِتنے مادہ پرست ہِن جِنھاں دی شراب کوں لوکاں نے معرفت دی شراب سمجھ گھِدّا ئے۔ لیکن ہِک بے چارا خیّام بدقسمت اے جیندی شراب کوں دوست تے دُشمن ڈوہیں ایہا بھئی آلی شراب سمجھیندِن تے اِنھّاں ساریاں ایندے متعلق اے فرض کر گھِدّا اے جو او ہِک میخوار ہا جیڑھا ہمیشہ شراب اِچ دُھت سرمست تے سرشار رہندا ہا۔ جیندے آسے پاسے ترُٹیاں ہویاں صُراحیاں تے بھَنّیاں ہویاں پیالیاں دا انبار لگیا رہندا ہا۔"[1]

خیّام دے زمانے اِچ بادشاہ، اُمرا تے بعض اہلِ علم وی شراب پیندے ہِن۔ تے اُوں زمانے اِچ شراب نوشی، شراب کشید کرنڑ دے طریقے، تے شراب دے اثرات تے ایندی زہر دے اُتار ے وغیرہ دے متعلق کتاباں دی لکھیاں گیاں ہِن۔ لیکن اے وی مسلّمہ امر اے جو اکثر تے بیشتر علمار نے شراب دی مذمّت کیتی اے۔ ایندے

---

[1] خیّام صفحہ ۳۳۵

باوجود اے گالھ آکھڑیں جاہ تے درست اے جو ساری فضا تے آب و ہوا وِچ شراب دا نشہ بھر یج چکیا ہائی تے زاہد، عابد، عالم فاضل کنوں گھن کرائیں رند تے آزاد تونڑیں شراب پیندا ہائی۔ جیڑھا نہی پیندا او وی شراب دی زبان اِچ گفتگو ضرور کریندا ہائی۔ شعراء دے کلام اِچ گُل دبلیں دے نال نال شراب، ساقی، پیرِ مغاں، جام و مینا وغیرہ دیاں تشبیہاں تے استعارے بھر یج گئے ہِن۔ چنانچہ اَجّ اے فیصلہ نھیں تھی سگدا جو خیّام جیڑھی شراب دا متوالا ہا، او کیڑھی شراب ہائی۔[۱]

خیّام دی شراب جیڑھی قسم دی شراب وی ہائی ساکوں ایندے تحقیق کرنڑ دی ضرورت کینھیں۔ لیکن اے گالھ یقینی اے جو اُوندیاں اکثر خمریہ رباعیاں دا مطلب اے نکلدا ائے جو زندگی دی کشاکش، دُنیا جہان دیاں مُصیبتاں، فلسفے دے پیچیدہ شکوک، تے آخرت دے خوف دا ہِکو علاج اِتھوں ہے جو آدمی آپڑیں آپ کوں تن بہ تقدیر کر ڈیوے، تے روحانی سرمستی دی شراب اِچ گم تھی ونجے کیوں جو اِنھاں مسئلیاں دا حل نہ اساڈے غور تے فکر کرنڑ نال تھی سگدا ائے تے نہ ہتھ پیر مارنڑ نال ممکن اے۔ اِنھاں ڈو ہاں صورتاں اِچ نہ اَجّ دی کوئی مشکل آسان تھی سگدی اے تے ناں آونڑ والی کلھ دی کوئی مصیبت ٹل سگدی اے۔

---

[۱] خیام صفحہ ۳۳۶

خیّام دیاں رُباعیاں غورنال پڑھن تے سمجھݨ دے بعد اے معلوم تھیندے جو او بچارا "غم نصیب خیّام" کائنات دے راز اسرار دے ہِک ہِک پردے دی تار کُوں تروڑن دی کوشش کر کر کے تھک ہار چُکیا ہا تے اُوکُوں ایں ساری بھری بھرائی دُنیا تے ایں وسیع آبادی اِچ ہِک وی ہمراز تے ہمدم نہیں ملیا جیندی وجہ نال اُوندی رُوحانی دُنیا دے ماحول تے فنا تے زوال، مایوسی تے نا امیدی اَتے بے وَسّی دے کالے کالے بدّل چھا گین۔ تے مُونجھ دی ایں ساہ گھٹݨ آلی فضا اِچ اُوندی نجات دا ایہو ہِکّو رستہ باقی رہ گئے جو او آپڑیں عقل تے خرد کُوں، آپڑیں ہوش تے حواس کُوں تے آپڑیں سمجھ بُجھ کُوں گم کر ڈیوے تے جابر تقدیر دے اگُوں ہتھیار سٹ ڈیوے۔ ایں بے وَس نابغہ روزگار دی حالت ملاحظہ فرماؤ۔ آدھے ؎

کال کلھوٹی مٹّی ڈِٹّھی ڈِٹّھم اوج زُحل دا
گو تھیم حل اسماناں دی ہر مُشکل دا ہر وَل دا
مکر فریب دے ہر ہِک جال توں ٹپ کے باہر آئیم
ہِک ہِک بند کُوں تروڑ سگیم نہیں ترٹّا بند اجل دا

تے ایں مایوسی دا علاج ایہو ہے جو دُنیا دی ایں جھٹ پل دی حیاتی کُوں غم تے اندوہ دی بجائے خوشی تے مسرّت اِچ گزار ڈِتّا وَنجے۔ کلّھ دی گالھ کلھ کُوں ڈِٹّھی وَیسی۔ اَجّ دی ایں گھڑی دی خوشی کُوں آوݨ والی کلّھ دے غم تے قربان نہ کر ڈیوو ؎

قافلہ عمر دا چال عجب تے پیا گزر دے اِتھاں

نال خوشی دے دم جو گزرے گول، ہِلّی اِدھتّاں
کلھ کوں یاراں نال جو بنڑسی ناں کراوندا چنتا!
ساقی گھن آمئے دا پیالہ رات گزرسی کتھّاں

ایں مضمون دے علاوہ عمر خیّام دیاں رباعیاں وِچ دُنیا دی بے ثباتی دا اِک بیا مضمون کوزہ گری دی تمثیل اِچ مِلدا ائے جیکوں بعض محققین نے "کوزہ نامہ" دے ناں نال علیحدہ وی رکیتا ہویا ئے۔ ایں تمثیل دے ذریعے خیّام اے ڈسنڑ چاہندا ائے جو ایں دُنیا دے سب مظاہر فطرت دیاں بوقلمونیاں، رنگ رنگ دے پھُل پھَل تے باغ بہار سب دے سب ہِک مٹّی دی صنّاعی دا نمونہ ہِن تے ایہا مٹّی کہیں ویلے جمادات دی شکل اِچ تے کہیں ویلے بناتات تے حیوانات، بلکہ انسانی وجود دی شکل اِچ نظر آندی اے، عاشق دا دل دیوانہ وی ایہا مٹّی اے تے مست موالی شرابی دا جام تے سبُو وی ایہا مٹّی دا بنڑیا ہویا ئے۔ کیا خبر جو گلاب دی پتّی دا لال لال خون ورگا رنگ کہیں بادشاہ دے دِل دا خون اے یا کہیں پری وش محبوب دے ہونٹ دا رنگ اے۔ بلکہ اے جام، سبُو تے کوزہ وی کہیں سپہ سالار کہیں درویش مجذوب فقیر یا کہیں گل رخسار دی مٹّی دا ہوسی، جیڑھے مرگل کے ہنڑ مٹّی اِچ مٹّی تھی گئین، تے کمبھار اُنھاں دی مٹّی کوں گارا کر کے تھاں بنڑاونڑ اِچ ورتیندا پئے ے

ہر اوں جہ کوں جتّھاں کوئی گُل تے باغ بہارے
بادشہاندے خون دی سُرخی کیتا لالہ زارے
ہر او شاخ بنفشے دی جو مٹّی توں ہے نکھتی

خال ہے کہیں معشوق دے رُخ دا فطرت دا شہکار اے

اُساں عمر خیّام دیاں رُباعیاں دا انتخاب تقریباً ختم کر چکے ہاسے جو اساکوں آقائے دکتر عبداللہ المطاہری کلچرل قونصلر سفارت خانہ شاہنشاہی ایران راولپنڈی دا بھیجیا ہویا "رُباعیات حکیم خیّام نیشاپوری" دا ہک نسخہ موصول تھیا — جیڑھا جناب آقائی محمد علی فروغی تے جناب دکتر غنی دا مرتب کیتا ہویا ہے تے تہران اِچ چھپیا اے۔ ایں نسخے اِچ کُل ۱۷۸ رُباعیاں کوں عمر خیّام دے نال نسبت ڈِتّی گئی اے، تے اِنھاں دے متعلق آکھیا گئے جو اے ۱۷۸ رُباعیاں وی حکیم خیّام دیاں قطعی تے یقینی کینھیں۔ مرتبین دا اِرشاد اے جو "جنھاں رُباعیاں کُوں اُساں اختیار کیتے۔ اِنھاں دے متعلق اُساں ایں گالھ دا دعویٰ نہیں کریندے جو اے قطعی تے یقینی طور تے خیّام دیاں ہِن۔ اساڈی نظر اِچ اے حکیم نیشاپور دے سخن دی ہِک قسم ہے تے تھی سگدا اے جو اُوندا کلام ہووے لیکن ایں فیصلے تے پہنچݨ کیتے اساں آپݨیں سلیقے تے ذوق کوں استعمال کیتے، نہ کہ سند یا دلیل تے برہان کوں حاکم بݨائے۔ جیکر کہیں بئے شخص دا ذوق تے سلیقہ ایں کنوں مختلف ہوسی تاں اساڈا اُوندے نال کوئی تنازعہ نہ ہوسی۔"[1]

ایں ایرانی نسخے دا بالغور مطالعہ کرݨ تے معلوم تھیندے جو ایندے وچ بعض رُباعیاں الفاظ دے ہیر پھیر نال دوبارہ وی آ گئین۔ مثلاً رباعی نمبر ۱۱ ہے

اے آمدہ از عالمِ رُوحانی تفت ٭ حیراں شدہ در پنج و چہار و شش و ہفت

مئے خور چو ندانی از کجا آمدہ ای ٭ خوش باش ندانی بہ کجا خواہی رفت

---

[1] رباعیات حکیم خیّام نیشاپوری۔ آقای فروغی و دکتر غنی۔ تہران۔ صفحہ ۶۷، ۶۸

تے وَرَت نمبر ۳۶ تے اے رُباعی درج اے ؎

دریاب کہ از روح جُدا خواہی رفت ٭ در پردۂ اسرارِ خدا خواہی رفت
مئے نوش ندانی ز کُجا آمدہ ای ٭ خوش باش ندانی بہ کُجا خواہی رفت

اِنھّاں رُباعیاں دے ڈُو مصرعے ہِکّے اِن جِتھوں معلوم تھیندائے جو ہِک رُباعی شاید خیّام دی ہوسی تے ڈُوجھی یقیناً کہیں ہے شاعر دی اے۔ اِینویں نمبر ۸۸ تے اے رُباعی درج اے ؎

گویند بہشت و حُور و کوثر باشد ٭ جُوئے مئے و شیر و شہد و شکر باشد
پُر کن قدح بادہ و بر دستم نِہ ٭ نقدے ز ہزار نسیہ خوشتر باشد

تے اِیں کنوں پہلی رباعی نمبر ۸۷ ملاحظہ فرماؤ ؎

گویند بہشت و حُورِ عین خواہد بُود ٭ آنجا مئے و شیر و انگبیں خواہد بُود
گر ما مئے و معشوق گزیدیم چہ باک ٭ چُوں عاقبتِ کار چُنیں خواہد بُود

ظاہرے جو اے پہلی رُباعی ڈُوجھی کنوں زیادہ زوردارے تے زیادہ شائستہ اے ذوق تے سلیقہ اِیں رُباعی کوں ہر حال اِچ ڈُوجھی رُباعی تے ترجیح ڈیسی، تے اے وی آکھسی جو پہلی رُباعی جیکر خیّام دی اے تاں ڈُوجھی اوندی کہیں بھانویں مضمون ڈُوہاں داہِکّو ای کیوں نہ ہووے۔

اِیں نسخے دا سیّد سلیمان ندوی دے نسخے نال مقابلہ کیتا ونجے تاں معلوم تھیسی جو سیّد صاحب بے زیادہ تفحّص نال کم کیتے تے اُنھّاں دی تحقیق تے تنقید اِنھّاں دی تحقیق

کنوں زیادہ وزنی تے جاندار ہے ۔ بلکہ بہتر ذوق تے سلیقے دی آئینہ دار ہے۔

ایرانی محققین نے ہک جاہ تے اے وی لکھیائے[1] جو اساں اُنھاں رُباعیاں کوں ردّ کر چھوڑیائے جیڑھیاں بِنھاں شاعراں دیاں مجموعیاں اِچ درج اِن"۔ لیکن ایندے باوجود اُنھاں دے مجموعے اِچ ہک رُباعی اوو ی شامل ہِلدی اے جیڑھی حافظ شیرازی دے دیوان اِچ الفاظ دی معمولی جھیں تبدیلی نال موجود ہے۔ اے رُباعی اے ہے

مئے نوش کہ عمرِ جاودانی این است ۞ خود حاصلت از دورِ جوانی این است

ہنگامِ گل و بادہ و یاراں سرمست ۞ خوش باش دمے کہ زندگانی این است

بہر حال اِنھاں چند کوتاہیاں دے باوجود ایرانی نسخہ خاصی محنت نال مرتّب کِیتا گئے تے اساں ایں کنوں بہوں استفادہ کِیتے۔ اساڈے انتخاب اِچ سیّد سلیمان ندوی دی محققانہ کتاب دے بعد ایں کتاب دا ڈوجھا نمبر اے۔

خیّام دی رباعیاں دے ترجمے دُنیا دی تقریباً ہر زبان اِچ تھی چُکّن۔ اِنھاں دے متعلق ہِک مبسوط تے معلوماتی تبصرہ جناب محترمی الیاس عشقی صاحب ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان ملتان ریجن، دا تحریر کیتا ہویا شامل اے۔ ایندے واسطے ترجمیاں دے متعلق اساں آپڑیں کوئی رائے نیئھ ڈے سگدے۔ البتہ اے عرض کریسوں جو دُنیا دی ہر زبان اصول و قواعد دے لحاظ نال دُنیا دی ہر ڈوجھی زبان کنوں مختلف ہوندی اے۔ ایندے واسطے کہیں ہک زبان دے لٹریچر کوں کہیں بئی زبان اِچ الفاظ دی پوری پابندی

---

[1] رباعیات حکیم خیّام نیشاپوری صفحہ ۲۵

نال منتقل نھیں کیتا ونج سگدا۔

الفاظ دا تعلق براہِ راست معاشرے دے رسم و رواج تے عادات اطوار نال ہوندے۔ مثلاً ساقی، مئے، میخانہ، شراب، سبو وغیرہ دے الفاظ آپڑیں معاشرے دے عوام دی عادات دے آئینہ دارِن۔ انھاں الفاظ دا ترجمہ صرف اُوں زبان اِچ تھی سگسی جتھاں شراب تے اُوندے متعلّقات دا دخل اوں معاشرے اِچ براہِ راست ہوسی۔ جیکر اے الفاظ اِیں نَویں معاشرے اِچ جتھاں شراب وغیرہ دا رواج کینھیں اُونویں آپڑیں اصلی شکل اِچ رکھ ڈتے ونجن تاں اے مترجم دی مجبوری اے۔ اِنھاں الفاظ کُوں بغیر ترجمہ کیتے جُوں دا توں رکھڑاں ضروری اے۔

ہند، پاکستان دیاں تمام زباناں تے بولیاں اِچوں سرائیکی زبان کلھی اِیھو جھئیں زبان اے جیڑھی اصُولِ لسانیات دے لحاظ نال دُنیا دیاں عظیم ترین زباناں اِچوں اے تے خاص طور تے فارسی دے اَتلی زیادہ قریب اے جو ساڈی قومی زبان اردو وی اِیں لحاظ نال اِیندا مقابلہ نھیں کر سگدی۔ سرائیکی تے فارسی دا نہ صرف مزاج ہِکوا اے، بلکہ ہُوں سارا ذخیرۂ الفاظ دی مشترک اے۔ اِیندے علاوہ افعال دی تصریف دے طریقے دی ڈوہاں زباناں اِچ متماثل اِن۔ فاعل تما فعل دا استعمال فارسی زبان دی سَب تُوں وَڈی تے نمایاں خصُوصیّت اے۔ تے اِینویں الفاظ کوں مِلا کے انحصار پیدا کرنڑ اِیندی ڈُوجھی صفت اے۔ اِنھاں ڈُوہاں خصوصیات دے استعمال اِچ دُنیا دی کوئی زبان سرائیکی دا مقابلہ نھیں کر سگدی۔ مثال دے طور تے فارسی دا "کردم" سرائیکی

دا "کیتم" "کردہ ام"۔ "بیتا ہم" وغیرہ اے۔ یہ عمل افعال دیاں ساریاں صیغیاں تے بلا استثنیٰ استعمال تھیندا اے۔ ڈوجھی صفت الفاظ کوں آپس اِچ مِلا کے اختصار کرنڑ دی فارسی تے سرائیکی اِچ مشترک اے۔ مثلاً فارسی دا "گومیت" "گفتمش" "سرکش" "تنہ زور" وغیرہ تراکیب سرائیکی اِچ "آدھیس" (آدھا ہمیں) "آکھیومس" (آکھیا ہمس) "سر پھیر یا" "وَڈ زورا" دی شکل اِچ مِلدن۔ اِیتھ لفظ "مِلدن" کوں ڈیکھو۔ اے اصل اِچ "مِلدے ہِن" ڈو لفظاں کوں مِلاونڑ نال "مِلدن" بنڑ گئے۔ ایں صفت کوں قواعد دان (CONTRACTION) آدھن تے زباناں دا جدید ترقیاتی رجوع ایں طرف تھیندا پے۔

سرائیکی تے فارسی دیاں ایجھے مشترک قدراں تے اصول و قواعد دا اے اتحاد ترجمہ کرنڑ آلے کوں آسانی دا رستہ ڈکھیندن۔ تے بہوں ساریاں سہولتاں عطا کریندین۔ ایجھو جھیاں سہولتاں بئی کہیں زبان اِچ کینھیں۔ ایہا وجہ ہے جو کہیں شعر دا ترجمہ معنویت دا حسن برقرار رکھیندیں ہوئیں مصرعے نال مصرعے دی صورت اِچ اَج تئیں کہیں زبان اِچ نئیں تھیا۔ اساں سرائیکی دی عظیم الشان صلاحیت دا فائدہ اُٹھیندیں ہوئیں کوشش کیتی اے جو خیام دی رباعیات دا ترجمہ وی مصرعے نال مصرعے دی صورت اِچ تھیوے۔ ترتیب اِچ وی فرق نہ آوے تے رباعی دی اصل رُوح وی مجروح نہ تھیوے۔

ڈوجھی پابندی اساں آپڑیں اُتے اے عائد چا کیتی اے جو ترجمے اِچ تمام رباعیاں دی بحر ہِکا رہوے۔ رباعی دی مخصوص بحر دا استعمال تاں ممکن کونہ ہائی کیوں جو فارسی دی اضافت سرائیکی اِچ بہوں گھٹ مستعمل اے۔ البتہ مروجہ بحراں اِچوں اساں کوں ہِک

مترنّم تے رواں بحر "متدارک مُتبع" پسند آگئی تے اَساں آپڑیں سارے ترجمے اِچ ایہا ہِکّی بحر کوں وَرتیائے۔ ایندا ہِک خائدہ اے وی ہوسی جو قاری کوں ڈُو چار رُباعیاں دے پڑھن دے بعد مزید رُباعیاں دے پڑھن اِچ کوئی تکلیف نہ تھیسی۔ ایں بحر دے ست ارکان ایہے ہِن:۔

فِعلُن فِعلُن فِعلُن فِعلُن فِعلُن فِعلُن فِعلُن

ایں رواں بحر اِچ سرائیکی دا لٹریچر پہلے ای موجود اے تے عوامی موسیقی تے شاعری دی سَب توں مقبول صنفِ سخن "ڈوہڑا" دی ایہا بحر اِچ آکھیا وَیندے۔

پاکستان دے اوہ اجیڑھے سرائیکی کنوں چنگیں طرح تے واقف کینھیں ایں بحر دا پُورا لطف اُٹھیسن، تے ترجمے کنوں اُو نویں محظوظ تھیسن جیہڑے ایں زبان دے بولنڑ تے سمجھنڑ والے تھیسن۔ انھاں دی سہولت دی خاطر اَساں اوقاف تے رموز دی تشریح علیحدہ کر ڈِتی اے۔

خیام دیاں مرّوجہ رُباعیاں اِچ لفظی اختلاف دی ہُوں زیادہ اے۔ اَساں سیّد سلیمان ندوی دے نسخے کوں تے ایرانی نسخے کوں ترجیح ڈِتی اے۔ ایندے باوجُود بعض رُباعیاں دی شکل صُورت اِچ اختلاف اے۔ ایں اختلاف کوں ظاہر کرنڑ دے کیتے تے آئندہ دے محقق دی سہولت دی خاطر اَساں ہر صفحے تے حاشیہ ایزاد کیتے۔ جیندے وِچ رُباعی دے ماخذ دا حوالہ اے تے جتھاں کوئی فرق اے، اُوندی تشریح اے۔

عمر خیّام دی رباعیاں دے سرائیکی منظوم ترجمے دا کم نہ شروع سگدا' تے نہ ایں خوش اسلوبی نال ختم تھی سگدا جیکر ساکوں اپڑیں قدیمی دوست سیّد حسن رضا گردیزی دی حوصلہ افزا حمایت حاصل نہ ہوندی۔ گردیزی صاحب سرائیکی' فارسی تے اردو دے ادیب اِن تے اِنھاں زباناں دی شاعری تے گہری نظر رکھیندِن۔ اکثر فرمیندے رہندِن جو وفادار شئے سونڑھیں نھیں ہوندی تے سونڑھیں شئے دا وفادار ہوونڑ مشکل اے۔ اُنھاں نیٹھ آکھ سگدے جو اساڈا اے ترجمہ کیڑھی حدتائیں وفادار اے تے کیڑھی حدتئیں سونڑھاں اے۔ ذاتی طور تے اساں وفاداری کوں سُنڑھپ تے ترجیح ڈیندے ہیں۔

جناب ارشد ملتانی تے اُنھاں دے دوست صدّیق صاحب ساڈے خاص شکریئے دے مستحق اِن' جنھاں قدم قدم تے اساڈی حوصلہ افزائی کیتی اے۔ جناب کشفی الاسدی ملتانی' جناب پروفیسر اسلم انصاری تے جناب عغفور ستاری فنِ شعر گوئی اِچ مسلّمہ مقام رکھیندِن تے ملک دے چوٹی دے شعرا وِچوں شمار تھیندِن۔ اِنھاں دے مفید مشورے اساڈے کیتے مشعلِ راہ بنڑدے رہے ہن۔ اساں اِنھاں دا صمیمِ قلب نال شکریہ ادا کریندے ہیں۔

خیّام نے ہک جاتے آکھئیے ؎

از دیدہ مکن روایت از تفسیر مکن

محترمی جناب الیاس عشقی صاحب ریجنل ڈائرکٹر ریڈیو پاکستان ملتان دا شکریہ ادا

کرنڑ دے کیتے ساڈی بالکل ایہا کیفیت اے جو جذبہ تشکر دی تشریح اِنہاں الفاظ تے معانی دے احاطے اِچ نہیں آسگدی، بلکہ اینڈی "روایت" صرف چشم تر دے ذریعے تھی سگدی اے۔ صاحب موصُوف دے تبحرّ علم کنوں کون واقف نہیں۔ تاریخ، فلسفہ، لسانیات تے شعر و ادب اِنہاں دے محبوب مضامین ان۔ تے صاحب طرز ادیب ہوونڑ دے علاوہ صف اوّل دے شاعر ان۔ اِنہاں دے وسیع مطالعے تے ادبی ژرف نگاہی دا ثبوت او پیش لفظ اے جیڑھا ایں کتاب دے شروع اِچ شامل کیتا گئے۔ تے جنیدے نال اساڈے ایں ترجمے کوں چار چن لگ گین۔ اساں اپڑیں خوش قسمتی تے جتلا دی ناز کروں او گھٹ اے جو اِنہاں دے پُراز معلومات، بصیرت افروز تے محققانہ مقالے کوں ایں کتاب دا اہم ترین جزو بنڑاونڑ دی سعادت حاصل کیتی سے۔ ذاتی طور تے اساں اُنہاں دا جتلا دی شکریہ ادا کروں او گھٹ اے تے "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" آلی گاھ اے، لیکن اساڈی اے کمّی ساڈی قوم ادا کر ڈیسی، جیڑھی سرائیکی زبان دے بولنڑ تے سمجھنڑ والیاں تے مشتمل اے۔ عشقی صاحب دا احسان سرائیکی زبان تے سب توں زیادہ اے تے ایں احسان کوں سرائیکی بولنڑ والا ہر شخص تسلیم کر کے نیاز مندانہ شکریہ ادا کریندے۔ اساں اپڑیں طور تے قلب گداز تے چشم تشکر آمیز نال اُنہاں دا ہکواری ولت شکریہ ادا کریندے ہیں۔

ملتان — عبدالحق

۲۳ اگست ۱۹۷۲ء

توضیحات

عمر خیّام دیاں رُباعیاں دی تعداد ستّر پنجھتّر کنوں اڈھائی ہزار توڑیں ڈسی گئی اے۔ ایندے باوجود کہیں ہک رُباعی دے متعلق وی اے نہیں آکھیا گیا جو اے یقینی طور تے خیّام دی رُباعی اے۔ جیڑھیاں رُباعیاں محققین دی کثرت رائے دے مطابق خیّام دیاں تسلیم کیتیاں گئین اُنھّاں اِچ وی لفظی اختلاف موجود اے۔ اَساں جِنھّاں مجموعیاں توں ۳۱۲ رُباعیاں دا انتخاب کیتے انھّاں دی تفصیل اے ہے۔

۱۔ خیّام اور اس کے سوانح و تصانیف پر ناقدانہ نظر۔ سیّد سلیمان ندوی۔ مطبع معارف اعظم گڑھ، طبع اوّل ۱۹۳۲ء (۲۰۵ رُباعیاں)

۲۔ رُباعیات حکیم خیّام نیشاپوری با مقدمہ و حواشی باہتمام جناب آقای محمد علی فروغی و آقای دکتر غنی، تہران۔ از انتشارات کتابفروشی زوّار تہران، شاہ آباد ۱۳۳۹ (۱۷۸ رُباعیاں)

۳۔ رُباعیاتِ عمر خیّام مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ ۱۹۰۹ء (۸۲۶ رُباعیاں)

۴۔ رباعیات عمر خیّام۔ بہ تصحیح مولوی نصیر الدین۔ شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ، لاہور، گرامی پریس۔ (۸۳۵ رُباعیاں)

رُباعیاں دی صحت دے لحاظ نال اِنھّاں کتاباں دی ترجیحی ترتیب نمبر شمار دے مطابق اے آئندہ دے محقق دے کیتے تے اُوندے کیتے جیکوں خیّام دے مزید کلام دے پڑھنڑ

داشوق ہوسی۔ اَساں توضیحات دے ایں عنوان دے تحت ہر رُباعی دا حوالہ ڈیندے ہیں جو اے کیڑھی کتاب اِچ کیڑھے نمبر شمار تے مِلسی، کوئی اختلاف ہے تاں او کئیں قسم دا ہے، تے آیا اے رُباعی الحاقی یا کینوّیں ہے۔ اختصار دی خاطر انھاں کتاباں کوں حروف نال ظاہر کیتا گئے یعنی

س، توں مُراد سیّد سلیمان ندوی دا نسخہ اے۔

ا، ایرانی نسخے کوں ظاہر کریندے۔

ن، دا مطلب اے نوَل کشور دا مطبوعہ نسخہ۔ تے

م، شیخ مبارک علی دے نسخے کیتے علامت بنڑائی گئی اے۔

سرائیکی زبان دے خاص حرُوف

ب : اُردُو زبان دا "ب" ملیندیں ہوئیں ساہ باہر کڈھنڑ دی بجائے اندر دو چھکّو۔

ٻیا۔ ٻھوں۔ ڈٻی۔ ڈھٻ وغیرہ

ج : اُردُو زبان دا "ج" ملیندیں ہوئیں ب آلی کار ساہ اندر دی طرف گھنّو

ڄنج۔ اڄ۔ بھڄ۔ وغیرہ

ڈ : "ڈ" کوں اُتلیاں ڈُو آوازاں آلی کار ادا کرو۔

گ : اے دی باقی اوز ان دی مانند ساہ کوں اُتاں گھن وَنجن نال ادا تھیندے۔ اردو دا "گ" اینّدے قریب اے۔

ہنھ : اے آواز اردو اِچ موجود اے۔ لیکن لفظ دے شروع اِچ نئیں آندی۔ سرائیکی اِچ لفظ دے شروع اِچ آندی اے۔ مثلاً "ہنھیں" "ن" تے "ھ" دی کٹھی آواز پیدا کرو۔

یھ : اے دی "ی" تے "ھ" دی ملی ہوئی آواز اے۔

ای۔ اے : اِنھاں کوں علیحدہ نہ پڑھو، بلکہ لفظ ماسبق دے نال مِلا کے پڑھو۔ مثلاً

"کھادا ای" یا "کھادا اے"

کوں "کھادئی" تے "کھادے" پڑھو۔

اِن : اے "ہِن" (اردو دا "ہیں") دی مخفف صورت اے۔ ایکوں وی ماسبق لفظ نال مِلا کے پڑھو۔ مثلاً

"لوک اِن"۔ "عالم اِن"

کوں "لوکِن" تے "عالمِن" پڑھو۔

شکریہ

عبدالحق

۱

آمد سحرے ندا از میخانۂ ما
کائے رندِ خراباتیٔ دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمئے
زاں پیش کہ پُر کنند پیمانۂ ما

۱

وقتِ سحر میخانیوں آئی ہک ندا مستانہ
آ، او مست مَوالی رندا، ایں دردا دیوانہ
اُٹھ مئے دے نال بھروں پیمانہ پہلے تیڈا
متاں عُمر دا بھر چھوڑن او خود ساڈا پیمانہ

اے رُباعی فٹز جیرلڈ تے انگریزی ترجمیاں اِچ مِلدی اے۔ ن تے م اِچ دی ہے۔
لیکن س تے و اِچ کینہیں۔ مشکوک اے۔ ن دا نمبر ا ہے۔

۲

بُت گُفت بہ بُت پرست کائے عابدِ ما
دانی زچہ رُوئی گشتۂ ساجدِ ما
بر ما بجمال خود تجلّی کردست
آں کس کہ زتست ناظر و شاہدِ ما

۲

بُت آکھیا بُت پرست کُوں ہک ڈینہہ سُنڑ او عابد ساڈا
کیا سمجھیں توں کیڑھی گالھوں بنڑ گئیں ساجد ساڈا
میڈے حُسن جمال دے وِچ خود اُپڑاں جلوہ ڈِیدھے
تیڈی اکھ دے نال ہے جیڑھا ناظر شاہد ساڈا

ن دا نمبر ۳ اے۔

۳

چوں ز آب و گلِ آفرید صانع مارا
کردہ بہ غمِ زمانہ قانع مارا
پیوستہ مرا زِ مئے ہمیں منع کُنی
خود دست تہی بس است مانع مارا

۳

آب تے گِل توں پیدا کر کے میکوں آکھیا صانع
غم دی دولت ڈھیر ڈِتی ہم تیکوں تھی وَنج قانع
ناصح روز رُکیندا رہندیں مَیخواری توں میکوں
گالھا میڈی تنگدستی خود آپ ہے میڈی مانع

ن دا نمبر ۷، ۱ے۔

۴

دانی کہ چہ مدّت است اے دلبرِ ما
بایں جہتے نہ رفتہٴ از برِ ما
خود کس نہ فرستی و نہ پُرسی ہرگز
تا بے تو چہا مے گرزد بر سرِ ما

۴

جانی توں کیا جانڑیں کیڈی مدّت لنگھ وہائی
ناں توں وات اساڈی آیوں، ناں ہی شکل ڈِکھائی
ناں تیں بِھیجیا سُدھ سنیہا ناں ای پچھ مُنجایو
تیڈے مُتّوں ساڈے سِر تے کیا گُزردی آئی

ن دا نمبر ۹، اے۔

۵

از آتشِ ما دُود کجُا بُود آنجا
وز مایۂ ما سُود کجُا بُود آنجا
آں کس کہ مرا نام خراباتی کرد
دراصل خرابات کجُا بُود آنجا

۵

ساڈی اُپڑیں بلدی بھاہ توں دُھونہہ نکّھا کِتھّاں
ساڈے ایں سرمائے ساکُوں سُود ہا ڈِتّا کِتھّاں
جیڑھا ساکُوں میخانے دا مست شرابی آدھے
اُوں کنُوں پچھو حال حقیقت میخانہ ہا کِتھّاں

ن دا نمبر ۱۱ تے س دا نمبر ۱۲ اے۔ ن اِچ ردیف "آنجا" دی بجائے "ایں جا" اے۔

٦

از بادۂ ناب لعل شُد گوہرِ ما
آمد بہ فغاں زدستِ ما ساغرِ ما
از بسکہ ہمے خوریم مئے بر سرِ مئے
ما در سرِ مئے شُدیم و مئے در سرِ ما

٦

خالص مئے تاں لعل بنڑا ڈِتّا ہے گوہر ساڈا
ساڈے ہتھ اِچ آندیں تھیا فریادی ساغر ساڈا
جام تے جام چڑھا کے حدُّوں وَدھ شراب پتوسے
سر اِچ مئے تے مئے اِچ سر تھیا غرق سراسر ساڈا

ن دا نمبر ۱۳۱، اے۔

ے

خُرّم نہ بُوَد دلِ پُر از غم را
ہجرِ تو حزیں کرد دلِ خُرّم را
من تلخیِ عالم بہ تو خوش میکردم
با تلخیٔ ہجرت چہ کنم عالم را

ے

خوشیاں توں محرُوم رہی نت دلڑی درداں ماری
ہجر تیڈے خوش خُرّم دِل کوں ڈِتّی مُونجھ مُنجھاری
توں ہیں نال تاں بھُل گئے ہاسے جگ دی ساری تلخی
ہجر تیڈے دی تلخی ہے تاں ہیچ ہے دُنیا ساری

ن دا نمبر ۱۵، ۱ے۔

۸

ہر چند کہ رنگ و بُو زیباست مرا

چوُں لالہ رُخ و سرو بالاست مرا

معلُوم نہ شُد کہ در طرب خانۂ خاک

نقّاشِ من از بہر چہ آراست مرا

۸

سوہݨاں میڈا رنگ تے بُو اے سوہݨیں صُورت ہوسی

لالہ رُخ تے سرو دی قامت سوہݨیں مُورت ہوسی

لیکن خبر نئیں صُورت گر کوُں خاک دے عشرت گھر اچ

میڈا نقش سنوارݨ دی وَت کیا ضرُورت ہوسی

ن دا نمبر ۱۶ر ا اے ۔

٩

غافِل بچہ اُمّید دریں شُوم ہرا
بر دَولتِ او دِل نہد از بہرِ خدا
ہر گاہ کہ خواہد کہ نشیند از پا
گیرد اَجَلش دست کہ بالا پیما

٩

غافل! بیٹھے کیا اُمیداں رکھّی شُوم نگر تے
مال خزانے ڈیکھ کے دِل چار کھیُس اینڈے دَرتے
نھکّا ٹُرٹّا جیڑھا کوئی جھَٹ ہِک بہنڑ لگسی
موت پکڑ کے ہتھ گھن جُلسی عالم بالا تر تے

ن دا نمبر ١٧١ اے۔

۱۰

عاشق ہمہ روزہ مست و شیدا بادا
دیوانہ و شوریدہ و رُسوا بادا
در ہُشیاری غُصّۂ ہر چیز خوریم
چُوں مست شویم ہر چہ بادا بادا

۱۰

عاشق سارا ڈینہہ مگن تے مست تے شیدا ہووے
مجنوں وانگ دِوانہ تے بدنام تے رُسوا ہووے
ہوش اِچ ہے تاں ہر ہِک شے دی مُونجھ تے غم تے چِنتا
جو کجھ تھیندے تھیوے مست کوں کیہاں چِنتا ہووے

ن دا نمبر ۱۸۱ اے۔

۱۱

ساقی نظرے بہ بیکساں بہرِ خدا
بشکن بُت مایوا ہوَساں بہرِ خدا
ما ماہئ مُردہ ایم ، توآبِ حیات
مارا بوصالِ خود برَساں بہرِ خدا

۱۱

ساقی یَں بیکس کوُں کرچایا دُخدادے ناں تے
حرص ہوَس دے بُت چاکر برباد خُدادے ناں تے
توُں ہیں آبِ حیات تے یَں ہاں مُردہ مچھّی وانگے
نال ہُنٹراپڑیں وصل دے کر دِلشاد خُدادے ناں تے

ن دا نمبر ۲۱؍ اے۔

۱۲

برخیز و بیا بُتا برائے دلِ ما
حل کُن بہ جمالِ خویش مُشکلِ ما
یک کُوزۂ مئے بیار تا نوش کُنم
زاں پیش کہ کوزہ کنند از گلِ ما

۱۲

آسونٹرھاں ہُنٹر اُٹھّی آ! مُحبّا یہ میڈے دِل دا
اَپڑیں حُسن جمال دے صدقے گول چا حل مشکل دا
کُوزہ ہِک شراب دا ساقی بھر ڈے مَیں پی چھوڑاں
پچھّے وَت او پے بنٹر اِون کُوزہ ساڈی گِل دا

ن دا نمبر ۱۲۔ س دا نمبر ۳، تے ا دا نمبر (۱)، اے۔ ن۔ ہ اچ "بیا بُتا" س اِچ "بیا بیا" تے ا اِچ "بیا بیا" اے۔

۱۳

خواہی ز فراق در نغاں دار مرا
خواہی ز وصال شادماں دار مرا
من با تو نہ گویم کہ چساں دار مرا
زاں ساں کہ دلت خواہد چناں دار مرا

۱۳

تُوں چاہیں تاں تیڈے ہجر دے درد کشال اِچ خوش آں
تُوں چاہیں تاں تیڈے شوق نے وصل وصال اِچ خوش آں
ہُں بھئیں آدھا تیکوں جو ہیں کیڑھے حال اِچ ہوناں
جیڑھے حال اِچ تُوں ہیں راضی ہیں اُوں حال اِچ خوش آں

ن دا نمبر ۲۵، اے۔

۱۴

اے آنکہ گزیدۂ جہانے تو مرا
خوشتر ز دل و دیدہ و جانے تو مرا
از جاں صنما عزیز تر چیزے نیست
صد بار عزیز تر از انے تو مرا

۱۴

جانی ساکوں بخش ڈِتو ہی جگ جہان اے سارا
اکھّیں، دِل تے جان توں لیکن وَدھ ہیں توں دلدارا
جگ جہان اِچ جان کنوں ہَئی کَئی شَے پیاری کینھیں
جان کنوں وی سَو واری ہیں زیادہ میکوں پیارا

ن دا نمبر ۲۳ تے س دا نمبرہ ۵ اے۔ س دے صفحہ ۴۳۵ تے وی درج اے

۱۵

ساقی قدحے کہ نور بخشد ہمہ را
پُر کُن کہ دمے حضور بخشد ہمہ را
خوش باش کہ بہ بخشد آلائش ما
آں کس کہ مئے طہور بخشد ہمہ را

۱۵

ساقی بھر کے پیالہ ڈے چا اَج تاں نُور دا سب کوُں
جیڑھا بخشے ہِک دَم تائیں شرف حضُور دا سب کوُں
خوش تھی وَنج او آپ ای دھوسی ساڈے داغ تے دھبّے
جیڑھا آپ عطا کر یندے جام طہُور دا سب کوُں

اے رباعی م اِج اے۔

۱۶

ساقی مئے لعل قوّتِ روح است مرا
دیدارِ تو خورشیدِ صبُوح است مرا
برخیز کہ در پائے تو مُردن نفَسے
خوشتر ز ہزار عمرِ نوح است مرا

۱۶

ساقی لعل شراب تاں ہے رُوح پرور میڈے کیتے
مثل صُبح دے سُورج تیڈا منظر میڈے کیتے
تیڈے اُتوں جندڑی گھول گھتنڑ دا ہکّو لحظہ
نُوح دی عمر کنوں لکھ واری بہتر میڈے کیتے

اے رباعی م راچ اے۔

۱۷

چُوں فوت شَوم بہ بادہ شوئید مرا
تلقیں ز شراب و جام گوئید مرا
خواہید کہ روزِ حشر بیابید مرا
از خاکِ درِ میکدہ جوئید مرا

۱۷

مَر وَنجاں تاں نال شراب دے میکوں چا دھنّوا ہے
تلقین وی میڈی مئے دے نال تے جام دے نال کرا ہے
حَشر دے ڈینہ جے مِلنا چاہو، تُسّاں میکوُں یارو
میکدے دے دَر دی خاک اِچ میکوں آن گُلا ہے

س دا نمبر ۴ تے ن دا نمبر ۱۰،۱ اے۔

۱۸

اے خواجہ یکے کام روا کُن مارا
دم در کش و در کارِ خدا کُن مارا
مارا ست رویم لیک تو کج مے بینی
رو چارۂ دیدہ کُن رہا کُن مارا

۱۸

پیر فلک دا کم چا کر کئی ساڈے اَج مطلب دے
ساہ چا گھن ہِک لحظہ ساکوں پا چا کم اِچ رَب دے
اَسّاں سِدّھے ٹُردے ہَیں، تُوں لیکن پُٹھّا ڈیدھیں
وَنج دَوا کر اکھّ دا دامن چھوڑ ڈے اَسّاں سَب دے

س دا نمبر ۷، تے ن دا نمبر ۲۶ ، ا ے

۱۹

مئے قوّتِ جسم و قوّتِ جان است مرا
مئے کاشفِ اسرارِ نہان است مرا
دیگر طلبِ دینی و عُقبیٰ نہ کنم
یک جُرعہ پُر از ہر دو جہان است مرا

۱۹

رُوح دی قوّت جسم دی طاقت مئے ہے میڈے کیتے
مخفی راز دے کھولَنڑ والی شَے ہے میڈے کیتے
دین تے عُقبیٰ دی ہُئی کائی میکوں خواہش کینھیں
گھُٹ ہک نال جہان دا قصّہ طَے ہے میڈے کیتے

اے رباعی ن اج اے نمبر ۱۰۔

۲۰

ساقی قدحے کہ کارساز است خُدا
وزرحمتِ خود بندہ نواز است خُدا
مئے خور بہ بہار و یارِ اطاعت مفروش
کز طاعتِ خلق بے نیاز است خُدا

۲۰

ساقی ڈے شراب جو اوکھ اِچ خود دَمساز ہے اَللّٰہ
اَپڑیں رحمت دے وِچ آپ غریب نواز ہے اَللّٰہ
رُت بہار دی پی شراب تے وِیچ نہ طاعت اُونّدی
کیوں جو خلق دی طاعت کوں توں بے نیاز ہے اَللّٰہ

اے رُباعی س دے صفحہ ۳۶۷ تے درج اے۔ ن دا نمبر ۲۰ ا اے۔ س اِچ ڈُو جھے مصرعے دا پہلا لفظ "در" دی بجائے "وز" اے۔

٢١

گر مئے نہ خوری طعنہ مزن مستاں را
گر دست دہد توبہ کنم یزداں را
تو فخر بدیں کنی کہ من مئے نخورم
صد کار کنی کہ مئے غلام است آں را

٢١

ناں ڈے طعنے مست کوں بے شک ناں کر توں میخواری
ربّ جو موقع ڈیندے ہئی کر گھنداں توبہ زاری
توں پیا فخر کریندا ہیں جو مئے نئیں پیندا اصلوں
سو سو کم ہن ایجھیں تیڈے مئے جھاں توں واری

ن دا نمبر ١٢ و دا نمبر ۴ ، اے ۔

۲۲

چُوں عُہدہ نمے شود کسے فردا را
حالے خوش دار ایں دلِ شیدا را
مےَ نوش بہ نُورِ ماہ اے ماہ کہ ماہ
بسیار بتابد و نیابد ما را

۲۲

آنوُنڑ والی کلھ تے کہیں دا کوئی وَسّ نہیں اِتھّاں
شَیدا دِل کوُں حال دی ساعت خوش رکھ ہونویں جِتھّاں
چَن میڈا توُں چاندریں رات اِچ پی شراب جو چَن وی
ڈھیر چمکسی لیکن ساکوُں لبھ سنگسی اے کِتھّاں

ن دا نمبر ۴، اے۔بی دے صفحہ ۲۵۴ تے ۴۳۴ تے درج اے۔ ا دا نمبر ۲، اے۔ن اِچ "شیدا" دی بجائے "سودا"، "بمہتاب" دی بجائے "بنور ماہ" تے "بتابد" دی بجائے "بیاید" اے۔

۲۳

اے دِل ز زمانہ رسمِ احساں مطلب
در گردشِ دَوراں سر و ساماں مطلب
درماں طلبی دردِ تو افزوں گردد
با درد بساز و ہیچ درماں مطلب

۲۳

بے وفا لاغرض زمانے توں احسان نہ منگو
گردش اِچ اے دُنیا ساری ساز سامان نہ منگو
جُوں جُوں پیا درمان بُلیسیں درد تیڈے وَدھ ویسِن
درداں نال بنڑا اوچا تے وَت درمان نہ منگو

ن دا نمبر ۲۶ ، ۱ے۔

۲۴

در راہِ نیاز ہر دلے را دریاب
در کوئے حضوُر مقبلے را دریاب
صد کعبۂ آب و گِل بیک دِل نہ رسَد
کعبہ چہ روی برو دِلے را دریاب

۲۴

عجز نیاز دا رستہ رِھن کے فتح ہر دِل کر چا
نوُر حضوُر دے کوُچے دے وِچ اِکوُں مقبل کر چا
مِٹّی دے سَو کعبے ایں ہِک دل دی قیمت کیَنھیں
کعبے کیوں پیا وَیندا ایں آ ہِک دِل حاصِل کر چا

ن دا نمبر ۳۶ اے۔ س دا نمبر ۸ را اے۔ س دے صفحہ ۴۳۵ تے وی درج اے۔
"در کوئے" دی بجائے "در راہ" دا فرق وی ہے۔

۲۵

جام و مئے و ساقی بر لبِ کشت

ایں جملہ مُرادہم تراگشتہ بہشت

مَشنو سُخنِ بہشت و دوزخ

کہ رفت بدوزخ و کہ آمد زبہشت

۲۵

جام، شراب تے ساقی اُتّے سبزہ زار چمن دا

ایہّا تیڈی جنّت اے تے مطلب تیڈے مَن دا

تاں سُنڑ جنّت دوزخ دی کئی گالھ کہیں دے کولوں

کون گیا ہے دوزخ دو کیں ڈِٹھّا باغ عدن دا

ن دا نمبر ۳۷ تے اِ دا نمبر ۲۱ ہے۔

۲۶

گر گُل نہ بُود نصیبِ ما خار بس است
ور نُور نمی رسد بہ ما نار بس است
گر سبحہ و سجّادہ و شیخے نہ بُود
ناقوسِ کلیسا و زُنّار بس است

۲۶

گُل نصیباں دے وِچ نھیں تاں خار ہے ساکُوں کافی
نُور اساں تئیں نھیں آندا تاں نار ہے ساکُوں کافی
جے امام نھیں بِلدا کوئی تاں تسبیح مُصَلّٰی
وَت ناقوس کلیسا تے زُنّار ہے ساکُوں کافی

ن دا نمبر ۳۹ ہے۔

۲۷

ہر دِل کہ درو مہر و محبّت بسرشت
خواہ اہلِ سجّادہ باش خواہ اہلِ کنشت
در دفترِ عشق ہر کرا نام نِوشت
آزاد زدوزخ است و فارغ زبہشت

۲۷

جیہڑے شخص دے دِل دے وِچ ہے مہر محبّت جاری
مَسجد دا شیدائی ہے، یا مندر دا زُنّاری
جیکر عشق دے دفتر دے وِچ ناں ہے اُوندا آیا
دوزخ جنّت توں ہے فارغ نُوری ہے نہ ناری

ن دا نمبر ۴۴ تے س دا نمبر ۳۱ ہے۔ ن دا دُوجا مصرعہ ایں اے، "گر ساکن مسجد است و در اہلِ کنشت" تِریجے مصرعے اِچ "ہر کرا نام" دی جر تے "نام ہر کس کہ" لکھیا ہویا ئے۔ س دا صفحہ ۴۳۹ ڈیکھو!

۲۸

دَورے کہ در آمدن و رفتنِ ماست
آنرا نہ بدایت نہ نہایت پیداست
کس مے نہ زند دمے دریں معنی راست
کیں آمدن از کُجا و رفتن بہ کُجاست

۲۸

ساڈے آوَن تے وَنجن دے وِچ جیڑھا وقت گُزردا
ناں کوئی اُوندا مُنڈھ ہے ڈِسدا ناں کوئی پاند نظردا
ٹھیک طرح تے مطلب اِیندا کوئی نہ ساکوں ڈَسّے
کِتھوں تھئے آغاز تے ہوسی کیا انجام سفر دا

ن دا نمبر ۵۴، س دا نمبر ۱۹، تے ل دا نمبر ۳۴، اے . س دے صفحہ ۴۳۷ تے وی درج اے
س اِچ ڈُو جھے مصرعے اِچ "نہایت" پہلے تے "بدایت" پچھے آیا اے ۔

۲۹

ساقی چو زمانہ درِ شکستنِ من وتُست
دُنیا نہ سراچہ نشستِ من وتُست
گر زانکہ بدستِ من وتو جامِ مئے است
مے داں بہ یقیں کہ حق بدستِ من وتُست

۲۹

تُوں تے مَیں زمانے دے وِچ ترُٹدے بھجدے رہسُوں
دُنیا وانگ سرانھ دے ساقی کے تیئیں ٹِکیّے رہسُوں
جے تیئیں تیڈے میڈے ہتھّیں جام شراب دا رہسی
کر یقین حق ساڈے ہتھ اے اَسّاں حق تے رہسُوں

ن دا نمبر ۶۴ تے س دا نمبر ۵ اہے۔ س دے صفحہ ۳۴ تے وی درج اے۔ تر: بجھے مِصرعے اِچ "میان" دی بجائے "بدست" ہے۔

۳۰

در چشمِ محقّقاں چہ زیبا وچہ زِشت
منزل گہِ عاشقاں چہ دوزخ چہ بہشت
پوشیدنِ بے دلاں چہ اطلس چہ پلاس
زیرِ سرِ عاشقاں چہ بالین وچہ خشت

۳۰

حق دی پَرکھنڑ والی اَکھ اِچ سونڑھا کوجھا ہِکّ اے
عِشق دی منزِل دوزخ اے، یا باغ اِرم دا ہِکّ اے
بیدِل عاشق مخمل پا وے بھانویں پا وے کھدّر
سِر دے ہیٹھاں طول وِہانڑاں سِلّھ تے وٹّا ہِکّ اے

ن دا نمبر ۵۵ ہے۔

۱۳۱

عُمرے بہ گُل و بادہ برفتیم بہ گشت
یک کارِ من از دَورِ جہاں راست نگشت
از مئے چو نشدُ ہیچ مُرادم حاصِل
از ہر چہ گزشتیم گزشتیم گزشت

۱۳۱

مئے گُلرنگ تے گُل پھُل وِچ ہِک عُمر گزار ڈِتوسے
جگ دے پھیر اِچ وَت وی کوئی کم نہ ٹھیک تھیوسے
مئے دے نال وی جیڑھے ویلے تھئی کئی آس نہ پُوری
دُنیا دی ہر شئے توں دامن چھنڈک چھوڑ ہٹوسے

ن دا نمبر ۵۶، تے س دا نمبر ۲۲ ہے۔ س دے صفحہ ۳۸ ۴ تے وی درج اے۔

۳۲

بسیار دویدیم بہ گردِ درو دشت
اندر ہمہ آفاق بگشتیم بہ گشت
از کس نہ شُنیدیم کہ آمد زیں رہ
راہے کہ برفت راہرو باز نہ گشت

۳۲

شہر شہر تے جنگل جنگل رُلدے رہ گیؤسے
چپّہ چپّہ کونا کونا جگ دا چھانڑ مریوسے
کہیں نہ ڈسیا ساکوں اَجّ تئیں کون اِیں رَہ توں آیا
ٹُر گیا راہی واپس وَلدا کہیں نہ آن ڈسیوسے

ن دا نمبر ۷۵ تے س دا نمبر ۲۳ ہے۔ س دے صفحہ ۳۸۴ تے دی درج اے۔ ن اِچ پہلا مصرعہ اِیں درج اے "بسیار بگشتیم بگردِ در و دست"۔ چوتھے مصرعے اِچ "باز نگشت" دی بجائے "بگشت" اے۔

۳۳

در پردۂ اسرار کسے را رہ نیست
زیں تعبیہ جانِ ہیچ کس آگاہ نیست
جز در دلِ خاک ہیچ منزل گہ نیست
مَے خور کہ چُنیں فسانہا کوتہ نیست

۳۳

راز اَسرار دے پردے، چھُپوں کہیں کوُں راہ نہ مِلدا
رُوح دی ایں لُک چھُپ دا کوئی خود آگاہ نہ مِلدا
خاک دے سینے باجھوں تیڈی ہئی کئی منزل کیہنیں
پی شراب جو ایجھاں قِصّہ ہِیا کوتاہ نہ مِلدا

ن دا نمبر ۶۱، س دا نمبر ۳۹ ر تے ل دا نمبر ۳۲ ہے۔ س دے صفحہ ۳۵۰ تے ۱۴۴ تے وی درج اے۔ ن دا چوتھا مصرعہ ایں اے "افسوس کہ ایں افسانہ ہم کوتہ نیست۔"

۳۴

چندیں غمِ مال و حسرتِ دُنیا چیست
ہرگز دیدی کسے کہ جاوید بزیست
ایں یک نفسے کہ در تنت عاریت است
با عاریتے عاریتے باید زیست

۳۴

جگ دی حسرت مال دا غم نہیں اصلوں کھانوڑں چنگاں
کون امر ہے دُنیا تے اتھ اینویں رہونڑں چنگاں
اے ہک ساہ وی منگواں سا ہے تیڈے جسم دے اندر
منگویں شئے نال منگویں طور تے وقت لنگھاونڑں چنگاں

ن دا نمبر ۶۹ تے س دا نمبر ۳۶ ہے۔ س ذے صفحہ ۴۰۴ تے وی درج اے۔

۳۵

خیّام ز بہرِ گُنہ ایں ماتم چیست
در خوردنِ غم فائدۂ بیش و کم چیست
آنرا کہ گُنہ نہ کرد غفراں نہ بُود
غفراں ز برائے گُنہ آمد غمِ چیست

۳۵

اِتھ خیّام گُنہ دی خاطِر نیر وَہانوَنڑ کیہاں
گھَٹ وَدھ شے بے سُود ے اِتھّاں ہاں گوُں لاَنوَنڑ کیہاں
جَیں بھَیں کیتا کم گُنہ دا اُونّدی بخشِش کیہنیں
بخشِش آئی جُرم دی خاطِر وَت غم کھانوَنڑ کیہاں

ن دا نمبر ۸۲ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶۷ تے وی درج اے۔

۳۶

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست
بد کے کند آنکہ نیکیش عادت و خوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو
با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

۳۶

دوست تے دشمن نال چنگائی کر چنگائی تھیسی
نیک عمل دے عادی توں نہ کدا انہہ برائی تھیسی
یار دے نال توں کر عیاری دشمن تیڈا بنڑسی
دشمن نال بھلائی کرتاں آخر یار ای تھیسی

ن دا نمبر ۸۸، اے۔

۳۷

من ہیچ ندانم کہ مرا آں کہ سرشت
از اہلِ بہشت کرد یا دوزخِ زشت
جامے و بُتے و بربطے بر لبِ کشت
ایں ہر سہ مرا نقد تُرا نسیہ بہشت

۳۷

کُجھ نھیں ڈسیا ساکوں جیں ہے جوڑی فطرت ساڈی
دَوزخ ڈیسی کوڑھی کو جھی یا ہے جنّت ساڈی
جام شراب، صنم تے بربط سبزہ زار چمن دا
خُلد اُدھاری تیڈی ترے شئیں نقد ہے قسمت ساڈی

ن دا نمبر ۸۹ س دا نمبر ۸۷ تے ل دا نمبر ۳۴ ہے۔

۳۸

مئے بر کفِ من نہ کہ دلم درتاب است
ویں عمر گریز پائے چوں سیماب است
برخیز کہ بیداری دولت خواب است
دریاب کہ آتشِ جوانی آب است

۳۸

ہتھ میڈے تے جام شراب دا رکھ ڈے دل بیتابے
عُمر ہے اینویں اُڈ پُڈ ویندی جیویں جو سیمابے
اُٹھیّ کیوں جو جاگنڑ وی ہے نِندر دا مال خزانہ
پی شراب، شباب دی آتش اصلوں نقش برآبے

س دا نمبر ۲۹ تے ن دا نمبر ۹۰ ہے۔ س دے صفحہ ۴۳۹ تے وی درج اے۔ ن اچ اے رُباعی ایں اے نہ
در دہ پسر آں مئے کہ جہاں را تاب است، زاں مئے کہ گلِ نشاط را تاب است۔ بشتاب کہ آتش جوانی آب است، دریاب
کہ بیداری دولت تواب است!

۳۹

مئے خوردنِ من نہ از برائے طرب است
نے بہرِ نشاط و ترکِ دین و ادب است
خواہم کہ دمے زخویشتن باز رہم
مئے خوردن و مست بُودنم زیں سبب است

۳۹

میڈی میخواری دا مطلب عیش اے ناں طرب اے
ناں ہے دین دی بے ادبی تے ناں وَت ترکِ ادب اے
مَیں چاہندا ہاں جو اپڑیں آپ کوں بُھل ونجاں ہِک لحظہ
میڈی مستی میخواری دا ایہوّ ہِک سبب اے

ن دا نمبر ۹۲ ہے۔ رس دے صفحہ ۳۴۹ تے درج اے۔ ن اِچ تریجھا مصرعہ اِیں ہے ع
"خواہم کہ بہ بیخودی بر آرم نفسے" تے ڈُوجھے مصرعے وِچ "نشاط" دی جا تے "فساد" دا لفظ اے۔

۴۰

یک جُرعۂ مئے زُملکِ کاؤس خوش است
وز تختِ قبادو مُلکِ طُوس خوش است
ہر نالہ کہ عاشقے بر آرد بہ سحر
از نعرۂ زاہدانِ سالُوس خوش است

۴۰

ہکّو گُھٹ شراب دا ہے کاؤس دے راج توں چنگاں
کیقبّاد دے تخت توں چنگاں طوس دے تاج توں چنگاں
عاشق دے جو دِل توں نکلے نعرہ وقت سحر دے
زاہد پُر فریب دی کوڑی گرج تے گاج توں چنگاں

س دا نمبر ۱۴ تے و دا نمبر ۵۲ ہے۔ و اِچ تریجھا مصرعہ ایں اے: ہر نالہ کہ رندے بسحرگاہ زند" تے چوتھے مصرعے اِچ "نعرۂ زاہداں" دی بجائے "طاعت زاہداں" لکھیا ہویائے۔

۱۴۱

بیگانہ اگر وفا کُند خویشِ من است
در خویش جفا کند بداندیشِ من است
گر زہر موافقت کند تریاق است
در نوش مخالفت کند نیشِ من است

۱۴۱

دُشمن چا وفا کرے تاں سمجھو میڈا خویش اے
جے وَت خویش جفا کرے تاں میڈا بداندیش اے
جیکر زہر موافق آوے جانڑو اے تریاق اے
جے مخالف آوے ماکھی سمجھو ڈنگ تے نیش اے

ن دا نمبر ۲۲۴ تے سن دا ۹۳۱ ہے۔ س دے صفحہ ۴۵۰ تے دی درج ہے۔

۴۲

نہ لائقِ دوزخم نہ درخورِ بہشت
ایزد داند گِلِ مرا از چہ سرِشت
چوں کافر درویشم وچوں قحبۂ زشت
نہ دین و نہ دُنیا و نہ اُمیّدِ بہشت

۴۲

ناں ہاں لائق دوزخ دے ناں جنّت حاصِل تھئی اے
ربّ کُوں عِلم اے میڈی خاک اِچ کیا شے شامِل تھئی اے
کوڑھی کوجھی کنجری آں تے کافر تے زندیق آں
ناں ہے دین تے جنّت ناں وت دُنیا مائِل تھئی اے

ن دا نمبر ۱۰۹ اتے س دا نمبر ۱۶ ہے۔ ن اِچ "نہ لائقِ دوزخم" دی بجائے "نہ لائقِ مسجدم" ہے، تے "گِل را از چہ" دی بجائے "گِلِ ما را چوں" درج اے۔

۴۳

ایں گنبدِ لاجوردی و زرّیں طشت
بسیار بگشت است و دگر خواہد گشت
یک چند ز اقتضائے دَورانِ قضا
ما نیز چو دیگراں رسیدیم و گزشت

۴۳

اے سُنہری تھالی نیلا گنبد پیلاں پیسی
بہوں ساری ہس گردش کیتی اجاں بئی کریسی
اَساں اینّدی گردش وِچ مجبور ہیں بِنھاں وانگے
اِتھ قضا دے نال ہیں آئے اُتھ قضا گھن ویسی

ن دا نمبر ۔ ۱۲۰ ہے ۔

۴۴

ساقی قدحے کہ آں کہ ایں خاک سرشت
خط بر سرِ ما مستی و عشقِ تو نوشت
معمور بُوَد بہ شاہد و بادہ جہاں
موعود بُوَد بہ کوثر و حُور بہشت

۴۴

ساقی ڈے شراب جو گِل توں جَگ ہے پیدا کیتا
ساڈے سِر اچ مستی بھر کے تیڈا شیدا کیتا
ایں جہان اِچ مئے دی عام اے دلبر وی موجُود ن
اُتھاں سِکھڑاں وعدہ حُور بہشت تے مئے دا کیتا

ن دا نمبر ۱۳۰، ہے۔

۴۵

از منزلِ کُفر تا بہ دیں یک نفَس است
وز عالمِ شک تا بہ یقیں یک نفَس است
ایں یک نفَسِ عزیز را خوش مے دار
کز حاصلِ عمرِ ما ہمیں یک نفَس است

۴۵

کُفر دے رَہ توُں دِین دے دَر تئیں سمجھو ہِک نفَس اے
شک دی دُنیا توُں یقین تئیں ڈِٹھو ہِک نفَس اے
اِیھوّ ہِک نفَس ہے پیارا، اِیندّھ کُوں خوش چار کھوّ
ساڈی ساری عمُر دا حاصِل اِیھوّ ہِک نفَس اے

ن دا نمبر ۱۳۱، تے س دا نمبر ۱۲ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶ ہ تے وی درج اے۔

۴۶

آں لعلِ گراں بہا ز کانے دگر است
واں دُرِّ یگانہ را نشانے دِگر است
اندیشۂ این و آں خیالِ من و تُست
افسانۂ عشق را زبانے دِگر است

۴۶

بیش بہا اے لعل ہے جیندی کھانڑ جہان توں وکھری
دُرِّ یگانے دی پہچانڑ اتھ ہر نشان توں وکھری
ایں دا فکر تے اُوندا چِنتا تیڈا امیڈا وہم اے
عشق دے قصّے دی ہے بولی ہر زبان توں وکھری

ن دا نمبر ۱۳۲ ہے۔

۴۷

اے دِل چو زمانہ مے کند غمناکت
ناگہ برود زتن روانِ پاکت
بر سبزہ نشیں وخوش بزی روزے چند
زاں پیش کہ سبزہ بروید از خاکت

۴۷

ناں تھی مُونجھا کے تیں تیکُوں ڈُکھ زمانہ ڈیسی
آخر رُوح پاکیزہ تیڈی جِسم کُوں چھوڑ کے ویسی
سبزہ زار اِچ بہہ کے کُجھ ڈِینہہ خوشیاں نال گزارو
وت پئی تیڈے جِسم دی مِٹّی سبزے گھاہ جمیسی

ن دا نمبر ۴۲ ۱ ، س دا ۵۵ تے و دا نمبر ۱۳ ا ہے ۔ س دے صفحہ ۴۴۳ تے دی درج اے
م اِچ "سبزہ بر دَمد" تے ن اِچ "سبزہ بر دید" اے ۔

۴۸

جُز حق حُکمے کہ حسکم را شاید نیست
ہستی کہ از حکمِ او برُوں آید نیست
ہر چیز کہ ہست آنچناں مے باید
آں چیز کہ آں چناں نمے باید نیست

۴۸

حق دے باجھوں بِیا کوئی حاکِم حُکم چلاوے کینّھیں
ہستی جیڑھی اُونّدے حُکم توں باہر آوے کینّھیں
جیڑھی شئے اِتھ جینّویں ہے او اُونّویں اُتّھاں چنگیں
او شئے جیکوں اپڑیں صُورت حال نہ بھاوے کینّھیں

ن دا نمبر ۱۳۵ اتے س دا نمبر ۲۰ ہے۔ س دے صفحہ ۲۷۴ تے وی درج اے۔

۴۹

چوں لالہ بہ نوروز قدح گیر بدست
بالالہ رُخے اگر تُرا فرصت ہست
مے نوش مخور غصّہ کہ ایں چرخِ کہن
ناگاہ ترا چو خاک گرداند پست

۴۹

ڈیکھ ہُنڑ رُت نوروز دی آئی لالہ جام بدست اے
لالہ رُخ کوں بِلھا کے پی گھن موسم مست اے
غم نہ کھا ایں گالھ دا توں جو پیر فلک دے اتیکوں
اَچّل چیتی خاک دے وانگوں کر ڈیسی او پست اے

ن دا نمبر ۳۶ اُتے س دا نمبر ۴۲ ہے۔ س دے صفحہ ۳۸۴ تے وی درج ہے۔

۵۰

ساقی چہ کنم کہ دِل کبابم زغمت
مدہوش تر از مست شرابم زغمت
ہر چند کسے خرابیم را شرح دہد
باللہ کہ بیش ازاں خرابم زغمت

۵۰

ساقی دل کوں وانگ کباب ایں تیڈے غم ہے کیتا
رَجّ مدہوش تے مَست شراب ایں تیڈے غم ہے کیتا
جتنی میڈی مستی دی تشریح کریسو واللہ
اُونّدے کوں وَدھ خراب ایں تیڈے غم ہے کیتا

ن دا نمبر ۱۴۱ ہے۔

۵۱

ہر دفترِ عالیٔ معانی عشق است
سر بیتِ قصیدۂ جوانی عشق است
اے آں کہ خبر نداری از عالمِ عشق
ایں نکتہ بداں کہ زندگانی عشق است

۵۱

شعر سخن دے ہر ہر لفظ دا مطلب جانی عِشق اے
حُسن شباب ہے مطلع اوّل مطلع ثانی عِشق اے
عِشق دے جگ دی خبر نوّھی ناں سوچ سمجھ اے نکتہ
کون مکان اِچ خود حیاتی عین عیانی عِشق اے

ن دا نمبر ۱۴۳ ہے۔

۵۲

در میکدۂ عشق اجلّ اسم من است
رندی و پرستیدنِ مے قسمِ من است
من جانِ جہاں اندریں دَیرِ مغاں
ایں صُورتِ کَون جُملگی جسمِ من است

۵۲

عِشق دے ایں میخانے دے وِچ اُچّا میڈا اِسم اے
رِندی تے بدمستی میڈی مئے پینْوَنڑ دی قسم اے
جگ جہان ہے مَیخانہ تے رُوح جہان دی ہیں آں
کون مکان دی شکل تے صُورت سارا میڈا جسم اے

ن دا نمبر ۱۴۵ ہے۔

۵۳

سرّ دو جہاں در قدحِ مستان است
خورشید ازل جامِ مئے تابان است
این نکتہ کہ در جانِ جہاں پنہان است
در شیشۂ مئے اگر بدانی آن است

۵۳

مَست اَلست دے پیالے وِچوں ڈُو جہان جھلکدے
سِجّھ کوں ڈیکھو روز ازل توں مئے دا جام چمکدے
کون مکان دے سینے وِچ ہے جیڑھا نکتہ مخفی
سمجھ سگیں تاں مئے دے پیالے توں اے راز چھلکدے

ن دا نمبر ۱۶۱ اتے س دا نمبر ۳۴ ہے۔ س دے صفحہ ۴۰۴ تے وی درج ہے۔ س اِچ پہلے مصرعے اِچ "از" دی بجائے "در" ڈوجھے اِچ "مہ" دی بجائے، تے تریجھے اِچ "قلب" دی بجائے "جان" اے

٥٤

ساقی رُخت زجامِ جمشید بہ است
مُردن بہ رہت زعمرِ جاوید بہ است
خاکِ قدمت کہ روزِ من روشن ازوست
ہر ذرّہ زصد ہزار خورشید بہ است

٥٤

ساقی تیڈا رُخ انور ہے جم دے جام توں چنگاں
تیڈے راہ تے جان چا ڈیونڑ عُمر دوام توں چنگاں
قدم تیڈے دی خاک ہے میڈے ڈینہہ کوں روشن کیتا
ایں دا ہر ہک ذرّہ ہے خورشید تمام توں چنگاں

ن دا نمبر ١٦٦ ہے۔

۵۵

عمریست کہ مدّاحیٔ مئے وِردِ من است
واسباب مئے است ہر چہ در گِردِ من است
زاہد اگر اُستادِ تو عقل است اینجا
خوش باش کہ اُستادِ تو شاگردِ من است

۵۵

کیڈی مُدّت توں شراب دی مِدحِ میڈا وِرد اے
سب سامان شراب دا ہے اِتھ جو شئے میڈے گِرد اے
زاہد جکیر عقل ہے اِتھاں مُرشد رہبر تیڈا
خوش تھی تیڈا پیر اُستاد ہے میڈا اے شاگرد اے

ن دا نمبر ۱۸۰ اتے س دا نمبر ۵۷ ہے۔ س دے صفحہ ۴۴۴ تے وی درج اے۔

۵۶

در صومعہ و مدرسہ و دَیر و کنِشت
ترسندہ ز دوزخ اند و جویائے بہشت
واں کس کہ ز اسرارِ خدا با خبر است
زیں تخم درا ندرونِ دل ہیچ نہ کِشت

۵۶

مسجد مندر دَیر کنِشت اِچ بہنڑ اُٹھنڑ والے
دوزخ توں پئے ڈَردے ہن یا جنّت گولنڑ والے
تے وَت جیڑھے لوک اِن رازِ اسرارِ خدا دے واقف
دِل دے اندر کو نئیں ایجھاں بیج او چھٹنڑ والے

ن دا نمبر ۱۸۱ س دا نمبر ۵۹ ہے۔ ب دے صفحہ ۴۴ تے وی درج اے۔

۵۷

دریاب کہ از روح جُدا خواہی رفت
در پردۂ اسرارِ خُدا خواہی رفت
مئے نوش ندانی ز کجُا آمدہ ای
خوش باش ندانی کہ کجُا خواہی رفت

۵۷

سوچ سمجھ گھن رُوح کنُوں وی تھی کے پاسے ویسیں
وَت خدا دے راز اسرار دے پردے پاسے ویسیں
پی شراب جو علم نھیں تیکوں کتھوں توں ہیں آیا
خوش تھی گھن جو پتّہ نھیں ہُنڑ کیڑھے پاسے ویسیں

ن دا نمبر ۱۹۱ ر س دا نمبر ۶۵ تے ؤ دا نمبر ۳۶ ہے۔ ر س دے صفحہ ۴۴۵ تے وی درج اے۔
ن ر ج "مے خورد" دی بجائے "مے نوش" اے تے "خوش زی چوں" دی بجائے "خوش باش" اے۔

۵۸

یزداں چو وجودِ گِل مارا آراست
دانست ز فعلِ ما چہ برخواہد خواست
بے حکمش نیست ہر گناہے کہ مراست
پس سوختنِ قیامت از بہرِ چہ خواست

۵۸

خالق جیں ہے خاک دے وِچوں ڈِتّی زینت ساکوں
جانڑ داہا جو کیسا ہسی ہر فعل دی قیمت ساکوں
اُوندے حکم بغیر گُنہ تھیں ساکوں ہر زد تھیندا
وَت کیوں روزِ قیامت دوزخ نیسی قسمت ساکوں

ن دا نمبر ۱۹۳ ، تے س دا نمبر ۶۷ ہے۔ س دے صفحہ ۴۵۴ تے وی درج اے۔
م اِچ پہلے مصرعے اِچ "را" کو ڈیکھیں۔

۵۹

با ہر بد و نیک راز نتوانم گفت
کوتہ سخنم دراز نہ توانم گفت
حالے دارم کہ شرح نتوانم دادن
رازے دارم کہ باز نتوانم گفت

۵۹

ہر ہِک نیک تے بَد وِچوں ہمرازئیں گول بھئیں سگدا
تھوڑی گالھ کریندان قِصّہ لمبا پھول بھئیں سگدا
حال احوال ہم ایجھاں جیندی شرح وی تھی بھئیں سگدی
رازا سرار ہے ایجھاں جیکوں وَل وَل کھول بھئیں سگدا

ن دا نمبر ۱۹۶۱ اَتے س دا نمبر ۷ ہے۔ س دے صفحہ ۴۴۶ تے وی درج اے۔ ن اِچ ڈوجھے مصرعے وِچ "دائم سخنے" س اِچ "کوتہ سخنم" اے۔ تریجھے مصرعے دا "نتوانی" "نتوانم" اے۔

۶۰

شادیِ مطلب کہ حاصلِ دہر غنیمت
ہر ذرّہ زخاکِ کیقبادے و جمیست
احوالِ جہان واصلِ ایں عمر بہ بیں
خوابے و خیالے و فریبے و دمیست

۶۰

ناں منگ خوشیاں جگ توں کیوں جو حاصلِ عُمر دا غم اے
ہک ہک ذرّہ خاک دا اِتھّاں کیقباد تے جم اے
کیا ہے جگ دے احال تے کیا ہے عمر دی اصل حقیقت
خواب خیال تے مکر فریب اے خالی پھوکا دم اے

ن دا نمبر ۲۰، تے س دا نمبر ۶۷، ہے۔ س دے صفحہ ۶۴۴ تے دی درج اے۔ ن اِچ پہلے مصرعے اِچ اے "عمر دیست" تے س اِچ اے "دہرِ غنیمت"۔ اینویں ترِ یجھے مصرعے اِچ "کہ ہست" دی بجائے "بہ بیں" ہے۔

۶۱

یارب تو کریمی و کریمی کرم است
عاصی زچہ رُو بروں زباغِ ارم است
باطاعتم ار بہ بخشی آں نیست کرم
بامعصیّتم اگر بہ بخشی کرم است

۶۲

یارب توں ہیں بخشنڑ ہارئے تے بخشش خود کرم اے
کیڑھی گاھوں عاصی توُں وَت خالی باغ اِرم اے
طاعت نال جے بخشیں میکوں نہیں کرم اے تیڈا
نال گنہ دے بخشیں چاتاں اے احسان کرم اے

ن دا نمبر ۲۰۴ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶۸ تے درج اے۔

٦۲

گویند مرا بہشت با حُور خوش است
من مے گویم کہ آبِ انگُور خوش است
ایں نقد بگیر و دست ازاں نسیہ بدار
کآوازِ دُہل شنیدن از دُور خوش است

٦۲

آدِھن جنّت چنگی اے جے جنّت دے وِچ حُورا اے
کئی شئے چنگیں ہندیں جے تیڈے ہتھ وِچ مئے انگُورا اے
گِھن چا سودا نقد اِیھو تے سٹ اووَنڑج اُدھارا
وَج دَھج سونڑ ہِیں ڈھولک دی جے ڈھولک وَجدی دُورا اے

ن دا نمبر ۹۵ تے س دا نمبر ۴۵ ہے۔ س دے صفحہ ۲۲۱ تے وی درج اے۔ و دا نمبر ۴۲ ہے۔

۶۳

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجا است
تاریک دِلم نُور و صفائے تو کُجا است
مارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی
ایں مُزد بُوَد لطف و عطائے تو کُجا است

۶۳

مَیں ہاں عاصی بندہ تیڈی پیا رضا گُلیندا اں
دِل اِچ گھُپ اَنّدھارا چھا گئے نُور صفا گُلیندا اں
جیکر میکوں جنّت ڈیسیں طاعت دے عِوضانڑیں
اے تاں وَت مزدُوری ہوسی لُطف عطا گُلیندا اں

ن دا نمبر ۲۱۶ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶۸ تے درج اے۔

٦۴

مئے خور کہ بہ زیرِ گل بسے خواہی خُفت
بے مونس و بے حریف و بے ہمدم و جُفت
زنہار بہ کس مگو ایں رازِ نہفت
ہر لالہ کہ پژمُرد نخواہد بشگُفت

٦۴

پی شراب جو خاک اِچ کے تئیں سُتراں پوسی اِتھّاں
ناں ہے دوست تے دُشمن یا غمخوارِ پڑوسی اِتھّاں
ہرگز کہیں وی شخص کوں اے توں مخفی راز نہ ڈسّیں
لالہ جو کُمانڑاں وَت شگُفت نہ ہوسی اِتھّاں

ن دا نمبر ۱۸۷ ہے۔ ں دے صفحہ ۳۵۰ تے وی درج اے۔

٦٥

ما را گویند دوزخی باشد مست
قول است خراب و دل درو نتواں بست
گر عاشقِ مست دوزخی خواہد بُود
فردا بینی بہشت ہمچو کفِ دست

٦٥

ساکُوں آدِھن دوزخ دے وِچ مست موالی ہوسی
نھیں مَنیندا دِل اِیکُوں اے گالھ نِرالی ہوسی
دوزخ دے وِچ وَیسی جے کر مَست موالی عاشِق
کلّھ کُوں ڈیکھیں تَلّی وانگے جنّت خالی ہوسی

ان دا نمبر ۱۵۸ اے تے ایں دا نمبر ۴۴ ہے۔ ایں دے صفحہ ۱۴۴ تے وی درج اے۔

٦٦

امروز کہ نوبتِ جوانیٔ من است
مے نوشم ازاں کہ زندگانیٔ من است
عیبش مکنید اگرچہ تلخ است خوش است
تلخ است ازاں کہ زندگانیٔ من است

٦٦

ڈیکھ جوانی آئی اے مَیں تے کیجھیں رنگ رنگیلی
مَن دی ہر ہِک آس تُجھیسی اَج شراب رسیلی
مئے دے عیب نہ کڈھ توں بھانویں تلخ اے وَت وی چنگیں
اے ہے عینَ حیاتی میڈی تھوں اے کَوڑ کسیلی

ن دا نمبر ١٣٣، تے س دا نمبر ٧، اہے۔ س دے صفحہ ٣٧، ٤ تے وی درج اے۔

٦٧

آباد خرابات ز مئے خوردنِ ماست
خُونِ دو ہزار توبہ در گردنِ ماست
گر من نہ کنم گناہ رحمت چہ کند
آرائشِ رحمت از گنہ کردنِ ماست

٦٧

مئے نوشی مے خانے کوُں آباد کرینڈی پئی اے
لکھ توبہ دا خوُن اساڈی گردن چینڈی پئی اے
رَحمت کیا کرینڈی رَہسی جے گُناہ نہ تھیوِن
ساڈے جُرماں نال تاں رحمت گانڑھیں پَندی پئی اے

ن دا نمبر ١٠٨ ہے۔ بس دے صفحہ ٣٦٧ تے وی درج اے۔

۶۸

مئے میخورم و مخالفاں از چپ و راست
گویند مخور بادہ کہ دیں را اعداست
چوں دانستم کہ مئے عدوئے دین است
باللہ بخورم خونِ عدو را کہ رواست

۶۸

مئے پینداں تاں سجّیوں کھبّیوں ہر حاسد بے جُودا
آدھے مئے ہے دِین دی دُشمن ناں پی اے بیہُودا
ہُنڑ جو میکوں علم تھیا ہے مئے ہے دِین دی دُشمن
واللہ پیساں کیوں جو ہوئے ٹھیک اے خُون عدو دا

ن دا نمبر ۱۸۸ اتے س دا نمبر ۶۲ ہے۔ س دے صفحہ ۴۵۴ تے وی درج اے۔

٦٩

رسیم ارچہ نا مایۂ خردمندان است
بے سیمیاں را باغِ جہاں زندان است
از دست تہی بنفشہ سر بزانو است
وز کیسۂ زرد ہارن گُل خندان است

٦٩

سونا چاندی رکھیں سرمایہ عقلمنداں دے کیتے
باغ جہان دا بندی خانہ بے زراں دے کیتے
سر کوں گوڈیئیں ڈِتی بیٹھے خالی ہتھ بنفشہ
زردا کھیسہ مکھ دی کھل اسے ڈیکھ پھلاں دے کیتے

ن دا نمبر ۱۴۲ ہے۔

٧٠

ساقی قدحے کہ ہست عالم ظلمات
جز روئے تو نیست در جہاں آب حیات
از جان و جہان و ہر چہ در عالم ہست
مقصود توئی و بر محمدؐ صلوات

٧٠

ساقی ڈے ہک جام جو ڈاڈھے جگ وچ گھپ اندھارا
تیڈے رخ دے باجھ نہیں بیا کوئی جیونڑ دھارا
دین تے دنیا جان جہان یا جو کجھ ہے ایں جگ وچ
لکھ صلوات محمدؐ تے مقصود ہیں توں دلدارا

ن دا نمبر ١١٦ ہے۔

۷۱

مئے خوردن و شاد بُودن آئینِ من است
فارغ بُودن ز کُفر و دیں دینِ من است
گفتم بعرُوسِ دہر کابینِ تو چیست؟
گفتا دلِ خرّمِ تو کابینِ من است

۷۱

مئے پیونڑ دِل شاد رہنڑ بس اے میڈا آئین اے
کُفر کنُوں تے دین کنُوں آزاد رہنڑ اے دِین اے
دُنیا دی دُلہن تُوں پُچھیم کیا کابین ہے تیڈا؟
آکھیُس دِل خوش خُرّم تیڈا بس میڈا کابِین اے

ن دا نمبر ۴۸ س دا نمبر ۱۴ ار تے ا د ا نمبر ۵ ہ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶ ہ تے صفحہ ۳۵۲ تے وی درج اے۔

۷۲

ساقی بہ بہشت ایں ہمہ مشتاقی چیست
جنّت مئے و ساقی بُوَد و باقی چیست
ایں جاست مئے و ساقی آنجاست ہمیں
پس در دو جہاں بہ از مئے و ساقی چیست

۷۲

ساقی تیکوں جنّت دی ہے کیں کیتے مُشتاقی
جنّت اِچ اے مَئے تے ساقی بیا وَت کیا ہے باقی
اِتّھاں مَئے تے ساقی ہے، تے اُتھ وی ایھو کجھ اے
بس وَرت ڈُوہیں جہانیں چنگیں اِیّہا مئے تے ساقی

ن دا نمبر ۱۲۸ ہے۔

۷۳

گر از پئے شہوت و ہوا خواہی رفت
از من خبرے کہ بے نوا خواہی رفت
بنگر چہ کسی و از کجا آمدہ ای
مے داں کہ چہ میکنی کجا خواہی رفت

۷۳

جیکر حرص ہوا یا اپڑیں خواہش پچھوں ویسیں
سُنڑ گھن میڈی گالھ جو خالی ہتھ اِی اتھوں ویسیں
سوچ سمجھ گھن کون ایں توں تے کیڑھی جہ توں آئیں
کیا کجھ کیتیٔ اِتھاں آکے اِتھوں کِنتوں ویسیں

ن دا نمبر ۷۹ ہے۔

۷۴

بس خونِ کساں کہ چرخِ بے باک بریخت
بس گُل کہ برامد از گِل و پاک بریخت
بر حُسن و جوانی اے پسر غرّہ مشو
بس غنچہ ناشگفتہ بر خاک بریخت

۷۴

چرخ بہوں بے باکی نال ہے لکھّاں خُون کرینّدا
خاک دے وِچّوں پھُل جو نکلے تروڑ کے چا کھنڈینڈا
اَپڑیں حُسن جوانی تے وَت پُترا مانٹر نہ کر توُں
کئی اَنٹر تریاں کلیاں کوُں اے خاک اِچ رُول چھڑیندا

ن دا نمبر ۱۳۸ ہے۔

۷۵

ساقی نظرے کہ دل ز اندیشہ تہی است
شیراں ہمہ رفتہ اند ہر بیشہ تہی است
ہر شب ز حباب کف زدے شیشۂ چرخ
امروز کہ دورِ ما بُود شیشہ تہی است

۷۵

ساقی ہک نگاہ جو دِل ہے غم توں اَجکل خالی
شِینہہ تاں سارے ٹُر پھر گیَن ہُنڑ تھی گیئے جنگل خالی
ہر ہِک رات کُوں چرخ دی مینا جھگ حباب دی مارے
اَجّ ای ساڈا وارا آئے، اَج ای بوتل خالی

ن دا نمبر ۱۶۵ ہے۔

۷۶

ہر جا کہ گُلے و لالہ زارے بُود است
از سُرخیٔ خُونِ شہریارے بُود است
ہر شاخِ بنفشہ کز زمیں مے روید
خالے است کہ بر رُخِ نگارے بُود است

۷۶

ہر اُوں جگہ کُوں جتھّاں کوئی گُل تے باغ بہارے
بادشہاں دے خُون دی سُرخی کیتا لالہ زارے
ہر او شاخ بنفشے دی جو مٹی توں ہے نکھتی
خال ہے کہیں معشوق دے رُخ تے حُسن دا جو شہکارے

ودا نمبر ۴۹ ہے۔ س دے صفحہ ۳۵۵ تے وی درج اے۔

""

ایں کوزہ چو من عاشقِ زارے بُوداست

واندر طلبِ روئے نگارے بُوداست

ایں دستہ کہ در گردنِ اومے بینی

دستیست کہ در گردنِ یارے بُوداست

""

کُوزہ وی تاں میڈے وانگوں کہیں تے مائِل ہوسی

کہیں معشوق دے لال لباں دا اے وی سائِل ہوسی

تے اے بازو جیڑھا اینڈے گلّ دے نال توں ڈیدھیں

بازو اے جو یار دی گردن تاں حمائِل ہوسی

اِ دا نمبر ۱۵ اے، تے اِس دے صفحہ ۳۵۵ تے درج اے۔

۷۸

ہر سبزہ کہ بر کنارِ جُوئے رُست است
گوئی ز لبِ فرشتہ خُوئے رُست است
تا بر سرِ سبزہ پا بخواری نہ نہی
کاں سبزہ ز خاکِ ماہ رُوئے رُست است

۷۸

ندی کنارے ڈیکھ ہُنڑ سبزہ جتھّاں کتھّاں نِکھتے
اے فرشتہ خُود ے لَب توں نِکھتے جتھّاں نِکھتے
تنگی تُرشی نال نہ رکھّیں پیر ایں سبزے اُتّے
کیوں جو اے وی کہیں ماہ رُخ دی خاک توں اِتھّاں نِکھتے

او دا نمبر ۱۵ ہے، تے ایس دے صفحہ ۳۵۶ تے درج اے۔

۷۹

خاکے کہ زیرِ پائے ہر حیوانے است
زُلفِ صَنمے و عارضِ جانانے است
ہر خشت کہ بر کنگرۂ ایوانے است
انگشتِ وزیرے و سرِ سُلطانے است

۷۹

ہر حیوان دے پیراں وِچ لِتڑیندی پئی جو خاک اے
زُلف ہے کِہیں صنم دی یا ماہ رُخ دی عارض پاک اے
ہر ادِّٹ وی جیڑھی ہے ایوان دا کنگرہ بنڑدی
کِہیں وزیر دا ہتھ اے سرِ سُلطان دا ہیبتناک اے

ودا نمبر ۳۰ ہے رس دے صفحہ ۳۵۶ تے درج اے۔

۸۰

چوں ابر بہ نوروز رُخِ لالہ بشُست
برخیز و بجامِ بادہ کُن عزم درُست
کیں سبزہ کہ امروز تماشا گہِ تُست
فردا ہمہ از خاکِ تو بر خواہد رُست

۸۰

لالے دا مُنہ دھوتا ہے ہُنڑ آکے ابر بہاری
اُٹھی جامِ مئے دے نال ہُنڑ کر چا نیّت جاری
اَجّ تاں سبزہ زار چمن دا تیڈی سیر دی جاہ ہے
کلّھ کوں پئی جیسی گُل پھُل تیڈی خاکِ بچاری

ودا نمبر ۲۴ ہے۔ س دے صفحہ ۳۵۶ تے درج اے۔

٨١

صحرا رُخ خود با برِ نوروز بشست
دیں دہر شکستہ دل بہ نوگشت درُست
ایں سبز خطے بہ سبزہ زارے مے بیں
ایں بے خبر از سبزہ کہ از خاک برُست

٨١

چیتر دے مینہ اِچ مُنہ اَپڑاں پئے دھونْدے ہِن تھل دے
وَت ایّام شکستہ دِل ہِن درُست پئے تھیندے وَلدے
ڈیکھ ایں سبزہ زار دے وِچ ہِک سبزہ خط ہے پھردا
اے اَنْڑ جانْڑے گھاہاں توں جو خاک توں پئے نِکلدے

س دے صفحہ ۳۵۶ تے درج اے ۔

۸۲

ابر آمد و باز بر سرِ سبزہ گریست
بے بادۂ ارغواں نمے باید زیست
ایں سبزہ کہ امروز تماشا گہ ماست
تا سبزۂ خاک ما تماشہ گہِ کیست

۸۲

ابر آیا تے رُنّاں جِتھّاں ساوا ساوا گھاہ ہے
لال شراب دے مُتّوں اِتھّاں جِیونڑ دی کیا جاہ ہے
سبزہ زار چمن دا اَجّ تماشا گاہ ہے ساڈی
ساڈی خاک دا سبزہ کیندی وَت تماشا گاہ ہے

و دا نمبر ۸ ہے۔ س دے صفحہ ۳۵۶ تے درج اے۔

۸۳

ایں کہنہ رباط راکہ عالم نام است
آرام گہِ ابلقِ صبح و شام است
بزمیست کہ وا ماندۂ صد جمشید است
قصریست کہ تکیہ گہِ صد بہرام است

۸۳

اے سرا ئہہ پُرانڑیں جَینّدا ناں "جہان" اِتھ عام اے
ڈِینہہ تے رات دے ابلق دے آرام دا جاہ مقام اے
بزم ہے ایجھیں جِتھّاں کئی جمشید جھیں آ کے ٹُر گئے
قصر ہے ایجھاں جِتھ آرام کریندا اَسو بہرام اے

ودا نمبر ۷، ار اے۔ س دے صفحہ ۳۵۷ تے وی درج اے۔

۸۴

آں قصر کہ بہرام درو جام گرفت
رُوبہ بچہ کرد و شیر آرام گرفت
بہرام کہ گور مے گرفتے دائم
امروز نگر کہ گور بہرام گرفت

۸۴

اُوں محل اِچ جتھ بہرام نے پیتا جام ہمیشہ
لُومڑی بچے ڈِتّن کیتا شینہہ آرام ہمیشہ
شاہ بہرام جو گوراں دا ہا نت شکار کریندا
ڈیکھو گور دی وَٹھ اِچ آیا شاہ بہرام ہمیشہ

---

۱ دا نمبر ۷ ہے۔ س دے صفحہ ۷ ۳۵ تے وی درج اے۔

۸۵

پُرخوں ز فراقت جگرے نیست کہ نیست
شیدائی تو صاحب نظرے نیست کہ نیست
با آنکہ نداری ہر سودائے کسے
سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست

۸۵

کون ہے تیڈے ہجر دا میکوں زخم جگر وِچ کینھیں
کون ہے شیدا تیڈا جیڑھا تیز نظر وِچ کینھیں
اے تاں ٹھیک اے کہیں دی چاہت کینھیں تیڈے دل وِچ
کون ہے ایجھاں تیڈا سودا جیندے سر وِچ کینھیں

س دا نمبر ۹۲ ہے۔

۸۶

درخواب بُدم مرا خِردمندے گُفت
کز خواب کسے را گُلِ شادی نشگُفت
کارے چہ کنی کہ با اجل باشد جُفت
مئے خور کہ زیر خاک مے باید خُفت

۸۶

ہِک خردمند شخص نے میکوں نِندر اِچ آکھیا اِتھاں
کہیں دا خواب اِچ پھُل خوشیاں دا نوّھی تِرڑیا اِتھاں
مَوت دے نال اے یاری تیڈی کیڑھے کم گر گھنسیں
پی شراب جو خاک اِچ کے تیئں سمڑاں پوسیا اِتھاں

س دا نمبر ۳، رتے ا دا نمبر ۳۳ ہے۔

۸۷

اکنوں کہ گُل سعادتت پُر بار است
دستِ تو زجامِ مئے چرا بیکار است
مئے خور کہ زمانہ دشمن غدّار است
دریافتن روزِ چنیں دُشوار است

۸۷

اَجّ سعادت والے تیڈے پُھل تے باغ بہار اے
مئے دے جام کنوں ہَتھ تیڈا رہندا کیوں بے کار اے
پی شراب جو اے زمانہ دُشمن تے غدّار اے
ایجھیں ڈِینہہ دا اَوَت ہَتھ آنوَنڑ مُشکل تے دُشوار اے

س دا نمبر ۸۷، تے ۱ دا نمبر ۹ ہے۔

٨٨

از بادِ صبا دِلم چو بُوئے تو گرفت
بگزاشت مرا و جستجوئے تو گرفت
اکنوں ز منِ خستہ نمے آرد یاد
بُوئے تو گرفتہ خُوئے تو گرفت

٨٨

بادِ صبا تُوں دل میڈے خُوشبُو تیڈی چاگھدّی
میکُوں چھوڑ کے اُوں وَت جُستجُو تیڈی چاگھدّی
اَجّ او مَیں غریب تے خستہ کُوں نہیں یاد رکھیندا
تیڈی خوشبُو گھن کے اُوں وَت خُو تیڈی چاگھدّی

مس دا نمبر ۹، ہے۔ اِیں رُباعی کوں مشکوک آکھیا گئے۔ کیوں جو اے ابوسعید ابوالخیر
دے دیوان اِچ دی ہلدی اے۔

۸۹

اے وائے براں دل کہ درد و سوزے نیست
سودا زدۂ مہرِ دل افروزے نیست
روزے کہ تو بے بادہ بسر خواہی بُرد
ضائع تر ازاں روز ترا روزے نیست

۸۹

صد افسوس اوں دِل تے جیں وِچ درد تے سوز نہ ہوسی
یا دَت عشق جنُون تے اُلفت دِل افروز نہ ہوسی
جو امروز گزرسی تیڈا ابن شراب دے پیتے
اُوں توں وَدھ بے کار اَجایا بیا امروز نہ ہوسی

س دا نمبر ۸۵ ہے۔

۹۰

چوں آمدنم بمن نبُد روز نخست
ویں رفتنِ بے مُرادعز نیست درُست
برخیز و میاں بہ بند اے ساقی چُست
کاندوہِ جہاں بمئے فرو خواہم شُست

۹۰

روز ازل توں میڈے وَس اِچ کوئیناآؤنڑ اتھاں
عزم درُست اے وَت میڈا بے مقصد و نجنڑ اتھاں
اُٹھی ساقی بنھ کمر رہ چُستی نال پلیندا
غم اندوہ دا مئے دے نال ای تھیسی دھووَنڑ اتھاں

س دا نمبر ۲۵ ہے۔

۹۱

اَسرارِ جہاں چُناں کہ در دفترِ ماست
گفتن نتواں زانکہ وبالِ سرِ ماست
چُوں نیست دریں مردم ناداں اہلے
گفتن نتواں ہر آنچہ در خاطرِ ماست

۹۱

رازجہان دا جیہڑا ہے ادراک دے دفتر آیا
آکھ نہیں سگدا کیوں جو سِر تے بار سراسر آیا
ناداں تے نااہل ان لوک ایں جگ وِچ میں اینہہ کیتے
ڈَس نہیں سگدا راز ہے جو کجھ دِل دے اندر آیا

ن دا نمبر ۵۰ ہے۔

٩٢

اے چرخِ فلک خرابی از کینۂ تُست
بیداد گری شیوۂ دیرینۂ تُست
اے خاک اگر سینۂ تو بشگافند
بس گوہرِ قیمتی کہ در سینۂ تُست

٩٢

اَے اَسمان خرابی دا ہے باعث کینہ تیڈا
ظُلم ستم دا طور طریقہ ہے دیرینہ تیڈا
اَے زمین جو ڈیکھوں تیڈا سینہ چیر کے اَسّاں
بیش بہا گوہر تے موتی پی گئے سینہ تیڈا

وداانمبر ۱۲ اہے۔

۹۳

اِیں بحرِ وجود آمدہ بیروں ز نہُفت
کس نیست کہ ایں گوہرِ تحقیق بہ سُفت
ہر کس معنی از ہرِ سودا گُفتند
زاں رُو کہ ہست کس نمیداند گُفت

۹۳

ہستی دا دریا عدم توں باہر آیا جیویں
کوئینھیں ایجھاں جَیں تحقیق دا موتی پوتا اینویں
ہر کہیں اَپڑیں وہم گمان دی کئی ہِک گالھ چا کیتی
حال حقیقت تاں کوئی جانڑے ڈَسّے شُود اکینویں

و دا نمبر ۱۴ ہے۔

۹۴

اِیں کُوزہ کہ آبخورۂ مزدُورِ یست
ازدیدۂ شاہیست و دلِ دستُورِ یست
ہر کاسۂ مئے کہ برکفِ مخمُورِ یست
از عارضِ مستے ولبِ مستُورِ یست

۹۴

ہر او کُوزہ آبخورہ ہے جو مزدُور دا ڈیکھو
شاہ دی اکھّ تے دِل اے کہیں وزیر حضُور دا ڈیکھو
ہر او کاسہ جیڑھا کہیں مخمُور دے ہتھ اِچ ڈِٹّھئی
مست صنم دا لب اے یا وَت مُکھڑا حُور دا ڈیکھو

و دا نمبر ۱۶ ہے۔

۹۵

اِیں یک دو سہ روزہ نوبتِ عمر گزشت
چُوں آبِ جُوئبار و چُوں بادِ بہ دست
ہرگز غمِ دو روز مرا یاد نہ گشت
روزے کہ نیامدہ است و روزے کہ گزشت

۹۵

ہِک ڈُو ترے دی نوبت دے وِچ عمر اَساڈی گُزرے
جِینویں نَیں دا پاݨِیں یا وَت مُٹھ ہوا دی گُزرے
ڈُو ڈِیہہ ایجھیں ہِن جنھاں دا کوئِیں مکوں چِنتا
ہِک جو اَجاں آیا نھیں ہِیا مِثل صبا دی گُزرے

ادا نمبر ۱۸ ہے۔

۹۶

بر چہرۂ گُل نسیمِ نوروز خوش است
در صحنِ چمن رُوئے دِل افروز خوش است
از دَے کہ گزشت ہر چہ گوئی خوش نیست
خوش باش و از دَے مگو کہ امروز خوش است

۹۶

پھُل دے مکھڑے کُوں ہوا نوروز دی سوہنڑیں لگدی
باغ دے صحن اِچ صورت دل افروز دی سوہنڑیں لگدی
کلھ جو لنگھ دِہاڑیں اُوندی گالھ نہیں اصلوں چنگیں
خوش رہ کلھ دی گالھ نہ کر امروز دی سوہنڑیں لگدی

---

۱ دا مبر ۱۹ اھے۔

۹۷

پیش از من و تو لیل و نہارے بُود است
گردندہ فلک نیز بہ کارے بُود است
ہر جا کہ قدم نہی تو بر رُوئے زمیں
آں مردمکِ چشمِ نگارے بُود است

۹۷

ڈینہہ تے رات تاں مَیں تَیں توُں وی پہلے رَہ دے ہوسی
چرخ فلک دی گردش وی ہر کم دی تَہ تے ہوسی
ایں زمین تے جیڑھی جیڑھی جَہ تے پیر رکھیسیں
کہیں محبوب دی اَکھ دی پُتلی ہر اُوں جَہ تے ہوسی

---

۱ دا نمبر ۲۰ ہے۔

۹۸

ترکیبِ طبائع چو بکامِ تو دَمے است
رَو شاد بزی اگرچہ بر تو ستمے است
با اہلِ خرد باش کہ اصلِ تنِ تو
گردے و نسیمے و غبارے و دمے است

۹۸

چار عناصر دی ترکیب دا حاصِل اِکّو دَم اے
وَنج تے خوش خوش جینْدا رہ اے بھانْویں قاتل سَم اے
عقل منداں دا ساتھی بَنْڑ اصلیّت تیڈے تن دی
گرد غبار ہَوا دا جھولا ہِیا وَت ہِکّو دَم اے

---

۱۰ دسمبر ۲۳ ء

۹۹

چوں بُلبُلِ مست راہ در بُستاں یافت
رُوئے گُل و جامِ بادہ راخنداں یافت
آمد بزبانِ حال و در گوشم گُفت
دریاب کہ عمرِ رفتہ را باز نتواں یافت

۹۹

بُلبل مست کوُں ہک ڈِینہہ باغ دے راہ دو آندا ڈِٹھُّم
پھُل دا مُکھڑا، جام تے بادہ، سَب کوُں کھِلدا ڈِٹھُّم
ایجھیں حالت ڈیکھ کے کَن اِچ آکھنڑ لگّی پی گھِن
کیوں جو گُزری عمر کوں کہیں دے ہتھ نہ وَلدا ڈِٹھُّم

ا دا نمبر ۲۵ ہے۔

۱۰۰

چُوں چرخ بہ کامِ یک خِرد مند نہ گشت
تو خواہ فلک ہفت شمر خواہی ہشت
چوں باید مُرد و آرزُو ہا ہمہ ہشت
چہ مور خورد بگور و چہ گرگ بدَشت

۱۰۰

عقل منداں دی مرضی مُوجب چرخ نہ پھیرا پاوے
سَت افلاک اِن بھانویں اَٹھّ اِن کیڑھا گھاٹا آوے
کوئی آس نہ پُوری تھیسی، مَرد نخنڑاں ہر حال اے
قبر اِچ کھانوِن کیڑے بھانویں جھرہ بگھیلا کھاوے

و دا نمبر ۲۶ ہے۔

۱۰۱

چوں نیست زہر چہ ہست جُز باد بدست
چوں ہست ہر چہ ہست نقصان وشکست
انگار کہ ہر چہ ہست در عالم نیست
پندار کہ ہر چہ نیست در عالم ہست

۱۰۱

جیڑھی شے جو فانی کیہنئیں جگ وِچ او نابُودے
ہر شَے وِچ ہے گھاٹا تروٹا ہر شَے اِتھ بےسُودے
جو شَے جگ اِچ ہے پئی تُسّاں سمجھ گھنو او کینہئیں
جو کجھ اِتھاں کینہئیں تُسّاں سمجھ گھنو موجُودے

۱۰۔ دا نمبر ۲۹ ہے۔

۱۰۲

دارندہ چوں ترکیبِ طبائع آراست
از بہرِ چہ افگندش اندر کم و کاست
گر نیک آمد شکستن از بہرِ چہ بود
ور نیک نیامد ایں صُوَر، عیب کراست

۱۰۲

مالک چار عناصر کوں ترکیب ہا ڈِتّا اینوّیں
وَت انہاں دے وِچ چار کھیس گھاٹا تروٹا کینوّیں
نک تے نقشہ ٹھیک ہا جیکر وَت کیوں بھنیس اکیوّں
جیکر نقش مکمّل کینھا، عیب ہے کیندا جینوّیں

ددا نمبر ۱۳ ہے۔

۱۰۳

در فصلِ بہار اگر بُتِ حُور سرشت
یک ساغرِ مئے دہد مرا بر لبِ کشت
ہر چند بہ نزدِ عامہ ایں باشد زشت
سگ بہ ز من اگر بُرم نامِ بہشت

۱۰۳

حُور صفت دلدار جو میکوں موسم چیتر بہاراں
پیش کرے چا جام شراب دا وِچ گلشن گلزاراں
عام لوکاں دے خیال دے وِچ اے کوجھا کم اے لیکن
میکنوں کُتّا چنگاں جے میں وَت بہشت پُکاراں

و دا نمبر ۳۵ ہے۔

۱۰۴

عُمر یست مرا تیرہ وکارے ست نہ راست
محنت ہمہ افزودہ و راحت کم وکاست
شُکر ایزد را کہ آنچہ اسبابِ بلاست
ما از کسِ دیگر نمے باید خواست

۱۰۴

عُمر ہے میڈی گھور اندھاری ٹھیک نہ کوئی کم اے
سُکھ آرام اِچ گھاٹا تروٹا وادھے ڈے وِچ غم اے
شُکر ہے رَب دا جو کُجھ ردّ ے اِیں بَلا دا اِتھّاں
کہیں بے کوُں ہِیں نہ منگساں جے تئیں دم اِچ دَم اے

---

۱ وا نمبر ۱۳۸ اے۔

۱۰۵

فصلِ گُل و طرفِ جُوئبار و لبِ کشت
بایک دو سہ اہل و لُعبتے حور سرشت
پیش آر قدح کہ بادہ نوشانِ صبُوح
آسُودہ ز مسجد اند و فارغ ز بہشت

۱۰۵

نَیں دی کندھی سبزہ زارِ چ پھُل ترڑیے ہر در توُں
ہِک ڈُو تَرَے ہِن اہل نظر، آ حُور صفت دلبر توُں
سامھڑیں رکھ چا پیالہ کیوں جو بادہ نوش صَبُوحی
مسجد توں آسودہ ہِن تے فارغ ہِن مندر توُں

ڈ دا نمبر ۳۹ ہے۔

١٠٦

گر شاخِ بقاز بیخ بختت رُست است
وز بر تنِ تو عمرِ لباسی چُست است
در خیمۂ تن کہ خیمہ بانی است ترُا
ہاں تکیہ مکن کہ چار میخش سُست است

١٠٦

پنج حواس توں پھُٹّی اے جے عُمر دی شاخ درُست اے
عُمر دی اے پوشاک ای بیٹھی تن تیڈے تے چُست اے
تیڈے تن دے خیمے اِچ جو خیمہ بان ہے تیڈا
ایں تے تکیہ تاں کر کھونٹی چارے پاسوں سُست اے

ل دا نمبر ۳۰ ہے۔

۱۰۷

مئے لعل مذاب است و صراحی کان است
جسم است پیالہ و شرابش جان است
آں جامِ بلوریں کہ ز مئے خندان است
اشکے ست کہ خونِ دل درو پنہان است

۱۰۷

مَے ہے پگھریا ہویا لعل، صُراحی کان ہے جَنیدی
جسم کُوں پیالہ سمجھو مئے ای رُوح تے جان ہے، جُنیدی
جام بلور دا جیڑھا پیا ہے نال شراب دے کھلدا
ایجھیں ہنجھ اے دل دے خُون اِچ پنہاں شان ہے جَنیدی

---

۱ دا نمبر ۴۶ ہے۔

۱۰۸

مئے نوش کہ عمرِ جاودانی این است
خود حاصلِ عمرت از دورِ جوانی این است
ہنگامِ گُل و بادہ و یاراں سر مست
خوش باش دمے کہ زندگانی این است

۱۰۸

پی شراب جو عُمر ہے ایہّا جاودانی تیڈی
ایہّا کُجھ ای بچت ڈیسی اے جوانی تیڈی
رُت بہار دی مئے تے گُل پھُل یار وی سب مخمور ان
خوش رہ جھٹ ہک ایہّا کُجھ حیات ہے فانی تیڈی

لودا نمبر ۷۴ ہے۔

۱۰۹

نیکی و بدی کہ در نہادِ بشر است
شادی و غمی کہ در قضا و قدر است
با چرخ مکن حوالہ کاندر رہِ عقل
چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است

۱۰۹

نیکی بدّی آدم زاد دی فطرت دی بُنیاد اے
شادی غمی جَنیندے نال قضا تے قدر آباد اے
ناں کر اے توں چرخ حوالے کیوں جو عقل دی راہ اِچ
چرخ تاں تیتھوں کوئوں وَدھ کے بے وَس تے ناشاد اے

ادا نمبر ۴۸ ہے۔

۱۱۰

ہر ذرّہ کہ در خاکِ زمینے بُودہ است!
پیش ازیں من و تو تاج و نگینے بُودہ است
گرد از رُخِ نازنین بآزرم فشاں
کاں ہم رُخِ خوب نازنینے بُودہ است

۱۱۰

ہر اوذرّہ مٹّی دا جو ایں زمین دا ھائی
ساکنوں پہلے تاج نگینہ تخت نشین دا ہائی
نازنین دے رُخ دی گرد وی نرمی نال چا پُونجھو
کیوں جو سونڑھاں مُکھڑا اے وی مہ جبین دا ہائی

؎ دا نمبر ۵۰ ہے۔

۱۱۱

تا ہشیارم طرب ز من پنہان است
چوں مست شُدم در خرِدم نقصان است
حالیست میانِ مستی و ہُشیاری
من بندۂ آں کہ زندگانی آن است

۱۱۱

ہوش اِچ ہونداں تاں خوشی چایں تُوں مُنہ لُکیندی
مستی دے وِچ عقل میکوں نقصان تے تروٹا ڈیندی
بدمستی تے ہُشیاری دے وِچلے حال اِچ خوش آں
بندہ ہاں اُوں حالت دا جو جیوݨ چا سِکھیندی

ن دا نمبر ۵۲ تے س دا نمبر ۲۱ ہے۔ س دے صفحہ ۴۳۸ تے وی درج اے۔

۱۱۲

بُت خانہ و کعبہ خانۂ بندگی است
ناقوس زدن ترانۂ بندگی است
محراب و کلیسا، تسبیح و صلیب
حقّا کہ ہمہ نشانۂ بندگی است

۱۱۲

کعبہ تے بُت خانہ گھر عبادت دے ہِن اِتھّاں
اوہ وی جہ عبادت دی ہے سَنکھ وجیندن جِتھّاں
مسجد ہے یا گرجا اِتھّاں یا تسبیح صلیبے
اے وی سب نشان عبادت دے ہِن جِتھّاں کِتھّاں

ن دا نمبر ۱۲۴ ا، تے س دا نمبر ۲۷ ہے، س دے صفحہ ۴۳۹ تے وی درج اے۔

۱۱۳

ہر گاہ کہ غمے ملازم دل شودت
با قصّۂ کارِ خویش مشکل شودت
حالِ دلِ دیگرے بباید پُرسید
تا خوشدلی تمام حاصل شودت

۱۱۳

جیکر غم اندوہ دا باھاں تیڈا دِل بھی ویسی
ہر ہِک کم جہان دا تیڈا اوت مشکل تھی ویسی
بہتر ہے جو بئے دے دِل دا حال توں پُچھدا رہنویں
دِل دی ہر مسرّت تیکوں تاں حاصل تھی ویسی

ن دا نمبر ۴ ۵ ہے۔

۱۱۴

خیّام کہ خیمہ ہائے حکمت میدوخت
در کورۂ غم فتاد و ناگاہ بسوخت
مقراض اجل طناب عمرش چوں بُرید
دلّال اَمل برائیگانش بفروخت

۱۱۴

او خیّام جو حکمت دے ہا خیمے سِینْدا اِتّھاں
غم دے بَٹھ اچانک ڈھٹّھا سڑ دا رہسی جِتّھاں
وَت مقراض اَجَل دے کپّی اُوندی عمر دی رَسّی
آس نراس دے وَنّڑ جارے وَت ویچ ڈِتّا ہے کِتّھاں

ن دا نمبر ۴، تے س دا نمبر ۳۴ ہے۔ س دے صفحہ ۱۴ تے وی درج اے۔ چوتھے مصرعے اِچ ن اِچ "دلّالِ قضا" تے س اِچ "دلالِ اَمَل" ہے۔

۱۱۵

تا بتوانی غمِ جہاں ہیچ مَسنج
بر دل مَنہ از آمدہ ناآمدہ رنج
خوش مے خور و مے بخش کزیں دار سپنج
با خود نہ بری گرچہ بسے داری گنج

۱۱۵

جے تئیں تھیوی جگ جہان دا کوئی غم توں کھانہ
ائی نہ ائی تقدیر دا چِنتا اُپڑیں دِل کوں لا نہ
پی پلاتے خوش خوش رہ اے دُنیا جھوک فنا دی
جِتنا مال خزانہ ہوّی ویسیں نال توں چا نہ

س دا نمبر ۹۵ ہے۔ تے س دے صفحہ ۲۵۰ تے وی درج اے۔

۱۱۶

کو مُطرب و مئے تا بدہم دادِ صبُوح
خوش وقتیٔ آں دل کہ کند یادِ صبُوح
مارا بجہاں سہ چیز مے آید خوش
سر مستی و عاشقی و فریادِ صبُوح

۱۱۶

کِتھ ہے مئے تے کِتھ اے مُطرب ڈیواں دادِ صبُوحی
بخت بھریا او دِل ہے جیڑھا رکھدے یادِ صبُوحی
اسّاں تیڈے ایں جہان اِچ ترے شیئں چنگیاں ڈٹھیِں
ہِک ہے عشق تے ڈُوجھی مستی ہئی فریادِ صبُوحی

س دا نمبر ۹۶ ہے، تے س دے صفحہ ۲۵۱ تے وی درج اے۔

۱۱۷

چوں مے گزرد عمر چہ شیریں و چہ تلخ
چوں جاں بلب آمد چہ نشاپور و چہ بلخ
مےَ نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسے
از سلخ بہ غرّہ آید و از غرّہ بہ سلخ

۱۱۷

ہر حال گزرسی عمر تیڈی اے شیریں اے یا تلخ اے
جان لباں تے آنوڑیں اے کیا نیشاپور کیا بلخ اے
پی شراب جو بعد اساڈے چن دے کئی مہینے
سلخ کنوں پے غرّہ تھیسن غرّہ کنوں وت سلخ اے

ا دا نمبر ۵۳ ہے۔ س اِچ اے "چوں مے گزرد" ل اِچ "چوں بسر رسد"۔ س اِچ ڈوجھا مصرعہ اے "چوں جاں بلب آمد چہ نشاپور چہ بلخ" ل اِچ اے "پیمانہ چوں پر شد چہ بغداد چہ بلخ"

۱۱۸

ایں عقل کہ در راہِ سعادت پوید
روزے صد بار خود ترا مے گوید
دریاب تو ایں یکدمہ وقتت کہ نۂ
آں ترّہ کہ بِدروند ودگر روید

۱۱۸

تیڈی عقل جو نیکی والی راہ تے پئی اے بھجدی
ڈِینھ اِچ تیکوں سو واری ہے آدھی وَجدی گجدی
ایں ہِک دم کوں جانڑ غنیمت توں اوَدَر بھتاں نِنوِیں
جیکوں جِتلا کپّو اُتلی وَل وَل پئی اے جمدی

وا نمبر ۶۵ ہے۔ رس دے صفحہ ۳۶۵ تے درج اے۔

۱۱۹

زاں پیش کہ بر سرت شبیخوں آرند
فرمائی کہ بتا تا مئے گل گوں آرند
تو زر نہ غافلِ ناداں کہ ترا
در خاک نہند و باز بیروں آرند

۱۱۹

اِیں توں پہلے رات دا دھاڑا تیڈے سِر تے مارن
ساقی آکھ چا توڑے گھٹ ہِک لال شراب پِلاون
غافل! ناں تھی گالھا، توں کوئی سونا ہیں جو تیکوں
مِٹّی دے وِچ پُور رکھن تے وَلدا کڈھ گھن آون

ڈ دا نمبر ۸۰ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶۵ تے درج اے۔

۱۲۰

قومے زگزاف در غرور افتادند
قومے زپئے حور و قصور افتادند
معلوم شود چوں پردہ ہا بردارند
کز کوئے تو دور دور افتادند

۱۲۰

ہک اِن فخر تے شیخی دے وِچ بَنڑ وَڈیرے ڈھٹھے
ہِن جیڑھے حور قصور دے آکے دیرے ڈھٹھے
جیڑھے ویلے پردہ چیسن پتہ لگسی تداں
سبھے تیڈے کوچے توں ہِن وَنج پریرے ڈھٹھے

ن دا نمبر ۲۷۸ ہے۔

۱۲۱

آنہا کہ کشندۂ شراب ناب اند
وآنہا کہ بشب ہمیشہ در محراب اند
بر خشک یکے نیست ہمہ در آب اند
بیدار یکے است دیگراں در خواب اند

۱۲۱

ہک اِن جیڑھے مستی دے وِچ غرق شراب اِچ رہندے
بئے اِن جیڑھے رات وِچالے نت محراب اِچ رہندے
خشکی اُتے ہک وی کینئیں سارے پانی وِچ اِن
جاگنڑ والا ہکوّا اے بئے سارے خواب اِچ رہندے

ن دا نمبر ۲۸۶ ہے تے س دے صفحہ ۳۶۴ تے وی درج اے۔ ن اِچ پہلے مصرعے اِچ "شراب" دا لفظ ہے۔ س اِچ "نبیذ" ہے۔ ڈُوجھے مصرعے اِچ "مدام" دی جا تے "ہمیشہ" اے۔

۱۲۲

یک جام ہزار مرد بے دیں ارزد
یک جرعہ مئے مملکتِ چیں ارزد
در روئے زمیں چیست زیادہ خوشتر
تلخے کہ ہزار جانِ شیریں ارزد

۱۲۲

ہک پیالا لکھ بے دین تے بدمذہب دا مُل اے
ہک گھٹ ایں شراب دا سارے چین عرب دا مُل اے
روئے زمین تے کیڑھی شے ہے مئے توں زیادہ چنگیں
کوڑی شے ہے وت وی مِٹھے ناں نسب دا مُل اے

ن دا نمبر ۳۰۹ ، س دا نمبر ۱۲۸ تے ز دا نمبر ۹۶ ہے ۔ س دے صفحہ ۵۶ ، ۴ تے وی درج ہے۔

۱۲۳

چوں عشق ازل بود مرا انشا کرد
بر من ز نخست درسِ عشق اِملا کرد
وانگہ قراضۂ زرِ قلب مرا
مِفتاج خزائن دُرِ معنےٰ کرد

۱۲۳

عشق ازل ہا ایتھ کیتے اُوں میکوں انشا کیتا
لَوح میڈی تے درس اوں پہلے عشق دا اِملا کیتا
دِل ہا میڈا زر دی ڈلّی اینڈی جوڑ کے کُنجی
دُرِّ معانی دے خزانے کھولنڑ والا کیتا

ن دا نمبر ۳۱۰ ہے۔ م اِچ انشا دی بجائے افشا ہے۔ قراضۂ زر دا معنی اے ریزہ زر۔ یعنی سونے دی ڈلّی۔

۱۲۴

چوں رزقِ تو آں چہ عدل قسمت فرمود
یک ذرّہ نہ کم شد و نخواہد افزود
آسودہ زہر چہ نیست میباید شُد
آزادہ زہر چہ ہست مے باید بُود

۱۲۴

قسمت تیڈی دے وِچ جو کُجھ رازق رزق چا رکھسی
ہِکّ ذرّہ اُوں رزق دے وِچوں ناں گھٹسی ناں وَدھسی
جو کُجھ تیکوں نہیں ملیا توں اُونداچنتا ناں کر
جو کُجھ مِل چُکا ہے تیکوں او تیڈا ناں گھٹسی

ن دا نمبر ۲۳۸ ہے۔

۱۲۵

جانم بفدائے آنکہ او اہل بُوَد
سر در قدمش اگر نہم سہل بُوَد
خواہی کہ بدانی بہ یقیں دوزخ بُوَد
دوزخ بجہاں صُحبتِ بااہل بُوَد

۱۲۵

جان فدا ہے اُوں تے جیکوں اہلِ حقیقت سمجھو
اُونّدیں قدمیں سر چا رکھّاں عین سعادت سمجھو
جے توں چاہندیں نال یقین دے دوزخ کوں چا سمجھیں
دوزخ ایں جہان دے وِچ نااہل دی صُحبت سمجھو

ن دا نمبر ۲۳۹ ہے۔

۱۲۶

حضرت ہمہ دانائے فلک مے داند

کو موئی بموئی ورگ رگ مے داند

گیرم کہ بزرق خلق را بفریبی

با او چہ کنی کہ یک بیک مے داند

۱۲۶

آپ علیم ہے سب اسرار تے ہاتے ہُو دا واقف

کیوں جو او ہے ہک ہک رگ تے ہک ہک مُو دا واقف

مَن گھدّا توں خلقت کوں ہیں مکر دے نال ٹھگیندا

اُتھاں کیا کریسیں جو ہے ہک ہک خُو دا واقف

ن دا نمبر ۲۴۹ ۔ س دا نمبر ۱۰۵ ہے ۔ س دے صفحہ ۴۵۲ تے وی درج اے ۔

۱۲۷

ایں چرخِ جفا پیشہ و غائے بُنیاد
ہرگز گرہ بستہ کس را نہ کُشاد
ہر جا کہ یکے دید کہ داغے دارد
داغے دگرش برسرِ آں داغ نہاد

۱۲۷

تقدیر ہوُں بے درد ہے ظالم فند فریب کرنّدی
کہیں غریب دی چیڑھی گنڈھ کوں اصلوں نخیں کھلینّدی
جتھاں ڈیکھے کہیں شودے دے دل تے کوئی داغ ہے
ہکّ بیا داغ اُول پہلے داغ دے سر تے آن رکھینّدی

ن دا نمبر ۲۵۱ ہے۔

۱۲۸

از واقعهٔ ترا خبر خواہم کرد
واں را بدو حرف مختصر خواہم کرد
با عشق تو در خاک فرو خواہم شد
با مہر تو سر ز خاک بر خواہم کرد

۱۲۸

سُنڑ تیکوں ہک پکّی گالھ تے خاص خبر سُنڑ ویساں
مختصر جھیں لفظاں دے وِچ سارا حال ڈَسیساں
مٹی دے وِچ ویساں تیڈا عشق ہِیں دِل وِچ گِھن کے
لُطف عنایت ہوسی تاں سِر خاک توں آن کڈھیساں

ن دانمبر ۲۵۳ ہے۔

۱۲۹

عاقل غم و اندیشۂ لاشئے نہ خورد
جز جام لبالب و پیاپے نہ خورد
غم در دل و بادہ در صُراحی باشد
خاکش بسر آنکہ غم خورد مئے نہ خورد

۱۲۹

عاقل! فکر تے چنتا کہیں لاشئے دا نہیں کریندا
جام لبالب پے در پے دے مُتّوں اوہ نہیں جیندا
غم دے نال بھریجے سینہ مئے دے نال صُراحی
مٹّی اُوندے سر تے جو غم کھاندے مئے نہیں پیندا

ن دا نمبر ۲۵۴ ہے۔

۱۳۰

شب نیست کہ عقل در تحیّر نشوَد
وز گریہ کنارِ من پُر از دُر نہ شوَد
پُر مے نشوَد کاسۂ سر از سودا
آں کاسہ کہ سرنگوں بُوَد پُر نہ شوَد

۱۳۰

رات اجیہی کوئی نہیں آندی عقل حیران نہیں تھیندا
یا ہنجُواں دے موتیاں نال اے دامن نہیں بھریندا
سر دا کاسہ نہیں بھریندا حرص دے نال کداہیں
کاسہ جیڑھا مُونڈھا ہووے پُر کڈانہہ نہیں تھیندا!

ن دا نمبر ۲۵۹ ہے۔

۱۳۱

تا چند اسیرِ رنگ و بُو خواہی شُد
چند از پئے ہر زشت و نکو خواہی شُد
گر چشمۂ زہری و اگر آبِ حیات
آخر بہ دلِ خاک فرو خواہی شُد

۱۳۱

کے تئیں رنگ تے بُو دا قیدی بنڑ کے رہسیں اتھّاں
کے تئیں سونڑھیں کوڑھے دے ایں فرق اِچ ہسیں اتھّاں
بھانویں زہر دا چشمہ ہیں توں بھانویں آب حیات ایں
جو کجھ ہیں توں آخر وِچ ایں خاک دے لہسیں اتھّاں

ن دا نمبر ۲۶۷، تے و دا نمبر ۱۷ ہے۔

۱۳۲

گردوں ز زمیں ہیچ گلے بر نارد
کش نشکند و باز بگل نسپارد
گر ابر چو آب و خاک را بردارد
تا حشر ہمہ خون عزیزاں بارد

۱۳۲

چرخ فلک دا خاک دے وچوں نہیں کوئی پھل جمیندا
جیکوں تروڑ مروڑ کے او وت خاک اچ نہیں رلیندا
جیکر سارے خاک تے پانڑیں کوں چا گھندا ابدل
حشر تئیں اے خون عزیزاں دا اتھاں وسیندا

ن دا نمبر ۳،۲۷ تے او دا نمبر ۸۵ ہے۔ و اِچ ڈوجھے مصرعے اچ "بازیہ گل" دی بجائے "ہم بہ زمیں" ہے۔

۱۳۳

وقتے کہ طلوعِ صبحِ ازرق باشد
باید بکف جامِ مُروّق باشد
گویند کہ حق تلخ بُود در افواہ
باید بہ ہمہ حال کہ مے حق باشد

۱۳۴

وقت سحر دے سجّی دھمّی مست طبیعت ہوسی
صاف شفاف شراب دا جام ایں وقت ضرورت ہوسی
عام افواہ اِچ آدھن لوک جو حق ہے کوڑا ڈاڈھا
مئے جو حق اے ایتھ کیتے ہر حال حقیقت ہوسی

ن دا نمبر ۲۸۱ تے س دا نمبر ۱۱۱ ہے۔ س دے صفحہ ۴۵۳ تے وی درج اے۔

۱۳۴

گویند بہشت و حُور و کوثر باشد
آنجا مئے ناب و شہد و شکر باشد
پُر کن قدحِ بادہ و بر دستم نہ
نقدے ز ہزار نسیہ بہتر باشد

۱۳۴

آدِھن اُتھّاں جنّت مِلسی حُور تے کوثر ہوسی
اُتھ شراب وی خالص ڈیسِن شہد تے شکّر ہوسی
ساقی بھر چا مئے دا پیالہ ہتھ میڈے تے رکھ ڈے
نقد بہ نقد اُدھار کنوں سَو درجے بہتر ہوسی

ن دا نمبر ۲۸۴ ۔ س دا نمبر ۱۱۹ تے و دا نمبر ۸۸ ہے ۔ س دے صفحہ ۴۵۵ تے وی درج ہے ۔

۱۳۵

در راہ چناں رَو کہ سلامت نکنند
با خلق چناں زی کہ قیامت نکنند
در مسجد اگر روی چناں رو کہ ترا
در پیش نخواہند و امامت نہ کنند

۱۳۵

رستہ گھن کے ایٔویں ٹُر جو السّلام نہ آکھن
زندگی ایں گزار جو لوک "اَج کر قیام" نہ آکھن!
جے مسیت اِچ ونجیں تاں وَت ایں طرح تے ونجیں
تیکوں اَگھاں سَڈ کے او وَت پیش امام نہ آکھن

ن دا نمبر ۲۹۸ ہے۔

۱۳۶

در راہ خرد بجز خرد را مپسند
چوں ہست رفیق نیک بد را مپسند
خواہی کہ ہمہ جہاں ترا بپسندد
مے باش بخوشدلی و خود را مپسند

۱۳۶

عقل دی راہ اِچ عقل دے باجھوں ہر شے مندی سَٹ گھت
ساتھی نیک ہے جیکر تیڈا سنگت گندی سَٹ گھت
جے توں چاہندیں ساری دُنیا تیکوں چنگاں آکھے
خوشدلی وِچ وقت گزار تے خودپسندی سَٹ گھت

ن دا نمبر ۲۹۹ ہے۔

۱۳۷

در میکدہ جُز بہ مئے وضُو نتواں کرد
واں نام کہ زِشت شد نکو نتواں کرد
خوش باش کہ اِیں پردۂ مستوریٔ ما
بدریدہ وچناں شد کہ رفُو نتواں کرد

۱۳۷

مئے مُتّوں میخانے دے وِچ وضُووی تھی نہیں سگدا
ہِک واری بدنام تھیا خوش خُودی تھی نہیں سگدا
خوش تھی ساڈے ناں تے ساڈے ننگ نموز دا پردہ
پھٹ چِر تج کے ایجھاں تھی گئے رفُودی تھی نہیں سگدا

ن دا نمبر ۳۱۱، س دا نمبر ۱۲۷ ہے۔ رس دے صفحہ ۴۵۶ تے وی درج اے۔

۱۳۸

آورد بہ اضطرابم اوّل بہ وجُود
جُز حیرتم از حیات چیزے نہ فزُود
رفتیم باکراہ و نہ دانیم چہ بُود
زیں آمدن و بُودن و رفتن مقصُود

۱۳۸

آیا اضطراب کوں گھن کے اے وجُود ہے ہِتّاں
حیرت باجھ حیاتی ہِیا کیا ڈِتّا سُود ہے ہِتّاں
ڈاڈھے اَوکھے تھیندے ہِن وَت وَنجنٔ ویلے اِتّوں
آنوَنٔ ٹکنٔ وَنجنٔ دا وَت کیا مقصُود ہے ہِتّاں

۱۳۹

افسوس نامۂ جوانی طے شُد
واں تازہ بہار شادمانی دے شُد
واں مُرغِ طرب کہ نامِ اوبُود شباب
فریاد کُے آمد وندانم کے شُد

۱۳۹

ہے ہے جوبن رُوپ جوانی ٹک مُکا ٹُرہ جُلّی
باغ بہار دے بدلے باغ اِچ لُو خزاں دی گُھلّی
خوشیاں والا پنچھی جیکُوں لوک جوانی آ اِدھن
کڈاں آیا کڈاں گیا، اسے کہیں تے گالھ نہ کُھلّی!

ن دا نمبر ۳۳۱، س دا نمبر ۱۴۱، تے ا دا نمبر ۶۳ ہے۔ س دے صفحہ ۴۵۸ تے وی درج اے۔

۱۴۰

مئے خور کہ ز دل کثرت و قلّت بہ بُرد
واندیشۂ ہفتاد و دو ملّت بہ بُرد
پرہیز مکن ز کیمیائے کہ ازو
یک جرعہ خوری ہزار علّت ببُرد

۱۴۰

پی شراب جو دُدھ تے گھٹ دا دل توں وہم مٹیسی
پی شراب بہتّر فرقیاں دا اے خوف ہٹیسی
کر پرہیز نہ ایں شئے کوں توں ایجھیں کئی اکسیر اے
اینڈا اِکّو گھٹ ہزاراں دل دے روگ وڃیسی

س دا نمبر ۱۲۳، تے ل دا نمبر ۹۰ ہے۔ س دے صفحہ ۵۵۰ تے وی درج اے۔

۱۴۱

توبہ مکن از مئے اگرت مئے باشد
صد تائب با دغا ات درپے باشد
گل جامہ دراں و بلبلاں نعرہ زناں
در وقتِ چنیں توبہ روا کے باشد

۱۴۱

کر نہ مئے توں توبہ جیکر مئے وی لال غلالے
سَے سَے تائب پھِھوں پوہن کر کر مکر دے چالے
چاک کرے گُل دامن اُپڑاں بلبل نعرے مارے
ایجھیں موسم دے وِچ توبہ کیڑھے قول حلالے

ن دا نمبر ۲۴۲ ہے۔

۱۴۲

گویند بہ حشر گفتگو خواہد بود
وآں یار عزیز تند خو خواہد بود
از خیر محض بجز نکوئی ناید
خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود

۱۴۲

آدھن روز قیامت ڈاڈھی پچھ پرتیت کریسن
یار مٹھل وی تنگی ترشی تلخی نال الیسن
نیکی محض توں باجھ چنگائی بئی کئی گالھ نہ تھیندی
موں نجھاناں تھی اوڑک تیڈا نیک انجام بنڑیسن

ن دا نمبر ۳۱۵ ہے۔ ‌س دے صفحہ ۳۶۸ تے وی درج اے۔ ترجیھے مصرعے اچ
"از نیکی محض" دی بجائے "از خیر محض جز" دے الفاظ اِن۔

۱۴۳

طبعم بہ نماز و روزہ چوں مائل شد
گفتیم کہ مرادِ کُلّیّم حاصل شد
افسوس کہ آں وضو بہ بادے بشکست
وآں روزہ بہ نیم جرعۂ مے باطل شد

۱۴۳

پڑھاں نماز تے رکھّاں روزے دِل تھیا ڈاڈھا مائل
آکھیم اَج مُراد تھئی ہے کُلّی میکوں حاصل
ترُٹ پیا وا دے نال وضُو افسوس ہے صَد افسوس
اَدّھا گھُٹ شراب دا پیتم روزہ تھی گیا باطل

ن دا نمبر ۳۶۵ ہے۔

۱۴۴

آں دم کہ گور زمن آگندہ شود
وا جزائے مُرکّبم پراگندہ شود
اے بادہ سر از گورِ صُراحی بردار
باشد کہ دلِ مُردۂ من زندہ شود

۱۴۴

میڈے نال اے قبر میڈی جیں وقت بھرِیندّی ونجے
ہِک ہِک جُزو مرکّب دی جَیں وقت کھنڈِینڈّی ونجے
وَت صُراحی دی اِیں قبر توں سر جو مٹے چا کڈّھے
شاید مُردہ رُوح میڈی وَت زندہ تھیِنڈّی ونجے

ن دا نمبر ۲۷۶ ہے۔

١٤٥

روز یست خوش و ہوا گرم است نہ سرد
ابر از رُخِ گلزار ہمے شوید گرد
بلبل بزبانِ حالِ خود با گُلِ زرد
فریاد ہمے زند کہ مئے باید خورد

١٤٥

رُت ملہار دی سونڑھاں ڈینہہ اے موسم گرم نہ سرد اے
گُل گلزار دے رُخ توں بدلی دھوندی دُھوڑتے گرد اے
بلبل صُورت حال ڈِکھا کے آکھے پیلے پھُل کوں
آ شراب چا پیٹوُوں اَساں چہرہ پیلا زرد اے

ن دا نمبر ٢٩٠ تے ا دا نمبر ٧٩ ہے۔

۱۴۶

اکنوں کہ دلم زعلم محروم نہ شُد
کم بود ز اسرار کہ مفہوم نہ شُد
داکنوں ہمہ بنگرم از روئے خرد
معلومم شُد کہ ہیچ معلوم نہ شُد

۱۴۶

دِل میڈا ہُݨ کہیں وی عِلم کنوں محرُوم نہیں ہے
کوئی راز ہِنْیں ایجھاں باقی جو مفہُوم نہیں ہے
ہُݨ تاں عقل دے نال ای ڈیدھاں ہر شئے کُوں مَیں اتھاں
ہُݨ میکوں معلوم تھیا جو کجھ معلُوم نہیں ہے

ن دا نمبر ۲۶۶، س دا نمبر ۱۱۰ تے ا دا نمبر ۹۳ ہے۔ س اِچ "معلومم شد" دی بجائے عمرم بگزشت و" درج اے۔

۱۴۷

مارا چہ ازاں کہ نا کسے بد گوید
زاں عیب کہ در ماست یکے صد گوید
ما آئینہ ایم و ہر کہ در ما نگرد
ہر نیک و بدے کہ گوید از خود گوید

۱۴۷

ساکوں کیا نااہل جو کوئی ساکوں بد ہے آدھا
ساڈی ہک برائی کوں وی اویکصد ہے آدھا
اساں ہیں آئینے وانگوں جیڑھا جھاتی پینڈے
اپڑیں آپ دی نیکی بدّی حد بے حد ہے آدھا

م اچ اے۔

۱۴۸

خون از دلِ افگار بروں مے آید
وز دیدۂ خوں بار بروں مے آید
گر خوں بچکد از مژہ نیست عجب
زیرا کہ گُل از خار بروں مے آید

۱۴۸

زخمی دل توں خون دے قطرے ہکّ ہراہ اُبھر دے
ہٹ ہٹ اکھّیں خُون وَہا نوں جیئوِیں جھارے جھر دے
نہیں اچنبھا جیکر خُون ٹپکدے پلپیاں وِچّوں
کیوں جو پھُل ہمیشہ کنڈیاں وِچّوں آن نسر دے

ن دا نمبر ۳۶۹ ہے۔

۱۴۹

یاراں چو بہ اتفاق میعاد کُنید
خود را بجمالِ یک دگر شاد کُنید
ساقی چو مئے مُغانہ در کف گیرد
بے چارہ فُلاں را بدُعا یاد کُنید

۱۴۹

یار و مئے دی بزم کڈا نھہ جے وَت آباد کرا ہے
اپڑیں حُسن جمال دے نال ہک بَے کوں شاد کرا ہے
جیڑھے ویلے ساقی دے ہَتھ جام شراب دا آوے
نال دُعا دے کہیں نمانڑیں کوں وی یاد کرا ہے

ن دا نمبر ۲۸۹ ہے۔

۱۵۰

عُمرت تا کے بخود پرستی گزرد
یا در پے نیستی و ہستی گزرد
مے خور کہ چُنیں عمر کہ غم در پے اوست
آں بہ کہ بخواب یا بمستی گزرد

۱۵۰

کے تئیں ڈینہہ حیاتی دے، وچ خود پرستی گُزرن
فکر کریندیں وچ عدم دے، یا وچ ہستی گُزرن
ایجھیں عمر اچ پی شراب جو غم ہے ایندے پچھُوں
بیا وقت چنگاں کیا ہے، نندر اچ، یا وچ مستی گُزرن

ن دا نمبر ۲۹۱ تے و دا نمبر ۸۱ ہے۔

۱۵۱

دست چوں منے کہ جام و ساغر گیرد
حیف است کہ آں زیادہ کمتر گیرد
تو زاہدِ خشک و منم عاشقِ تر
آتش نہ شنیدہ ام کہ در تر گیرد

۱۵۱

میڈے ہتھ وانگوں اوہتھ جو نت ساغر چا پکڑے
حیف اِس جیکر مے توں کئی شے ہئی کمتر چا پکڑے
توں ہیں زاہد خشک تے میں ہک فاسق تر دامن ہاں
میں نہیں سُنڑیا بھاہ کڈاہیں ہا لُنڑ تر چا پکڑے

ن دا نمبر ۲۳۵ ہے۔

۱۵۲

بگزار کہ غصّہ در حصارت گیرد
و اندوہِ محالِ روزگارت گیرد
مگزار دمے کنارِ آب و لبِ کشت
زاں پیش کہ خاک در کنارت گیرد

۱۵۲

ایں ناں گزرن ڈیہنہ تیڈے جو غم چڑھاوے وکڑے
اوکھی گزر اوقات دا چنتا تیڈے دِل کوں پکڑے
سبزہ زار تے نہر کنارے جو دم گزرے واہ ہے
ایں توں پہلے جو اے مٹی تیکوں وڈھ اِچ جکڑے

ن دا نمبر ۲۱۴ ’س دا نمبر ۱۳۰ ہے۔ س دے صفحہ ۵۶ تے وی درج اے۔ ن اچ لفظ "مجال"
اے۔ بعض نسخیاں اچ "ملال" اے تے تریجھا مصرعہ ایں ملدائے: "مے خور بہ کنار سبزہ و آبِ روان"

۱۵۳

لب بر لبِ کوزہ ہیچ دانی مقصود
یعنی لبِ من نیز چو لب ہائے تو بود
آخر چو وجودِ من نہ ماندہ موجود
بہات چنیں شود بفرمانِ ودود

۱۵۴

کوزے دے ایں لب بہ لب دا کیا مقصود ہے اتھاں
تیڈے لب دے وانگ ای میڈا لب موجود ہے اتھاں
آخر جیڑھے ویلے میڈا اے وجود نہ رہسی
تیڈا لب دی اینویں تھیسی حکم ودود ہے اتھاں

ن دا نمبر ۲۵۸ ہے۔

۱۵۴

خواہی کہ مرا رُتبت اَسرار رسد
مپسند کہ کس راز تو آزار رسد
از مرگ میندیش و غمِ رزق مخور
کیں ہر دو بوقتِ خویش ناچار رسد

۱۵۴

جے توں چہنّدیں تیکوں رُتبہ راز اسرار دا ملّے
تیکوں ڈُکھ آزار دا شکوہ کہیں نہ یار دا ملّے
موت کنوں ناں ڈر دا رہ تے رزق دا غم ناں کھا
اے ناں ہر ہک وقت مقرر اپڑیں وار دا ملّے

ن دا نمبر ۳۰۰ ہے۔

۱۵۵

آنہا کہ محیطِ فضل و آداب شُدند
در کشفِ دقیقہ شمع اصحاب شُدند
رہ زیں شبِ تاریک نہ بُردند برُوں
گفتند فسانۂ و در خواب شُدند

۱۵۵

جو وی ہِن سمندر وانگوں ڈُونگھے فضل آداب اِچ
اُو کھے عُقدے کھولنڑ کیتے شمع ہِن اصحاب اِچ
ایجھیں رات اندھاری دِچّوں رَستہ کڈھ نہ سگدے
ہِک افسانہ آکھ کے لمبی تانڑ کے سُتّن خواب اِچ

ن دا نمبر ۲۶۰، س دا نمبر ۱۰۶، تے الف دا نمبر ۵۴ ہے۔ س دے صفحہ ۵۲ ہم تے وی درج اے۔ و اِچ "آنہا" دی بجائے "آنانکہ" تے در کشف دقیقہ دی بجائے "در جمع کمال" دے لفظاں

۱۵۶

آنہا کہ خلاصۂ جہاں انسان اند
بر اوجِ فلک بُراق ہمّت رانند
در معرفتِ ذاتِ تو مانند فلک
سرگشتہ و سرنگوں و سرگرداںند

۱۵۶

سب توں اُچّے ایں جہان اِچ جو انسان سڈانوِن
اوج فلک تئیں ہمّت دے او گھوڑے آن بھجانوِن
تیڈی ذات دے سمجھنڑ کیتے اینھ فلک دے وانگوں
سرگرداں تے حیراں تھی کے شودے سرناں چانوِن

ن دا نمبر ۳۲۵ ہے۔

۱۵۷

خوش باش کہ عالم گزراں خواہد بُود
بر چرخ قرانِ اختراں خواہد بُود
خشتے کہ ز قالبِ تو خواہند زدن
بُنیادِ سرائے دگراں خواہد بُود

۱۵۷

خوش تھی دُنیا فانی کُوں ہِک جھٹ آباد رکھیسن
چرخ تے تارے رلسن تے ہِک بئے کوں یاد رکھیسن
تیڈے جسم دی مِٹّی نال وَت جیڑھی سِلّھ بنڑ ویسی
بِھنّاں دی سَرا نہہ دے کیتے اے بُنیاد رکھیسن

ن دا نمبر ۳۲۹ تے س دا نمبر ۵۸ ہے۔ لفظاں دا فرق اے۔ ن اِچ اے رباعی ایں طرح ہے۔
خوش باش کہ دہر بیکراں خواہد بود ؛ بر چرخ ز اختراں نشاں خواہد بُود
خشتے کہ ز قالبِ تو خواہد بودن ؛ دیوارِ سرائے دگراں خواہد بُود

۱۵۸

موجود حقیقی بجز انسان نہ بود
بر فہم کسے ایں سخن آساں نہ بود
یک جرعہ ازیں شراب بے غش مے کش
تا خلق خدا پیش تو یکساں نہ بود

۱۵۸

اتھ موجود حقیقی کوئی بجز انسان ناں کینھیں!
ہر کہیں شخص دی عقل اچ نکتہ اے آسان تاں کینھیں
ایں شراب اچ نشّہ کونھیں ہک گھٹ پی چا تاں جو
خلق خدا دی تیڈے اگُوں وت یکسان تاں کینھیں

ن دا نمبر ۲۲۵ ہے۔

۱۵۹

روزے کہ جزائے ہر صفت خواہد بُود
قدرے تو بقدرِ معرفت خواہد بُود
در حُسنِ صفت کوش کہ در روزِ جزا
حشرِ تو بصُورتِ صفت خواہد بُود

۱۵۹

جَیں ڈِینہہ اُتھ جزا عمل دی ہر نیّت دی مِلسی
کنڈے تُل کے قیمت تیکوُں مَعرِفت دی مِلسی
نیک عمل دی کوشش کر جو روزِ جزا دے تیکوُں
اُتھ جزائنرا عمل دی اینّھ صُورت دی مِلسی

ن دا نمبر ۲۷۵ تے س دا نمبر ۱۱۴ ہے۔ س دے صفحہ ۴۵۴ تے وی درج اے۔ ایں رباعی کوں طوسی دی تصنیف وی آکھیا گئے۔

۱۶۰

کس را پسِ پردۂ قضا راہ نشدُ
در سِرّ خدا ہیچ کس آگاہ نشدُ
ہر کس زسِرّے قیاس چیزے گفتند
معلوم نہ گشت و قِصّہ کوتاہ نشدُ

۱۶۰

قدر قضا دے پَردے پچھُّوں کہیں دا راہ نہ تھِیندا
ربّ دے راز اسرار توں کوئی شخص آگاہ نہ تھِیندا
ہر کہیں اَٹّا سَٹّا لا کے کئی ہِک گالھ چا کیتی!
کجھُ معلوم نہ ہوندا قِصّہ اِتھ کوتاہ نہ تھِیندا

ن دا نمبر ۳۴۴ ہے۔

۱۶۱

دیدم بسرِ عمارتے مردے فرد
کو گِل بہ لکد مے زد و خوارش مے کرد
آں گِل بزبانِ حال با او مے گُفت
ساکن کہ چو من لکد بسے خواہی خورد

۱۶۱

ہِک ڈِینہہ کلّھے شخص کُوں ڈِٹھُم ہِک دیوار اُسریندّا
لتّاں مار کے گارے کُوں او پیا ہا خوار کریندّا
گارے آکھیا بَس چا کر جو تیکوں وی مَیں وانگوں
کوئی پیا لتڑیسی اِینویں رَہسی مار مریندّا

س دا نمبر ۳۵۵ ہے۔

۱۶۲

آں کس کہ زمین و چرخ و افلاک نہاد
بس داغ کہ او بر دلِ غمناک نہاد
بسیار لب چو لعل و زلفیں چو مُشک
از طبلِ زمین و حُقّہ خاک نہاد

۱۶۲

جیں کہیں وی ایہہ چرخ افلاک زمین دے رکھّیے
بہوں سارے اوں داغ وی ہِن غمناک دلاں تے رکھیے
لعلاں وانگے لب ہِن کئی تے عنبر بھنیاں زُلفاں
جنھاں کوں اُوں مٹّی دے وِچ مٹّی کر کے رکھّیے

ا دا نمبر ۵۷ ہے۔ جس دے صفحہ نمبر ۳۵۷ تے درج اے۔

۱۶۳

بر چشمِ تو عالم ار چہ مے آرایند
مگرو تو بداں کہ عاقلاں نگرایند
بُرہائے نصیبِ خویش کِت بُربایند
بسیار چو تو شوند و بسیار آیند

۱۶۳

سامھڑیں تیڈے ایں عالم کوں بھانویں پے سنْورنیدے
ناں کرتوں قبوُل جو عاقل نھیں قبوُل کرنیدے
جو کُجھ حصّہ مِلدئی گھن چا نہیں تاں ٹور چھڑیسن
بہُوں کئی تیڈے وانگوں آئے بہُوں ہن کئی ٹُرونیدے

س دے صفحہ ۳۵۷ تے درج اے تے ایندا نمبر ۶۹ ہے۔

۱۶۴

مے نوش کہ تا غم از نہادت بِبُرد
شغلِ دو جہاں جملہ زیادت بِبُرد
رو آتشِ تر گُزیں کُن و آبِ رواں
زاں پیش کہ خاک شوی و یادت بِبُرد

۱۶۴

پی شراب طبیعت وِچّوں غم کوں چا وَنجاوے
شغل اے ڈُو جہاناں دا سب ڈُکھ تے دَرد مٹاوے
وَنج ہُن گول چا وَہندی نَیں تے سَنّیں بھاہ دا پیالہ
پِچھّے وَت ہوا ایئ تیڈی مٹی آن اُڈاوے

س دے صفحہ ۳۵۷ تے درج اے۔

۱٦۵

درمُلکِ تو از اطاعتِ من، ہیچ فزُود
وز معصیّتے کہ رفت نقصانے نہ بُود
بگزار و مگیر زانکہ معلوم شُد
گیرندہٗ دیری و گزارندہٗ زُود

۱٦۵

میڈی طاعت نال ہے مُلک اِچ کیا کُجھ وَدّھنڑ والا
جے کریں گُنہ کراں تاں کیا ہے گھٹّنڑ والا
تاں پکڑتے بخش ڈے میکوں کیوں جو اے معلوم اے
دیر دے نال ہیں پکڑن والا جلدی بخشنڑ والا

س دے صفحہ ۳٦۸ تے درج اے۔

۱۶۶

ہرگز نہ جہانِ کہنہ نو خواہد شُد
نہ کارِ کسے بہ کامِ او خواہد شُد
اے ساقی اگر بادہ دہی ورنہ دہی
میداں کہ سرِ جملہ فرو خواہد شُد

۱۶۶

کڈاہیں نہ اے پُرانڑیں ڈُنیا نوّیں تھی کے رہسی
ناں وَت کہیں دا کم پیا تھیسی اُونویں جینویں ہن ہسی
ساقی ڈے نہ ڈے شراب البتہ اے تُوں سُنڑ گھن
سَب دا سِر اتھ جھکا تھی کے ایتھ زمین اچ لَہسی

س دا نمبر ۱۳۸ ہے ۔

۱۶۷

بوئے خوش گل بہ زخم خارے ارزد

گر بادہ خوری بخمارے ارزد

یارے کہ از و ہزار جان تازہ شود

انصاف بدہ کہ بہ انتظارے ارزد

۱۶۷

گل دی سونڑھیں خوشبو گیتے خار مہانگا کینھیں

مئے جھیں شئے دے عوض ہِردا بار مہانگا کینھیں

ایجھیں یار دی خاطر جو ہِند جان کوں فرحت بخشے

کر انصاف اے تیڈا انتظار مہانگا کینھیں

س دا نمبر ۱۰۰ اہے۔

۱۶۸

زآوردنِ من نہ بُود گردوں راسُود
وز بُردنِ من جاہ و جلالش نہ فزوُد
از ہیچ کسے نیز دو گوشم نہ شنوُد
کآوردن و بُردنِ من از بہر چہ بوُد

۱۶۸

پیر فلک دے کیتے میڈا اِتھ آنْوَنْڑ بے سُودے
جاہ جلال اِچ وادھا اِتھوں ںیْوَنْڑ اِچ مفقُودے
کہیں وی شخص نے میکوں اَج تئیں اے کئی گالھ نہ ڈسّی
میڈے آنَنْڑ وَ لدا نیْوَنْڑ دا وَت کیا مقصُودے

س دا نمبر ۹۹ تے ۱ دا نمبر ۶۰ ہے۔

۱۶۹

آں را کہ بہ صحرائے علل تاختہ اند
بے او ہمہ کارہا بپرداختہ اند
امروز بہانۂ درانداختہ اند
فردا ہمہ آں بود کہ ساختہ اند

۱۶۹

جیکوں وقت اسباب دے تیدے تھل اچ آن سٹرائے نیں
سارے کم جہان دے اینّدے متّوں پئے بنّڑائے نیں
اجّ تاں ساکوں ہک بہانے دے وچ پاڈتو نے
کلّھ کوں سب کجھ اوّہو تھیسی جو کجھ آپ گنّڑائے نیں

---

۱ دانمبر ۵۵ ہے۔

۱۷۰

آنہا کہ کہن شدند وایں ہا کہ نوند
ہر کس بمرادِ خویش یک یک بدوند
ایں کہنہ جہاں بہ کس نماند باقی
رفتند و رویم و دیگر آیند وروند

۱۷۰

جیڑھے اِتھ پُرانڑیں ہتی گئے نئوّیں جو لے آسن
اُپڑیں اُپڑیں خواہش پچھوّں بھج بھج کے پے آہن
اے پُرانڑیں دُنیا کہیں دے نال نہ باقی رہسی
کئی ٹُر گئے کئی وینڈے پے ہن سے ویسن سے آہن

ڈرامنبر ۵۶ ہے۔

۱۷۱

آرند یکے و دیگرے بُربایند
بر ہیچ کس رازِ ہستی نہ کُشایند
مارا از قضا جُز ایں قدر ننمایند
پیمانہ عمر ماست مے پیمایند

۱۷۱

ہِک کوُں اِتھاں گھِن پَے آندِن بَے کوں گھِن پَے وَیندِن
ناں وَت کہیں دے اُتّے ہستی دا اے راز کُھلیندِن
ساکوُں شکل قضا دی اِتھوں زیادہ نئیں ڈِکھلیندے
سادِی عُمر ہے پیمانہ بَس ایتھ کوُں چا بھریندِن

ودا نمبر ۵۸ ہے۔

۱۷۲

اجرام کہ ساکنانِ ایں ایوان اند
اسبابِ تردّدِ خردمنداں اند
ہاں تا سرِ رشتۂ خرد گم نہ کُنی
کآنکہ مُدبِّر اند سرگرداں اند

۱۷۲

کائنات دے اندر جتنے تارے چن اسمان اِن
عقلمنداں دے فکرتے چنتے دے ایہ سب سامان اِن
ڈیکھ خرد دا دھاگا متاں تیکنوں گُم تھی ونجے
کیوں جو اِتھ مُدبّر سارے حیراں تے گرداں اِن

ڈدا نمبر ۵۹ ہے۔

۱۷۳

از رنج کشیدن آدمی حُرّ گردد
قطرہ چو کشد حبسِ صدف دُر گردد
گر مال نماند سر بماند و بجائے
پیمانہ چو شُد تہی دِگر پُر گردد

۱۷۳

محنت چا کرے جو بندہ اِتھاں حُر تھی وَینْدے
قطرہ بھوگے قید صدف دی اووی دُر تھی وَینّدے
مال بِھئیں رہندا تاں رہوے اے سِر تاں رہندے جہ تے
ہِک پیالا خالی تِھینّدے ڈُوجھا پُر تھی وَینّدے

دوا نمبر ۱۶۱ ہے۔

۱۷۶

افسوس کہ سرمایہ زکف بیروں شُد
وز دستِ اجل بسے دِلہا خُوں شُد
کس نایداز اں جہاں کہ پُرسم از وے
کا حوالِ مسافرانِ دُنیا چُوں شُد

۱۷۶

ہائے اے سرمایہ وینّدے ہتھّوں ساڈے یارو
کِتنے ہاں جگر ہِن ہیرے موت دے سانگے یارو
اُوں جہان توں واپس کوئیکیں آنّدا جِیں پُچھّاں
کیڑھے حال اِچ ہِن مسافراِیں دُنیا دے یارو

ادا نمبر ۶۲ ہے۔

۱۷۵

اے بس کہ نہ باشیم و جہاں خواہد بُود
نے نام زما و نے نشاں خواہد بُود
زیں پیش نہ بُودیم و نبُد ہیچ خلل
زیں پس چو نہ باشیم ہماں خواہد بُود

۱۷۵

اَساں اِتھاں کوُنیاں ہوسُوں دُنیا اینویں ہوسی
ساڈا ناں نشان وی آخر اتھاں کینویں ہوسی
پہلے جدّاں کوُنیاں ہاسے کوئی خلل وی کوُنہیا
پچھے جدّاں کوُنیاں ہوسُوں ہوسی جینویں ہوسی

اودا نمبر ۴۲ ہے۔

۱۷۶

برچرخِ فلک ہیچ کسے چیر نہ شُد
وز خوردنِ آدمی زمیں سیر نہ شُد
مغرُور بدانی کہ نخورد است تُرا
تعجیل مکن ہم بخورد دیر نہ شُد

۱۷۶

چرخ فلک دے اگُوں کوئی شخص دلیر نہ تھیسی
کتنے آدم کھا کے مٹّی وَت وی سیر نہ تھیسی
توں مغرُور اے سمجھی بیٹھیں تیکوں نسّی کھادا
جلدی ناں کر تیکوں دی کھاوسی دیر نہ تھیسی

و دا نمبر ۶۸ ہے۔

۱۷۷

بر من قلمِ قضا چو بے من رانند
پس نیک و بدش ز من چرا میدانند
دی بے من و امروز چو دی بے من و تو
فردا بہ چہ حُجّتَم بہ داور خوانند

۱۷۷

میڈے پُچھّے مُتّوں میڈی چا تقدیر لکھیسن!
وَت کیوں نیکی بدّی ساری میڈے مَتھّے لیسن!
کلّھ جو گُزری ہِیں تَیں مُتّوں اَج وی کلّھ دے وانگ اے
کلّھ کوں کیڑھی گا لھوں میکوں رَب دے پیش کریسن

---

۱ دا نمبر ۷۰ ہے۔

۱۷۸

تا زُہرہ و ماہ در آسماں گشت پدید
بہتر زِ مئے ناب کسے ہیچ نہ دید
من در عجبم زِ مئے فروشاں کا یشاں
بہ زانکہ فروشند چہ خواہند خرید

۱۷۸

جے تیئں چن تے زُہرہ ایں اسمان تے چکّر لیسی
مئے توں وَدھ کے چنگیں شئے اِتھ کوئی نہ آن ڈِھیسی
مئے فروش دی گاھی بھولی عقل تے میں حیران آں
مئے جہئیں سونڑھیں شئے کوں وِیچ کے کیڑھا وَنڑج کریسی

ور دانمبر ۲۷ ہے۔

١٧٩

در دہر چو آوازِ گُل تازہ دہند

فرمائے بُتا کہ مئے باندازہ دہند

از حُور و قصُور و بہشت و دوزخ

فارغ بہ نشیں کہ آں ہمہ آوازہ دہند

١٧٩

جیڑھیں جگ دے وِچ صداائے گُل پھُل تازے ڈیون

آکھ چا ساقی مئے دی ساکوں نال اندازے ڈیون

حُور قصُور تے جنّت دوزخ دے ایں خام خیالوں

فارغ تھی کے بہہ تھی تاں جو سب آوازے ڈیون

ودانمبر ۷۶ ہے۔

۱۸۰

درد ہر آنکہ نیم نانے دارد
از بہر نشست آشیانے دارد
نہ خادم کس بُود نہ مخدوم کسے
گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

۱۸۰

جیڑھا شخص وی ایں جہان اِچ اَدّھا نان رکھیندے
سِر لُکاوَنڑ کیتے دی اوہ ہِک مکان رکھیندے
ناں او کہیں دا خادِم ہے تے ناں مخدوم کہیں دا
خوشیاں نال پیا وَسّے شالا خوش گزران رکھیندے

ا دا نمبر ۷۷ ہے۔

۱۸۱

کس مُشکل اسرارِ اجل رانہ کُشاد
کس یک قدم از نہاد بیروں نہ نہاد
من مے نگرم ز مبتدی تا اُستاد
عجز است بدست ہر کہ از مادر زاد

۱۸۱

رازاجل دا مشکل ڈاڈھا کہیں نہ کھول ڈِکھایا
کہیں دا ہتھ بنیاد دے باہروں ہِک قدم نہ آیا
مُبتدی توں گھن کے ہیں اُستاد تے تائیں ڈِٹھے٭
عاجز تے بے وَس ہے شودا ہر ہِک مادا جایا

و وا نمبر ۸۲ ہے۔

۱۸۲

کم کن طمع از جہان و بزی خورسند

وز نیک و بدِ زمانہ بگسل پیوند

مئے در کف و زُلف دلبرے گیر کہ زُود

ہم بگزرد و نماند ایں روزے چند

۱۸۲

گھٹ کر لالچ دُنیا دا تے خوش خوش جی گھن اتّھاں

تَٹ گھت جگ دے چنگیں مندے جو رشتے ہن اِتھاں

یار دی زُلف تے مئے دا پیالا ہتھ وچ کر جو جلدی

لنگھ ویسن اے ڈیہاڑے وی تھوڑے جھیں نہ رہسن اتّھاں

ا دا نمبر ۸۲ ہے۔

۱۸۳

گرچہ غم و رنجِ من درازی دارد
عیش و طربِ تو سرفرازی دارد
بر ہر دو مکن تکیہ کہ دورانِ فلک
در پردہ ہزار گُونہ بازی دارد

۱۸۳

میڈے رنج الم دا قِصّہ بھانویں ڈھیر درازے
تیڈا عیش تے عشرت سوہݨاں وَت وی سرافرازے
ناں کر تکیہ ڈُوہاں اُتّے کیوں جو پیرِ فلک دا
درپردہ اے بازی گر سَو رنگ دا بیٹّترِ بازے

و دا نمبر ۸۴ ہے۔

۱۸۴

گر یک نفَسَت ز زندگانی گزرد
مگزار کہ جز بشادمانی گزرد
ہُشدار کہ سرمایۂ سودائے جہاں
عمراست چناں کش گزراں گزرد

۱۸۴

زندگی تیڈی ہِک نفَس اے کیتوِیں لنگھ وِہاسی
خوشیاں نال گزار چا اِیکُوں جیتوِیں لنگھ وِہاسی
اِیں جہان دے سَودے دا سرمایہ تیڈی عُمر ہے
جیتوِیں توں گزُریسیں اِیکون ایتوِیں لنگھ وِہاسی

---

۱۶ دسمبر ۸۶ ہے۔

۱۸۵

گویند ہر آں کساں کہ با پرہیز اند
زاں ساں کہ بمیرند چناں برخیزند
ما با مئے و معشوقہ ازانیم مُدام
باشد کہ بحشر ماں چُناں انگیزند

۱۸۵

با پرہیز تے عابد زاہد اِیہّا گالھ ڈُساوِن!
جیڑھے حال اِچ مردے وِنجن اُونّویں اُٹھدے آہِن
ساکُوں مئے تے دلبر نال وی اِیں گالھوں ہے رَغبت
شاید روزِ قیامت ساکُوں اِنھاں نال اُٹھاوِن

ڈ دا نمبر ۸۹ ہے۔

۱۸۶

ہر راز کہ اندر دلِ دانا باشد
باید کہ نہفتہ تر ز عُنقا باشد
کاندر صدف از نہفتگی گردد دُر
آں قطرہ کہ رازِ دلِ دریا باشد

۱۸۶

ہر او راز جو سیانڑیں بندے اُپڑیں دل وِچ پیندِن
اُوکوں عُنقا توں وی ڈَدھکے او لُکا رکھیندِن
سِپّی دے وِچ لُک چھُپ ہَندِن تاں وَنج موتی بڑدِن
او قطرے دریاواں دے جو دِل دا راز ڈَسیندِن

دوا نمبر ۹۱ ہے۔

۱۸۷

ہم دانۂ اُمّید بخرمن ماند
ہم باغ وسرائے بے تو دمن ماند
سیم وزر خویش از دِرَمے تا بجوَئے
با دوست بخور گرنہ بہ دُشمن ماند

۱۸۷

تیڈی آس اُمّید دا دانڑاں اینّویں بار اِچ رہسی
تیں بَن مُتّوں اے جہان تے باغ بہار اِچ رہسی
جتنا سونا چاندی ہتّوی دِرَم کنوں ہِک جَو تیئیں
یاراں نال ای کھا گھن نہیں تاں دُشمن تاڑ اِچ رہسی

اوّدا نمبر ۹۴ ہے۔

۱۸۸

یارانِ موافق ہمہ از دست شدند
در پائے اَجل یکاں یکاں پست شدند
خوردیم زیک شراب در مجلسِ عُمر
دَورے دوسہ پیشتر زما مَست شدند

۱۸۸

مونس تے غمخوار اساڈے سارے ہتھوں ٹُر گین
موت دے پیراں وِچ تَتریج مرتیج کے ہَتھوں ٹُر گین
عُمر دی بزم اِچ اَساں اِکّا ہِک شراب ہے پیتی
ڈُو تَرے ٹولیاں پہلے وی مستی دے ہَتھوں ٹُر گین

ڈوڈا نمبر ۹۵ ہے۔

۱۸۹

یک قطرۂ آب بود با دریا شُد
یک ذرّۂ خاک با زمیں یکتا شُد
آمد شُدنِ تو اندریں عالم چیست
آمد مگسے پدید و ناپیدا شُد

۱۸۹

ہِکّو قطرہ پانڑیں دا جو وِچ دریا دے مُکدا
ہِکّو ذرّہ خاک دا جیڑھا وِچ مِٹّی دے سُکدا
ایں جہان تے تیڈا آنوَنڑ وَلدا ونجنڑ کیا ہے
جِنّویں جو پروانہ کوئی ظاہر تھی کے لُکدا

ودا نمبر ۹۶ ہے۔

۱۹۰

قدرِ گُل و مُل بادہ پرستاں دانند
نے تنگدلان و تنگ دستاں دانند
از بے خبری بے خبرِ مئے معذورند
ذوقیست دریں بادہ کہ مستاں دانند

۱۹۰

گُل، گُلرنگ شراب دی قیمت مئے پرست سمجھدِن
مئے دی شان نہ تنگ دِل جانڑن ناں تنگدست سمجھدِن
مئے توں جو ناواقف ہے، بے خبری توں معذور ہے
ایجھاں ذوق ہے ایں شراب اِچ جیکوں مَست سمجھدِن

ن دا نمبر ۲۳۰ تے س دا نمبر ۹۸ ہے۔ س دے صفحہ ۱۵۴ تے وی درج اے۔ ن دا تریجھا مصرعہ ایں اے :- اے بے خبری بے خرداں معذورند

۱۹۱

اِیں قافلۂ عمر عجب مے گزرد
دریاب دمے کہ با طرب مے گزرد
ساقی غمِ فردائے حریفاں چہ خوری
دردہ قدح بادہ کہ شب مے گزرد

۱۹۱

قافلہ عمر دا چال عجب تے پیا گزردا اِتھّاں
نال خوشی دے دَم جو گزرے گول ہِلی او جِتھّاں
کلّھ کوں یاراں نال جو بنّڑسی ناں کراُونّدا چِنتا
ساقی گھِن آمئے دا پیالہ رات گزرسی کِتھّاں

ن دا نمبر ۲۴۴، س دا نمبر ۱۰۳، تے و دا نمبر ۶۶ ہے۔ س دے صفحہ ۳۵۰ تے وی درج اے۔ چوتھا مصرعہ ن اِچ "پیش آر پیالہ" س اِچ "دردہ قدحِ بادہ" تے و اِچ "پیش آر پیالہ را" ہے۔

۱۹۲

گر بادہ خوری تو با خردمنداں خور
یا با صنمے لالہ رُخے خنداں خور
بسیار مخور فاش مساز وِرد مکن
کم کم خور و گہ گہ خور و پنہاں خور

۱۹۲

جیکر پیؤیں دانشور کوں رل ملا کے پی گھن!
لالہ رُخ دے کوٹھوں بہہ کے کھل کھلا کے پی گھن
ہیلک ناں بنڑ رَج کے ناں تے کھُلّم کھُلّا ناں پی
تھوڑی جھئیں کڈاہیں کڈاہیں تے لُک لُکا کے پی گھن

ن دا نمبر ۱۵۱۴ س دا نمبر ۱۵۲ اتے و دا نمبر ۱۰۹ اہے۔ س دے صفحہ ۴۶۰ تے دی درج اے
س اِچ "سادہ" دی بجائے "لالہ" ہے۔ ن اچ ڈوجھا تے تریجھا مصرعہ ایں ہے: "بسیار مخور ورد
مکن فاش مساز" "اندک خور و گہ گاہ خور و پنہاں خور"۔ و دا تریجھا مصرعہ ن دے مطابق ہے۔

۱۹۳

دی کوُزہ گرے بدیدم اندر بازار

بر تازہ گلے لگد ہمے زد بسیار

واں گِل بزبانِ حال با او میگفت

من ہمچو تو بوُدہ ام مرا نیکو دار

۱۹۳

کلّھ ڈِٹھم ہِک کوُزے گرکوں لوٹے پیا گھڑیندا

گارے وِچ او لتّاں مار کے مِٹّی پیا کُٹڑیندا

مِٹّی اوُکوُں صوُرت حال ڈِکھا کے آکھنڑ لگّی

مَیں وی تیڈے وانگوں ہائِم کیوں ہیں ڈُکھ پیا ڈِیندا

س دے صفحہ ۳۵۵ تے درج اے۔ اوداِ نمبر ۱۰۷ ہے، تے ڈُوجھے مصرعے اِچ "تازہ" دی بجائے "پارہ" دا لفظ ہے۔

۱۹۴

یا سادہ رُخاں بادۂ ناب اُولیٰ تر
واندر مستی دیدۂ پُر آب اُولیٰ تر
چوں عالم دوں بہ کس وفامے نہ کند
از بادہ صد مست و خراب اُولیٰ تر

۱۹۴

سادہ رُخ کوں کول بِلھا مئے خالص پیونڑ چنگاں
مستی دے وِچ اکھّیں دا پُر آب ہے تھیونڑ چنگاں
دُنیا رجّ کمینی کہیں دے نال وفا نہ کیتی!
وَت شراب اِچ غرق رہنڑ تے مست ای جیونڑ چنگاں

ل اِچ ہے۔

۱۹۵

اے دوست غمِ جہانِ بے ہُودہ مخور
بیہُودہ غمانِ دہرِ فرسُودہ مخور
چوں بود دگزشت ونیست نابود پدید
خوش باش وغم بودہ ونابُودہ مخور

۱۹۵

یارا جگ بے ہُودا ہے ناں ایندا چنتا لاتوُں
جُھٹی کُھٹی دُنیا دا بے ہُودہ غم نہ کھاتوُں
ہاوی تاں او لنگھ وِہانڑیں ناوی ظاہر کیتھئیں
ہاوی یا نہ ہاوی خوش رہ، غم نہ ایندا لاتوُں

س دا نمبر ۱۵۲، تے ڈ دا نمبر ۱۰۲، ہے۔

۱۹۶

آں مئے کہ حیاتِ جاودانی است بخور
سرمایۂ لذّتِ جوانی است بخور
سوزندہ چو آتش است لیکن غم را
سازندہ چو آبِ زندگانی است بخور

۱۹۶

حشر تئیں جو زندہ رہسی اے او مئے ہے پی چا
اِتھ شباب دی لذّت دا سرمایہ سَے ہے پی چا
بھاہ دے وانگ ہے ساڑن والی لیکن میڈے غم کوں
آبِ حیات دے وانگ بُجھاوَن والی شے ہے پی چا

س دا نمبر ۱۴۴، تے ق دا نمبر ۱۰۸ اہے۔

۱۹۷

وقتِ سحر است خیز اے طرفہ پسر
پُر بادۂ لعل کُن بلوریں ساغر
کیں یکدمۂ عاریت دریں کُنجِ فنا
بسیار بجوئی و نہ یابی دیگر

۱۹۷

اُٹھّی وقت سحر دا آیا مست سراسر ساقی
مئے دے نال ہُنٹّر پُر چا کر بلّور دا ساغر ساقی
فانی جھوک دے اندر تیڈا اِک دم وی ہے فانی
بہُوں گلیسیں وت نہ آسی وسّ دے اندر ساقی

س دا نمبر ۱۴۵ ار تے ل دا نمبر ۱۱ ہے۔

۱۹۸

آں لعل در آبگینۂ سادہ بیار
واں محرم و مونس ہر آزادہ بیار
چوں میدانی کہ مُدّتِ عالم خاک
باداست کہ زود بگزرد بادہ بیار

۱۹۸

صاف شفاف صُراحی دے وِچ لعل یگانہ گھن آ
میڈے مونس تے غمخوار کوں آزادانہ گھن آ
خاک دا عالم کے تئیں رہسی تیکوں آپکوں عِلم اے
وادے وانگوں، اُڈ پُڈ ویسی مئے مستانہ گھن آ

ودا نمبر ۹۹ ہے۔

۱۹۹

از بُودنی اے دوست چہ داری تیمار
وز فکرتِ بیہودہ دل وجاں افگار
خرّم بزی و جہاں بشادی گزراں
تدبیر نہ با تو کردہ اند اوّل کار

۱۹۹

جو کجھ بنڑسی سِرتے یارا اُونّدی کیا تفسیرے
ایں بے ہُودہ چِنتے توں دل زخمی جاں دلگیرے
خوش تے خرّم وقت گزار کے ایں جہان اچ جی گھن
اوّل کارتاں کہیں نہا پُچھّیا تیڈی کیا تدبیرے

اد انمبر ۱۰۰ ہے۔

۲۰۰

افلاک کہ جز غم نفزایند دگر
نہ نہند بجا تا نہ رُبایند دگر
نا آمدگان اگر بدانند کہ ما
از دہر چہ مے کشیم نہ آیند دگر

۲۰۰

اے افلاک علاوہ غم دے بیا تاں کجھ وَدھاوَن
ہَئی شَے اِتھاں کہئی ناں رَکھن جے تیئیں ہک ناں چاوَن
جیڑھے اَجاں نہیں آئے جے جانڑ وِنجن جو اَساں
کیا ہیں جگ توں گِھدی وینْدے اصلوں اِتھ نہ آوَن

ودانمبر ۱۰۱ ہے۔

۲۰۱

ایں اہلِ قبور خاک گشتند و غبار
ہر ذرّہ ز ہر ذرّہ گرفتند کنار
آہ ایں شراب است کہ تا روزِ شمار
بے خود شدہ و بے خبر اند از ہمہ کار

۲۰۱

قبراں والے خاک اِچ رِل کے گرد غبار رہن تھی گئے
ذرّے ذرّے آپس دے وِچ رَل مِل یار رہن تھی گئے
آہ! اے کیا شراب ہے جَیندے نال قیامت تائیں
بیخود بنڑ کے ہر کم کار توں سَب لاچار رہن تھی گئے

---

۱ دا نمبر ۱۰۳ ہے۔

۲۰۴

خشتِ سرِ خُم زمُملکتِ جم خوشتر
بُوئے قدح از غذائے مریم خوشتر
آہِ سحَرے زسینۂ خُمّارے
از نالۂ بُوسعید و اَدھم خوشتر

۲۰۴

خُم دے سِر دی سِلّھ ہے جم دی سَب دُنیا توں چنگیں
جامِ مئے دی خوشبُو ہے مریم دی غذا توں چنگیں
دَھمّیں ویلے آہ جو نکلے مَست دے سِینے وِچّوں
ابُوسعید تے بِن اَدھم دی ہُوتے ہا توں چنگیں!

ا دا نمبر ۱۰۵ ہے۔

۲۰۳

بازے بُودم پریدم از عالمِ راز
بُوتا کہ پَرَم دمے نشیبے بہ فراز
ایں جا کہ نیافتم کسے محرمِ راز
زاں در کہ در آمدم بروں رفتم باز

۲۰۳

راز نیاز دا عالم چھوڑ کے ایں سا نگے اُڈ آیم
پستی چھوڑ بلندی پہنچاں متاں بخت بھڑایم
ایں جہ وی افسوس نہ ملیا کوئی راز دا محرم
جیڑھے دَرتوں اُڈیا ہم اوں دَرتوں وَلدا آیم

ں دا نمبر ۲۸ ۲ ہے۔

۲۰۴

ما لعبتگانیم و فلک لعبت باز
از روئے حقیقی نہ از روئے مجاز
بازیچہ ہمے کنیم بر نطع وجود
رفتیم بہ صندوق عدم یک یک باز

۲۰۴

اساں ہیں کٹھ پتلی وانگوں فلک ہے رانداز جائی
اے ہے گالھ حقیقی اتے نہیں مجاز دی کائی
ہستی دے ایں پڑی میلے جھٹ ہک کھیڈ ڈکھا کے
وچ صندوق عدم دے واپس ہک ہک کرلدی آئی

ل دا نمبر ۲۴۴ تے س دا نمبر ۱۴۱ اہے۔ س دے صفحہ ۴۶۷ تے وی درج اے۔ س اچ پہلا مصرعہ ڈوجھا اے تے ڈوجھا مصرعہ پہلا ہے۔

۲۰۵

ما عاشق و آشفتہ و مستیم امروز
در کوئے بتاں بادہ پرستیم امروز
از ہستیِ خویشتن بہ کُلّی رُستہ
پیوستہ بمحراب اَلَستیم امروز

۲۰۵

اَجّ آشفتہ حال ہیں اسّاں عاشق مست ہیں اساں
اَجّ اصنام دے کُوچے دے وِچ مئے پرست ہیں اسّاں
اپڑیں تن تے مَن دا رشتہ اصلوں چھوڑ بیٹھو سے
اَجّ محراب اَلست اِچ آ کے مَست الست ہیں اسّاں

ن دا نمبر ۲۹۷ ہے ۔

٢٠٦

گر گوہر طاعتت نہ سُفتم ہرگز
ور گرد رہت زرُخ نہ رُفتم ہرگز
نومید نیم زبارگاہِ کرمت
زیراکہ یکے را دو نہ گفتم ہرگز

٢٠٦

جیکر تیڈی طاعت دے گوہر نہ پوتیم اصلوں!
اُپڑیں مُنہ توں راہ تیڈے دی دُھوڑ نہ پُونجھیم اصلوں
وَت وی تیڈے لطف کرم توں نااُمّید مَیں کینہاں
کیوں جو جیڑھا ہِک اے اُو کوں ڈُو نہ اَکھیم اصلوں

س دا نمبر ۱۵۷ اتے ن دا نمبر ۲۲۴ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶۸ تے صفحہ ۴۶۷ تے وی درج اے
س اِچ "رہت" دی جہ تے "گنہ" اے۔ ن دا چوتھا مصرع ایں اے "زیراکہ بہیچ کس نہ گفتم ہرگز"
س اِچ "زیراکہ" دی جہ تے "دانی" دا لفظ اے۔

۲۰۷

مے پُرسیدی کہ چیست ایں نقش مجاز
گر بر گویم حقیقتش ہست دراز
نقشے است پدید آمدہ از دریائے
وانگہ شُدہ بقعر آں دریا باز

۲۰۷

وَل وَل پُچھدیں میں کنوُں جو کیا ہے نقش مجازی
جے حقیقت کھول کے ڈَسّاں اے ہے سخن درازی
ڈُونگھی نَیں دی سیڑھ دِچوں ہک مُورت پَئی اُبھردی
اُونھ دریا وِچ ٻُڈ ویندی ہے وَلدی تازی تازی

ن دا نمبر ۴۴۷ تے س دا نمبر ۱۶۲ ہے۔ س دے ۶۲۴ صفحے تے وی درج اے۔

۲۰۸

با مردمِ پاک اصیل و عاقل آمیز
وز نا اہلاں ہزار فرسنگ گریز
گر زہر دہد ترا خردمند بنوش
ور نوش رسد ز دستِ نا اہل بریز

۲۰۸

پاک اصیل تے عاقل لوکاں نال توں سنگت رکھّیں
بدبخیل بے عقلاں کولوں لکھ کوہاں دے بھجّیں
جیکر سیانڑاں زہر دا پیالا بھر کے ڈیوی، پی گھن
شہد ملے نا اہل دے ہتھّوں، چا زمین تے سٹّیں

ن دا نمبر ۴۳۹ ہے۔

۲۰۹

با تو بخرابات اگر گویم راز
بہ زانکہ بمحراب کنم بے تو نماز
اے اوّل و آخرِ ہمہ خلقاں توئی
خواہی تو مرا بسوز و خواہی بنواز

۲۰۹

بُت خانے وِچ توں ہوویں تاں ڈَساں راز اُتھاہیں
مسجد وِچ جے ناں ہوویں ناں پڑھاں نماز کدا ہیں
اوّل توُں ہیں آخر توُں ہیں، خالق خلق داتوُں ہیں!
بھاویں بخشیں نال کرم دے بھاویں ساڑیں بھاہیں

س دے صفحہ ۳۶۸ تے درج اے۔

۲۱۰

از جملہ رفتگانِ ایں راہِ دراز
باز آمدہ کیست تا بما گوید راز
پس بر سرِ ایں دوراہۂ آز و نیاز
تا ہیچ نمانا کہ نمے آید باز

۲۱۰

جتنیاں لوکاں گھدّے اِتھّوں لمبا راہ اجل دا
واپس کوئی نہیں آیا اَجّ تئیں آ کے راز اُجل دا
بس ہُنڑ حرص ہوا دا اے ڈُو راہہ ختم کریسوں
تاں جو باقی کوئی نہ رہوے وت نہ آوے ولدا

س دا نمبر ۱۱۱ ہے۔

٢١١

اے دل چو حقیقتِ جہان است مجاز
چندیں چہ بری خواری ازیں رنجِ دراز
تن را بہ قضا سپار و با درد بساز
کیں رفتہ قلم ز بہرِ تو ناید باز

٢١١

دِل دے نال حقیقت سُنڑ گھن دُنیا رنگ مجازی
درد اوّے راہ گُلّے کے تیئں سر دی بازی
غم دے نال چا یاری گنڈھ تے تن تقدیر کوں ڈے چا
متھے لکھی کوں نہ پلٹے کوئی حیلہ سازی

ن دا نمبر ٢٩ ہے۔

۲۱۲

اے پیرِ خردمند پگہ تر برخیز
واں کودک خاک بیز را بنگر تیز
پندش دہ و گو کہ نرمک مے بیز
مغز کیقباد و دو چشمِ پرویز

۲۱۲

ڈیہہ اُبھرنّڑ توں پہلے اُٹھی آ او بُڈھڑا سیانّڑاں
مٹّی کوں ہے پیا چھنّڑیندا ڈیکھ او بال ایانّڑاں
ڈے نصیحت ایکوں تاں جو نرمی نال اے چھانّڑے
ڈوں اکھّیں پرویز دیاں ہِن کیقباد دا جانّڑاں

ڈ دا نمبر ۱۱۲ ہے۔

۲۱۳

اے واقفِ اسرارِ ضمیرِ ہمہ کس
در حالتِ عجز دستگیرِ ہمہ کس
یارب تو مرا توبہ دِہ و عُذر پذیر
اے توبہ دِہ و عُذر پذیرِ ہمہ کس

۲۱۴

ہر ہِک شخص دے دِل دے راز دا سمجھنڑ بُجھنڑ والا
ہر محتاج دا اَوکھے حال اِچ ہَتھ کوں پَکڑنڑ والا
یارَب میکوں توبہ ڈے تے عذر میڈے چا مَن
سَب کوں توبہ ڈیونڑ والا، عُذر دے مَننڑ والا

ن دا نمبر ۸۴۴ تے س دا نمبر ۱۶۴ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶۸ تے صفحہ ۶۲۴ تے وی درج اے۔

۲۱۴

مُرغے دِیدم نشستہ بر بارہ طوس
درپیش نہادہ کلّۂ کیکاؤس
باکلّہ ہمے گفت کہ افسوس افسوس
کو بانگِ جرس ہا و کجُا نالۂ کوس

۲۱۴

طُوس دے ہک محل تے بیٹھا ہِک پکھّی ڈِٹھّا
کوپری کیکاؤس دی بیٹھا اگُوں رکھّی ڈِٹھّا
کوپری کُوں دَت آکھنڑ لگّا ہائے صد افسوس اے
دول دمامہ وَجدا واجا کھیں نہ گھّا ای ڈِٹھّا

او دا نمبر ۱۱۳ ہے۔

۲۱۵

در کارگہِ کوُزہ گراں رفتم دوش
دیدم دو ہزار کوُزہ گویا وخموش
ناگاہ یکے کوُزہ برآورد خروش
کوُ کوُزہ گرو کوُزہ خرو کوُزہ فروش

۲۱۵

کلّھ کمُبھار دے ہَٹ تے ڈِٹھُّم تھاں بَنّڑا وَنّڑ والا
ڈُو ہزار ہَن کوُزے پئے، کوئی چُپ کوئی بولنّڑ والا
ہِک کوُزے دے موُنّھ اچانک اے فریاد نکھَتّی
کِتھ گیا کوُزہ، کوُزہ گر، تے وِچنّڑ گھنّنّڑ والا

و دا نمبر ۱۱۷ ہے۔ ہس دا نمبر ۱۷۰ اہے، رس دے صفحہ ۳۳۵ تے صفحہ ۴۶۳ تے وی درج اے۔

۲۱۶

پندے دہمت اگر بہ من داری گوش
از بہرِ خدا جامۂ تذویر مپوش
عُقبےٰ ہمہ روزہ است دُنیا یک دَم
از بہرِ دمے مُلکِ ابد رامفروش

۲۱۶

ہِک نصیحت تیکوں ڈیندا اں جیکر کن چالانویں
اللہ کُوڑ فریب تے مکر دا توں لباس نہ پانویں
عُقبیٰ دائم قائم اسے تے دُنیا ہے ہِک دَم دی
ایں ہِک دَم دی خاطر توں وَت عُقبیٰ ویچ نہ آنویں

ن دا نمبر ۴۶۷ ہے۔

۲۱۷

یک یک ہُنرَم بیں وگُنہ دہ دہ بخش
ہر جُرم کہ رفتہ است واللہ بخش
از بادِ ہوا آتشِ کینہ مفروز
مارا تو بہ تُربتِ رسُولُ اللہ بخش

۲۱۷

ہک ہک میڈا ڈیکھ ہُنر تے جُرم چا ڈہ ڈہ بخش
ہر او جُرم جو سرزد تھی گئے میکنوں لِللہ بخش
کینے دی ناں بھا بھڑکا، ناں ڈے ہوَس دا چھُوکا
تُربت پاک رسُول دے صدقے میکوں واللہ بخش

س دے صفحہ ۳۶۹ تے درج اے۔

۲۱۸

جامے است کہ عقل آفریں مے زندش
صد بوسہ ز مہرِ بر جبیں مے زندش
ایں کوزہ گرِ دہر چنیں جامِ لطیف
مے سازد و باز بر زمیں مے زندش

۲۱۸

عقل کوں جو تخلیق کریندے آپ ای جام بنڑیندے
پیار کنوں او سَو سَو واری متھے پیا چُمیندے
کُوزہ گر زمانے دا وَت ایجھیں نازک شئے کوں
بنڑا اٹھا کے آپ زمین تے وَلدا آن مریندے

و دا نمبر ۱۱۵ ہے۔

۲۱۹

خیّام اگر ز بادہ مستی خوش باش
با لالہ رُخے اگر نشستی خوش باش
در عالم نیستی چوں باید رفت
انگار کہ نیستی چوں ہستی خوش باش

۲۱۹

جیکر کیتی ہے خیّام تیں بادہ مستی خوش رہ
لالہ رُخ کوں کولھ بلھا کے مے پرستی خوش رہ
ہر کہیں کیتے لازم ہے جو مُلک عدم دو وَنجے
فرض چا کر جو مُلک عدم ہے تیڈی ہستی خوش رہ

ن دا نمبر ۲۵۴، س دا نمبر ۱۶۶، تے ل دا نمبر ۱۶۱ اے۔ س دے صفحہ ۴۶۳ تے وی درج اے
س اچ "بادہ" دی جا تے "عشق" تے "ماہ" دی جا تے "لالہ" اے۔ ن دا تریجا مصرعہ ایہہ اے
"چوں عاقبتِ کارِ جہاں نیستی است" ل دی رباعی ن دے مطابق اے۔

۲۲۰

رُوحے کہ مُنزّہ است ز آلائشِ خاک
مہمانِ تو آمد است از عالمِ پاک
مے دہ تو بہ بادۂ صبُوحی مددش
زاں پیش کہ گوید" انعم اللہ مساک

۲۲۰

مِٹّی دی آلائش توں جو رُوح صفا ہے اُکّی
او تیڈی مہمان اے، عالم پاک توں آ کے ڈُھکّی
توں شراب صبُوحی ڈے کے کر تواضع اِنّیڈی
پِچھّے وَت پے نعرہ مارن "نعمت رب دی مُکّی"

س۔ اِ۔ ج اے۔

۲۲۱

خیّام زمانہ از کسے دارد ننگ
کو در غمِ ایّام نشیند دل تنگ
مے خور تو با آبگینہ و با نالۂ چنگ
زاں پیش کہ آبگینہ آید بر سنگ

۲۲۱

اِتھ خیّام زمانے والے رکیندا شرم کریسِن
کھا کے غم زمانے والے دِل کوں تنگ رکھیسِن
شیشہ بھر شراب دا پی چا چنگ تے نَے دی دُھن تے
پچھّے وَت ایں شیشے اُتّے پتھّر ڈے مریسِن

س دا نمبر ۱۷۳ اتے ل دا نمبر ۱۱۸ ہے۔

۲۲۲

ازِ جرمِ گلِ سیاہ تا اوجِ زحل
کردم ہمہ مشکلاتِ گردوں راحل
بیروں جستم ز بندِ ہر مکر و حیل
ہر بند گشستہ شد مگر بندِ اجل

۲۲۲

کال کلھوٹی مِٹّی ڈِٹھی ڈِٹھا اوج زحل دا
گو ئیم حل اسماناں دی ہر مشکل دا ہر وَل دا
مکر فریب دے ہر ہِک جال توں ٹپ کے باہر آئیم
ہِک ہِک بند کوں ترور سٹیم تھیں ترٹا بند اجل دا

ن دا نمبر ۴۰۰ تے و دا نمبر ۱۹ اہے ۔ سیّد سلیمان نے ایکوں بو علی سینا دی رُباعی قرار ڈِتّا ہے ۔ الفاظ اِچ ای فرق اے ۔ گو معنی اِچ کوئی فرق نہیں پیا ۔ و دی رباعی ان دے مطابق اے

۲۲۳

مئے خور کہ نہ علم دست گیرد نہ عمل
اِلّا کرم و رحمتِ حقّ عزّ و جلّ
آں طائفہ کہ از خری مئے نخورند
از جملۂ انعام شمار "بل ھُمّ اضلّ"

۲۲۳

پیو مئے تے علم عمل بے کار پلندے جانڑو
جے تئیں رب دا فضل نہ ہووے ڈوہیں مندے جانڑو
جیڑھے وَت خرمستی کر کے مئے جھیں شے نہیں پیندے
اے ہن مال مویشی" بلکہ ایں توں گندے" جانڑو

س دے صفحہ ۳۶۹ تے درج اے۔

۲۲۴

با سروِ قد تازہ تر از خرمنِ گُل
از دست مِنہ جامِ مئے و دامنِ گُل
زاں پیش کہ ناگہ شود از بادِ اجَل
پیراہنِ عمرِ ما چوں پیراہنِ گُل

۲۲۴

پھُل اِن جینوّیں تازہ سونْڑے ہیں اَج دِلبر ہِن اِنوّیں
مئے دا جام تے دامن گُل دا ہتھّوں چھُٹّے کینوّیں
ایں توں پہلے جو اچانک مَوت دی وا تے ہتھّوں
ساڈی عمر دا دامن تھیوے گُل دا دامن جینوّیں

و دا نمبر ۱۲۰ ہے۔

۲۲۵

من ظاہر نیستی و ہستی دانم
من باطنِ ہر فراز و پستی دانم
باایں ہمہ از دانش خود شرمم باد
گر مرتبۂ ورائے مستی دانم

۲۲۵

میکوں علم اے ظاہرِ اچ عدم تے ہستی کیا ہے
میکوں علم اے باطن وچ بلندی پستی کیا ہے
وَت وی میڈی عقل تے دانش رَجّ شرمندہ تھیوے
جیکر آکھاں کئی اِن رُتبے اے ہک مستی کیا ہے

ن دا نمبر ۵۲۲ ہے۔ ءس دے صفحہ ۳۴۷ تے وی درج اے۔

۲۲۶

ما خرقۂ زہد در سرِ خُم کردیم
در خاکِ خرابات تیمُّم کردیم
باشد کہ درونِ میکدہ دریابیم
عُمرے کہ درونِ مدرسہ گُم کردیم

۲۲۶

زُہدی خِرقے نال ای بَند اُج خُم چا کِیتا اَسّاں
مَیخانے دی خاک اِچ تَیَمُّم چا کِیتا اَسّاں
ممکن ہے جو لبھ پووے او میخانے دے اندر
جیڑھا وقت ہے دانِش گاہ اِچ گُم چا کِیتا اَسّاں

س اِچ اے۔

۲۲۷

یارب من اگر گناہ بے حد کردم
بر جان و جوانی و تنِ خود کردم
چوں بر کرمت وُثوقِ کُلّی دارم
برگشتم و توبہ کردم و بد کردم

۲۲۷

یارَبّ جیکر میں گُناہ ہِن حدّوں باہر کیتے
اَپڑیں جان جوانی تن تے ظُلم اِن ظاہر کیتے
تیڈے لُطف کرم تے میکوں ہائی بھروسا ڈاڈھا
باغیؔ بنّڑ کے تائِب تھی کے جُرم ہِن وافر کیتے

ن دا نمبر ۱۴۱۵ ہے۔ رس دے صفحہ ۳۶۹ تے دی درج اے۔

۲۲۸

من بادہ خورم ولیک مستی نہ کنم
اِلّا بہ قدح دراز دستی نہ کنم
دانی غرضم بہ مے پرستی چہ بُوَد
تا ہمچو تو خویش پرستی نہ کُنم

۲۲۸

مَیں شراب تاں پیندا ں لیکن مستی نھیں کریندا
پیالے دے علاوہ درازدستی نھیں کریندا
آئیں ڈسّاں مَے پیونڑ دا کیا ہے مقصد میڈا
پی کے مَے تیں وانگوں خود پرستی نھیں کریندا

ن دا نمبر ۵۲۷ ہے۔ س دے صفحہ ۳۴۵ تے درج اے۔

۲۲۹

گر من ز مئے مغانہ مستم ہستم
کافر و گبر و بُت پرستم ہستم
ہر طائفۂ بمن گمانے دارد
من زانِ خودم چنانچہ ہستم ہستم

۲۲۹

مئے مغانہ دا ایں جیکر مست جو ہاں سو ہاں
کافر ہاں یا گبر تے بُت پرست جو ہاں سو ہاں
ہر ہِک قوم کوُں میڈے اُتّے اے گمان ای تھیندے
میں وی اُنھاں وانگوُں آں سر دست جو ہاں سو ہاں

ن دا نمبر ۵۶۲ ہے۔

۲۳۰

خورشید بگِل نہفت مے نتوانم
وَاسرارِ زمانہ گُفت مے نتوانم
از بحرِ تفکّرم برآورد فرو
دُرّے کہ زبیمِ سُفت مے نتوانم

۲۳۰

سُورج کوں ہیں گارے مِٹّی نال لکا نہیں سگدا
راز اسرار زمانے دے وی ہَیں ڈَسا نہیں سگدا
عقل میڈے ہک موتی کڈھیئے بحر تفکّر وِچُّوں
ایجھاں موتی جیکوں ڈر دے ماریے پا نہیں سگدا

---

۱۶ دالمبر ۱۲۸ اہے۔

۲۳۱

گویند مرا کہ مئے پرستم ہستم
گویند مرا عارف و مستم ہستم
در ظاہر من نگاہ بسیار مکن
کاندر باطن چنانکہ ہستم ہستم

۲۳۱

میڈا آدِھن مئے پرست اے ٹھیک اے ایٹویں ہمّیں
آدِھن مست تے عارف ہوسی ہوساں کیٹویں ہمّیں
تُساں میڈے ظاہر دے وِچ ہوں نگہ نہ سٹّو
کیوں جو اَندریں باطن دے وِچ میں ہاں جیٹویں ہمّیں

ن دا نمبر ۵۰۶ تے مس دا نمبر ۵۱۷ اہے۔ مس دے صفحہ ۴۶۴ تے دی درج اے۔

۲۳۲

اے مُفتئ شہر از تو پُر کار تریم
با ایں ہمہ مستی از تو ہُشیار تریم
توں خُونِ کساں خوری و ما خونِ رزاں
انصاف بِدہ کُدام خُونخوار تریم

۲۳۲

شہر دا مُفتی تیڈے کولُوں وَدّھ عیّار ہَیں اَسّاں
باوجُود ایں مستی دے وی ڈھیر ہُشیار ہَیں اَسّاں
اَسّاں خُون انگُور دا پِینْدُوں توں خلقت دا پِینْویں
آپ چا ڈِس ہُنڑ توں ہیں وحشی یا خُونخوار ہَیں اَسّاں

ن دا نمبر ۵۰۵ ہے۔

۲۳۳

گُل گفت کہ من یُوسُفِ مصرِ چمنم
یاقوتِ گراں مایۂ پُر زر دہنم
گفتم چو تو یُوسفی نشانے بنما
گفتا کہ بخوں غرق نگر پیرہنم

۲۳۳

پھُل آکھیا میں تاں یُوسف آں تے مصر چمن ہے میڈا
زر جواہر نال چا ڈیکھو پُر دَہن ہے میڈا
آکھیُم جے توں یُوسف ہیں تاں وَت نشانی کوئی
آکھیُس خون اِچ لت پت چولا تن بدن ہے میڈا

ن دا نمبر ۵۶۷ ہے۔

۲۳۴

با نفس ہمیشہ در نبردم چہ کُنم
وز کردۂ خویش بدردم چہ کُنم
گیرم کہ زمن در گزرانی بہ کرم
آں شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کُنم

۲۳۴

نفس پلیت دے نال ہمیشہ جنگ کیتُم کیا آکھاں
اُپڑیں کیتے کرتیئے تے بہوں غم کھادُم کیا آکھاں
مَنّیا تیڈا رحم کرم اُتھ چا بخشیسی میکوں
شرم اِچ ہاں جو تیں ہے ڈِٹّھا جو کیتُم کیا آکھاں

ن دا نمبر ۵۰۲ ہے۔

۲۳۵

اے چرخ ز گردشِ تو خورسند نیئم
آزاد کنم کہ لائقِ بند نیئم
گر میل تو با بے خرد و نااہل است
من نیز چناں اہل و خرد مند نیئم

۲۳۵

چرخ ایں تیڈی گردش تے وَت کیا تھیسم خورسندی
میکوں ہُنڑ آزاد چا کر بھیں پُجدی اے پابندی
جیکر تیکوں نالائق بے عقلاں نال ہے رغبت
میں وی لائق کینھاں ناں ہم عقل دی بہرہ مندی

ن دا نمبر ۵۱۸ تے س دا نمبر ۱۷۶ اہے۔ س دے صفحہ ۴۶۵ تے وی درج اے۔ ن اِچ ڈُوجھے مصرعے اِچ اے "آزادم کُن" س اِچ اے "آزاد کُنم"

۲۳۶

در جُستنِ جامِ جم جہاں پیمُودیم
روزے نہ نشستیم و شبے نہ غنُودیم
ز اُستاد چو وصفِ جامِ جم بہ شنُودیم
خود جامِ جہاں نمائے جم مے بودیم

۲۳۶

جم دے جام دے گولنڑ کِیتے دُنیا چھانڑ مریوسے
ڈِینہہ تے رات چا ہِک کِتوسے ہِندر آرام ونجیوسے
جم دے جام دا وصف سُنڑیُم اُستاد کنوں تاں جاتُم
جام جہاں نما دی آپ تے جم وی آپ تھیوسے

ن دا نمبر ۵۲۸ ہے۔

۲۳۷

تا ظن نہ بری کہ از جہاں مے ترسم
وز مردن وا ز رفتنِ جاں مے ترسم
مُردن چہ حقیقت است زاں باکم نیست
چوں نیک نہ زیستم ازاں مے ترسم

۲۳۷

تیکوں شک نہ رہوے جو میں دُنیا کوں توں ڈرداں
یا میں رُوح دے نکلنڑ اتّے مرد نجنڑ توں ڈردا ں
مرونجنڑ ہے عین حقیقت اِتھوں نھیں ڈردا
جیندیں ہک وی کم نہ کیتم نیک ہیں اِتھوں ڈرداں

ن دا نمبر ۵٦١ ہے۔

۲۳۸

آں آہ کہ پیش ہر محرم نہ زنم
واں دم کہ بہ پیش ہیچ ہمدم نہ زنم
گر دریابم کہ جُز تو کس مے شنوُد
حقّا کہ بمیرم از دم و دم نہ زنم

۲۳۸

کہیں محرم دے اگُّوں بہہ کے جیڑھی آہ نہ کڈّھاں
ہر ہمدم دے اگُّوں بہہ کے جیڑھا ساہ نہ کڈّھاں
جے میں جانڑّاں تیں باجھُوں کوئی ہیا وی سُنّڑدا ہوسی
مرونجاں تے دم ناں ماراں سہہ وا اللہ نہ کڈّھاں

ن دا نمبر ۵۷۶ ہے۔

۲۳۹

من گوہر خود بقیمتِ کم نہ دہم
درد تو بصد ہزار مرہم نہ دہم
خاکِ درِ تو بہ مملکتِ جم نہ دہم
یک مُوئے ترا بہر دو عالم نہ دہم

۲۳۹

اُپڑاں گوہر ہرگز تھوڑی قیمت نال نہ ویچاں
سَوسَو مرہم ڈیؤیں تیڈا دردِکشال نہ ویچاں
در تیڈے دی خاک نہ ویچاں جم دے مُلک ڈیدلے
ڈُو جہان دے عِوَض تیڈا ہِک وی وال نہ ویچاں

ن دا نمبر ۵۷۷ ہے۔

۲۴۰

دُشمن بغلط گفت کہ من فلسفیم
ایزد داند کہ آنچہ او گفت نیم
لیکن چوں دریں غم آشیاں آمدہ ام
آخر کم ازاں کہ من بدانم کہ کیم

۲۴۰

دُشمن غلط آدھے جو مَیں فلسفہ دان ہاں اِتھاں
رب کوں علم اے ٹھیک نہیں آدھا میں حکیم ہاں کِتھاں
لیکن ہُنڑ جو میں ایں غم دی دُنیا دے وِچ آیاں
آخر ایں توں وی ہیں گھٹ آں جیئویں ہاں تے جِتھاں

ن دا نمبر ۹، ۵ تے او دا نمبر ۱۲۹ ہے۔

۲۴۱

تا چند اسیر عقل دو روزہ شویم
در دہر چہ یک سالہ چہ یک روزہ شویم
در دہ قدح بادہ زاں پیش کہ ما
در کار گہِ کُوزہ گراں کُوزہ شویم

۲۴۱

کے تئیں روز ڈِہاڑی اَساں عقل اِچ پھاتھے رہسُوں
کیا تھیا جگ اِچ سال دے تھی کے یا ہِک ڈِیہنہ دے رہسُوں
ڈے شراب دا پیالا اِیں توں پہلے جو وَت اَساں
کُوزہ گر دے آوے دے وِچ کُوزے بَنْڑ کے رہسُوں

ودا نمبر ۱۲۶ اے، تے ایں دے صفحہ ۳۵۵ تے درج اے۔

۲۴۲

از خالقِ کردگار و ربِّ رحیم
نومید مشو بجُرم و عصیانِ عظیم
گر مست و خراب بُودہ باشی امروز
فردا بخشد بہ اُستخواں ہائے رمیم

۲۴۲

جُرم عظیم گُنہ کبیرہ خالق اِی بخشیسی!
ربّ رحیم دے رحم کنوں مایوس نہ تھی بخشیسی!
بھانویں اَجّ توں ڈاڈھا مست ایں رُچ شراب دے بُٹّا ایں
کلھ کوں تیڈیاں گلیاں سڑیاں ہڈیاں وی بخشیسی!

س دے صفحہ ۲۶۷ تے درج اے۔

۲۴۳

گر من گنہِ رُوئے زمیں کردستم
عفوِ تو اُمید ست بگیرد دستم
گفتی کہ بروزِ عجز دستت گیرم
عاجز تر ازیں مخواہ کہ اکنوں ہستم

۲۴۳

جیکر رُوزمین دے ہیں گُنہ کریندا اں اِتھاں
رحم تیڈا چا ہتھ پکڑیسی آس رکھیندا اں اِتھاں
خود فرمایو عجز دے ڈِینہہ ہیں ہتھ پکڑیساں تیڈا
ایں توں وَدھ نہ عاجز تھیواں جیہڑیں ہُنڑ ہاں اِتھاں

س دے صفحہ ۳۶۹ تے درج اے۔

۲۴۴

یا رحمتِ تو از گناہ نیندیشم
با توشۂ تو ز رنجِ رہ نیندیشم
گر لطفِ توام سُفید رُو انگیزد
یک ذرّہ ز نامۂ سیہ نیندیشم

۲۴۴

تیڈی رحمت نال ہے جیکر جُرم توں مُول نہ ڈرساں
لطف کرم جے زادِ راہ اے، راہ اِچ بُکھ نہ مرساں
تیڈی مہر عنایت جیکر مُونھ نورانی کیتا
وَت سیہ جو نامہ ہوسی ذرّہ خوف نہ کرساں

س دے صفحہ ۳۶۹ تے درج اے۔

۲۴۵

میلم بہ شراب ناب باشد دائم
گوشم بہ نئے و رُباب باشد دائم
گر خاک مرا کُوزہ گراں کوزہ کنند
آں کوزہ پُر از شراب باشد دائم

۲۴۵

رغبت میڈی شالا ہووے نال شراب ہمیشہ
اُپڑیں گیت سُنڑیندے رہون چنگ رباب ہمیشہ
کوزہ گر جے میڈی خاک دے نال بنڑاوے کوزہ
ایندے وچ بھریندی رہوے وت مئے ناب ہمیشہ

س دا نمبر ،، اہے۔

۲۴۶

پاک از عدم آمدیم و ناپاک شُدیم
آسُودہ در آمدیم و غمناک شُدیم
بُودیم ز آبِ دیدہ در آتشِ دل
دادیم بہ باد عُمر و در خاک شُدیم

۲۴۶

مُلک عدم توں پاک ایوسے اِتھ ناپاک تھیوسے
آئے خوش آسُودہ ہا سے اِتھ غمناک تھیوسے
دل دی بھاہ اِچ پَے سڑیوسے اَکھ اِچ پاݨیں بھر کے
عُمر ہوا اِچ اُڈ ٻڈ گئی تے خاک اِچ خاک تھیوسے

س دا نمبر ۱۸۱ ہے۔

۲۴۷

اے دوست بیا تا غمِ فردا نہ خوریم
وین یک دمِ نقد را غنیمت شمریم
فردا کہ ازیں دہرِ کہن در گزریم
با ہفت ہزار سالگاں سر بہ سریم

۲۴۷

آ سجݨاں ہݨ آ نوں ݨ والے ݙینہہ دا غم نہ کھاؤں
ایں ہِک دم کوں نقد ہے جیڑھا ہاں دے نال چلاؤں
اے قدیمی بُت خانہ دی کلّھ کوں چھوڑ کے ویسوں
ست ہزاراں سالک ہوسِن جُل رفیق بݨاؤں

س دا نمبر ۱۸۳ تے او دا نمبر ۱۲۱ ہے۔

۲۴۸

برخیز ز خواب تا شرابے بخوریم
زاں پیش کہ از زمانہ تابے بخوریم
کایں چرخ ستیزہ روی ناگہ روزے
چنداں ندہد زماں کہ آبے بخوریم

۲۴۸

نندر دی مستی چھوڑ کے اُٹھی آ شراب چا پیئوُوں
ایں توں پہلے جو زمانے تے بہہ کا وڑ تھینوُوں
کیوں جو اَچّل چیتی ہک ڈیہنہ چرخ فلک دی گردش
اِتلی مُہلت ناں ڈیسی جو گھُٹ ہک پانڑیں پیئوُوں

و دانمبر ۱۲۳ ہے۔

۲۴۹

برخیزم و عزمِ بادۂ ناب کنم
رنگِ رُخِ خود برنگِ عنّاب کنم
ایں عقلِ فضول پیشہ را مُشتے زِمئے
بر رُوئے زنم چناں کہ در خواب کنم

۲۴۹

اُٹّھاں مُنہ دے نال پیالا مئے گلگوں دا ہووے
رنگ عُنّابی ہووے میڈا اُمنہ جو مئے چا دھووے
عقل فضول دے مُنہ تے وَت شراب دے چھِٹّے ماراں
اِتلے چھِٹّے ماراں جو اے نِندر راچ سُم ڈھے پووے

ر دا نمبر ۱۲۴ ہے۔

٢٥٠

من بے مئے تاب زِیستن نتوانم
بے بادۂ کشید بارِ تن نتوانم
من بندۂ آں دمم کہ ساقی گوید
یک جامِ دِگر بگیر و من نتوانم

٢٥٠

خالص مئے بغیریں اِتھاں اصلوں جی نھیں سگدا
تن دا بوجھ ہیں سر تے چانواں اے وی نھیں سگدا
اُوں ہک دَم دا ہاں غلام جو ساقی میکوں آکھے
ہِک تاں پیالا ہیا پی گھن میں آکھاں پی نھیں سگدا

ا دا نمبر ۱۳۲ اہے۔

۲۵۱

شُد دعوائے دوستی دریں دیر حرام
اُلفت زکہ مُردمی کجُا دوست کُدام
دامن ز ہمہ کشیدن اُولیٰ باشد
از دُور بہ ہر یکے سلام است و کلام

۲۵۱

کُوڑا جگ اے یاری دا ہے دعویٰ کُوڑا جتھاں
کیا ہے اُلفت کینڈی یاری یار سجّنڑ ہے کتھاں
ہر کہیں کوں توں دامن تیڈا بچ کے رہوے ٹھیک اے
دُور دا ٹھیک سلام کلام ہے ہر کہیں کیتے اتھاں

ن دا نمبر ۵۰۵ ہے۔

۲۵۲

مقصود ز جُملہ آفرینش مائیم
در جسمِ خرد جوہرِ بینش مائیم
ایں دائرہ جہاں چو انگشتری است
بے ہیچ شکے نقش نگینش مائیم

۲۵۲

سارے کون مکان دے اندر ہِک مکین ہیں اَساں
عقل دے جسم اِچ روح بصیرتؔ دے امین ہیں اَسّاں
ایں جہان دے دائرے دی ہے صُورتؔ مُندری وانگوں
کوئی شک نہیں ایندے وِچ جو نقش نگین ہیں اَسّاں

ن دا نمبر ۵۱۱ ہے۔

۲۵۳

یک روز ز بندِ عالم آزاد نیَم
یک دم زدن از وجودِ خود شاد نیَم
شاگردیٔ روزگار کردم بسیار
در کارِ جہاں ہنوز اُستاد نیَم

۲۵۳

دُنیا دی ایں بندش توں ہک ڈینہہ آزاد ہیں تھیندیں
ایں وجود دے چھوڑوَ نجھنڑتے وی دلشاد ہیں تھیندیں
ہوں کجھ اتھ زمانے دی ہے ہیں شاگردی کیتی
دُنیا دے کم کار اِچ اجاں تئیں اُستاد ہیں تھیندیں

و دا نمبر ۱۳۵ ہے۔

۲۵۴

مئے خوردن وگرد نیکواں گردیدن
بہ زاں کہ بزرق زاہدی ورزیدن
گر عاشقے و مست دوزخی خواہد بود
پس روئے بہشت کس نخواہد دیدن

۲۵۴

پی کے مئے وی نیک اصحاب دے گِرد جو چکّر لاوے
ایں توں چنگاں ہے جو زاہد بنڑ کے کُوڑ کماوے
جیکر مست موالی عاشق دوزخ دے وِچ وِیسن
وَت بہشت نہ شاید کہیں کُوں اُصلوں مُنہ ڈِکھاوے

و دانمبر ۱۴۷ ہے۔

۲۵۵

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من
ویں حرفِ معمّہ نہ تو خوانی و نہ من
ہست از پسِ پردہ گفتگوئے من و تو
چوں پردہ بر اُفتد نہ تو مانی و نہ من

۲۵۵

راز اسرار ازل دا واقف ساقی توں نہ میں ہاں
کون معمّہ حل کرے آفاقی توں نہ میں ہاں
میڈی تیڈی گالھ وی اِتھاں پردے پچھُّوں تھئی اے
اِیہو پردہ ہٹ وَنجے تاں باقی توں نہ میں ہاں

ن دا نمبر ۵۸۰ تے س دا نمبر ۱۸۵ ہے۔ س دے صفحہ ۶۷،۴ تے دی درج اے۔

۲۵۶

قومے متفکر اند در مذہب و دیں
جمعے متحیّر اند در شک و یقیں
ناگاہ منادی بر آمد ز کمیں
کائے بے خبراں راہ آنست نہ ایں

۲۵۶

ہک ٹولی پئی فکر کریندی مذہب وِچ تے دِیں وِچ
ہک ٹولی حیران پئی تھیندی شک گمان یقیں وِچ
وَت اچانک غیب کنوں ہک ڈِینہہ ندا اے آئی
راہ تُہاڈی بے خبرو ناں اُوں وِچ ہے نہ ایں وِچ

ن دا نمبر ۵۹۰ تے ل دا نمبر ۱۴۳ ہے۔ و دا تریجھا مصرعہ ایں ہے "تیر سم از اں کہ بانگ آید روزے" م اچ وی اے مصرعہ اینویں ہے۔ باقی ترے مصرعے م دی بجائے ن دے مطابق اِن۔

۲۵۷

برخیز و مخور غم جہانِ گزراں
خوش باش دمے بشادمانی گزراں
در طبع جہاں اگر وفائے بُودے
نوبت بخُود ار نیامدے از دگراں

۲۵۷

اُٹھ غم جہان داناں کھاا ے ہے جھوک فنادی
ہک دم گزرے نال خوشی دے گالھ ہے سِدّھی سادی
جے طبیعت اچ جہان دے کجھ وفا دی ہوندی
ہتھاں توں نہ پہلے مردا اِتھ وفادا عادی

ن دا نمبر ۵۸۴ تے د دا نمبر ۱۳۸ ہے۔

۲۵۸

روزے کہ ز تو گزشتہ شد یاد مکن
فردا کہ نیامد است فریاد مکن
از نآمدہ و بگزشتہ خود یاد مکن
حالے خوش باش و عمر برباد مکن

۲۵۸

اُکاّ یاد نہ کر اوں ڈِینّہہ کوں جیڑھا لنگھ وِہایا
ناں کر ہے ہے کِل اونّدی جو اَجاں نِھیں آیا
گزر گئے تے آنوّنڑ والے ڈِینّہہ دا چِنتا کیہاں
حال کوں خوش رکھ ناں کر عمر دا ڈِینّہہ برباد اَجایا

ن دا نمبر ۶۱۸ ہے۔

۲۵۹

صیّاد نۂ حدیثِ نخچیر مکن
چیزے کہ نخواندہ ای تو تقریر مکن
چوں پیرِ طریقت از تو معنیٰ طلبد
از دِیدہ بکن روایت از تفسیر مکن

۲۵۹

جے شکاری نَہینّ تاں وَت شکاردی گالھ نہ چولیں
سبق وی جیڑھا پڑھیا نِوّھی اُونّدا حرف نہ بولیں
جیکر پیرِ طریقت پُچھّے تیڈّے کولُوں معنے
رو رو سارا حال سُنّڑانْویں لَب نہ اصلُوں کھولیں

ن دا نمبر ۶۱۰ ہے۔

۲۶۰

یارب بہ دلِ اسیر من رحمت کُن
بر سینۂ غم پذیر من رحمت کُن
بر پائے خراباتِ رَوِ من بخشا
بر دستِ پیالہ گیر من رحمت کُن

۲۶۰

یارب دل اسیر ہے میڈا ایندھ تے رحمت کر چا
سینہ غم پذیر ہے ڈاڈھا ایندھ تے رحمت کر چا
پیراں کوں چا بخش اے جیڑھے میخانے دو وَیندِن
ہتھ جو پیالہ گیر ہے میڈا ایندھ تے رحمت کر چا

ن دا نمبر ۵۸۶ تے س دا نمبر ۱۸۷ اہے۔ س دے صفحہ ۳۶۹ تے ۶۶ ہم تے دی درج اے۔ ن دے الفاظ اے ہن سہ بر سینۂ غم پذیر من رحمت کن : بر جان و دل اسیر من رحمت کن۔

٢٦١

احوالِ جہاں بر دلم آساں مے کن
وافعال بدم ز خلق پنہاں مے کن
امروز خوشم مے دار فردا با من
آنچہ از کرم تو مے سزد آں مے کن

٢٦١

دِل میڈے تے ہولے چا کر ڈُکھ جہان دے بارے
خلق توں مخفی کر چا میڈے بد افعال دی سارے
اَجّ تاں میکوں خوش چا کر تے کلھ کوں آپ ہیں مالک
چاہے تیڈی مہر عنایت لوڑے چاہے تارے

ن دا نمبر ٦١١ تے س دا نمبر ١٨٩ ہے۔ س دے صفحہ ٣٦٩ تے صفحہ ٤٦٧ تے وی درج اے۔ س اِچ "احوالِ جہاں" دی بجائے "غمہائے جہاں" ہے۔

۲۶۲

چوں حاصلِ آدمی دریں شورستاں
جُز خوردنِ غصّہ نیست یا دادنِ جاں
خُرّم دل آں کزیں جہاں زود برفت
و آسودہ کسے کہ خود نیامد بجہاں

۲۶۲

بندے شور دی دُنیا دے وِچ کیا کُجھ آن کمایا
یا ہے جان چا ڈِتی اِتھاں یا ہے رَنج وَدھایا
دل ہے اُدّھو خُرّم جیڑھا تِکھّا تھِی ٹُر گلیا
یا وَت او آسودہ ہے جو آپ اُجاں نئیں آیا

بس دا نمبر ۸۸ اتے اودا نمبر ۱۳۹ ہے۔ تے ڈُوجھے مصرعے اِچ "یا دادن جاں" دی جا تے "تا کندنِ جاں" ہے۔

۲۶۳

دارم ز جفائے فلکِ آئینہ گوں
وز گردشِ روزگار خس پرور دوں
از دیدہ رُخے ہمچو پیالہ پُر اشک
وز گریہ دلے ہمچو صُراحی پُر خوں

۲۶۳

شیشے وانگ فلک دے جور جفا نے میکوں ڈِتّا
رُخ تے اکھ دا پیالہ، اودی پُر ہنجُواں توں ڈِتّا
وَت کمینے دُوں پرور اَسمان دی گردش میکوں
وانگ صُراحی دل جو روونڑ نال ہے پُرخوں ڈِتّا

سں دانمبر ۱۹۰ ہے۔

٢٦٤

اے دیدہ اگر کور نۂ گور بہ بیں
ویں عالمِ پُرفتنہ و پُرشور بہ بیں
شاہان وسرانِ سرداراں زیرِ گل اند
رُوہائے وِی چوں مہ در دہن مور بہ بیں

٢٦٤

اکھّ! توں جیکر اندھی نینھ تاں قبر کوں ڈیکھ چا آکے
پُرفتنہ پُرشور جہاں دا ڈیکھ چا پردہ چا کے
بادشاہاں سرداراں دے سر مٹّی ہیٹھ ان آئے
چن جھیں مُکھڑے کیڑی ڈیندی پئی اے مُنّہ اِچ پا کے

ؤ دا نمبر ١٣٧ ہے ۔

٢٦٥

رفتم کہ دریں منزلِ بیداد بُدن
در دست نخواہد بجز از باد بُدن
آنرا باید بمرگِ من شاد بُدن
کز دستِ اجل تواند آزاد بُدن

٢٦٥

اے منزل وی چھوڑ گیوسے کیوں جو اِتھ بیداد دے
باجھ ہوا دے ہتھ نہیں آندا کجھ وی دِل ناشاد دے
میڈی موت تے اُوہو خوش پیا تھیوے جیڑھا اتھاں
ہتھ اجل داناں جھلّے تے موت کنوں آزاد دے

ودانمبر۔ ۱۴۰ اہے۔

٢٦٦

قانع بہ یک اُستخواں چوں کرگس بُودن
بہ زانکہ طفیلِ خوانِ ناکس بُودن
با نانِ جوینِ خویش حقّا کہ بہ است
کالودہ بپالودۂ ہر خس بُودن

٢٦٦

گِجھ دے وانگوں قانع تھی کے ہکّا ہڈی چُونڈے
ایہو توں چنگاں ہے جو او نااہل دے ٹُکّر ترونڈے
وَ اللہ اَپڑیں جَو دی روٹی اپنڈے کوں توں چنگیں
جو خسیس دے دَر تے بیٹھا کھاوے حلوے گُونڈے

---

۱ دا نمبر ۱۴۲ ہے۔

۲۶۷

گر بر فلکم دست بُدے چوں یزداں
برداشتمے من ایں فلک را زمیاں
وز نو فلکے دگر چُناں ساختمے
کازادہ بہ کام دل رسیدے آساں

۲۶۷

جے فلک تے یزداں وانگوں میڈا ہتھ وی پوندا
آدھی وِچوں چا کے اِیکوں تروڑ کے سٹیا ہوندا
بیا فلک وَت نَوّیں سِروں ایجھاں چا بَنڑیندا
ہر ہِک شخص دے دِل دی پُجدی کوئی نہ بہہ کے رَوندا

او دا نمبر ۱۳۵ ہے۔

۲۶۸

آں قصر کہ بر چرخ ہمے زد پہلو
بر درگہِ او شہاں نہادندے رُو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختۂ
بنشستہ ہمے گُفت کہ کُوکُو کُوکُو

۲۶۸

او محل اَسمان دے نال ہا جیڑھا مَتھا ڈیندا
شاہنشاہ وی جَیندے دَر تے سِر ہا آن رکھیندا
گھُگھُو جھیں کئی پکھی اِیندے کِنگرے تے آ بیٹھن
ہر ہِک اُپڑیں بولی دے وِچ کِت کِت پیا کریندا

ن دا نمبر ۶۲۶ تے ا دا نمبر ۱۴۹ ہے۔

۲۶۹

اِیں چرخِ فلک بہر ہلاکِ من و تو
قصدے دارد بجانِ پاکِ من و تو
بر سبزہ نشیں بُتا کہ بس دیر نماند
تا سبزہ بروں دمد زخاکِ من و تو

۲۶۹

چرخ فلک دا تیکوں میکوں آن ہلاک کریسی
رُوح اساڈی پاک ہے ایندا دامن چاک کریسی
آ صنم ہُنڑ سبزہ زار اِچ بہہ جو دیر نہ لگسی
ساکوں سبزہ زار دی شکل اِچ ساڈی خاک کریسی

؎ دا نمبر ۱۵۲ ہے۔ رس دا نمبر ۱۹۶ ہے۔ رس دے صفحہ ۳۵۵ تے ۴۶۸ تے وی درج اے۔ "ایں چرخِ فلک" دی جا تے "مے خور کہ فلک" دا فرق وی ہے۔

۲۷۰

اے آں کہ پدید گشتم از قدرتِ تو
صد سالہ شدم بناز در نعمتِ تو
صد سال بامتحاں گنہ خواہم کرد
تا جرمِ من است بیش یا رحمتِ تو

۲۷۰

میکوں مُلک عدم توں ظاہر کیتا قدرت تیڈی
نازاں نال پلیندی پئی اے ہُنڑ دی نعمت تیڈی
سو ورھیاں تئیں جُرم کریساں وَل وَل پیا اُزمیساں
جُرم میڈے ہِن ڈھیر یا ایں توں وَدھ ہے رحمت تیڈی

اِس دا نمبر ۱۹۵ ہے۔ اِس دے صفحہ نمبر ۳۶۹ تے ۴۶۸ تے وی درج اے۔ اِن اِچ "صد سالہ شدم" دی جاہ تے "پروردہ شدم" ہے۔

۲۷۱

از آمدن و رفتنِ ما سُودے کو
وز تارِ اُمیدِ عمُرِ ما پُودے کو
چندیں سرِ و پائے نازنینانِ جہاں
مے سوزد و خاک مے شود دُودے کو

۲۷۱

ساڈا آؤنڑ وَنجنڑ تاں بے سُود ہے اَصلوں اِتھاں
عمُر دی آس دا تانڑاں پیٹا گولاں کِتھاں کِتھاں
جگ اِچ کِتنیاں نازبھریاں دے سر تے پیراں جیڑھے
سَڑ بَل کے پَے کولے تھیندِن دُھونہہ دی کیہ نیں جِتھاں

اودا نمبر ۱۵۰ ہے ، س دا نمبر ۱۹۴ ہے ۔

۲۷۲

از تن چو برفت جانِ پاکِ من و تُو
خِشتے دو نہند بر مُغاکِ من و تُو
وانگاه برائے خِشتِ گورِ دگراں
در کالبدے کشند خاکِ من و تُو

۲۷۲

تیڈے میڈے جسم کُوں جُوں جُوں رُوح چھڑیندے ویسن
لوک اساڈی قبر دے مُنہ تے سِلّھاں آن رکھیسن
ہِنّاں دی وَت قبر دی سِلّھ دی خاطر گارا کر کے
تیڈی میڈی مٹّی نال او سانچے آن بھریسن

او دا نمبر ۱۵۱ ہے۔

۲۷۳

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو
آں کس کہ گناہ نہ کرد چوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مُکافات دہی
پس فرقِ میانِ من و تو چیست بگو

۲۷۳

کون اے جگ اِچ جَیں گُنہ دے کم نہیں کیتے ڈَسّو
کینویں اِتھّاں عُمر گزاریُس باجھ گُنہ دے ڈَسّو
مَیں ہِن بَد کم کیتے تَیں ہے بَدلہ بَد چا ڈِتّا
تَیں مَیں وِچ وَت کیڑھا باقی فرق رِیہا ہے ڈَسّو

ن دا نمبر ۶۳۸ ہے۔ ِس دے صفحہ ۳۷۰ تے درج اے۔ مشکوک اے۔

۲۷۶

در مجلسِ عُشاق نشستیم ہمہ
از محنتِ ایّام برستیم ہمہ
از بادۂ شوقش قدحے نوشیدیم
آزادہ و آسُودہ و مستیم ہمہ

۲۷۶

ہُنڑ عشاق دی مجلس دے وِچ سارے آن بِھوسے
جگ دے ڈُکھ تے دَرد کنوں چُھٹکارا آن گِھدوسے
سارے ہُنڑ آسُودہ ہیں تے مَست آزاد ہیں اَسّاں
اُونڑدے عِشق دی مئے دا جڈّاں ہِکّو جام پِتوسے

ن دا نمبر ۶۴۳ ہے۔

۲۷۵

از درسِ علُومِ جُملہ بگریزی بہ
واندر سرِ زُلفِ دلبر آویزی بہ
زاں پیش کہ روزگار قوّت ریزد
تُو خُونِ صُراحی بقدح ریزی بہ

۲۷۵

سَب عِلماں دے دَرس کنُوں ہُنڑ تر ٹھنڑ بھجنڑ چنگاں
دل دا کھیں دِلبر دی زُلف اِچ اُلجھنڑ پھسنڑ چنگاں
ایکنُوں پہلے جو زمانہ تیڈا زور چا تروڑے
بوتل تروڑ کے خُون اُونڈا وِچ پیالہ ڈِیئنڑ چنگاں

س اِچ درج اے۔

۲۷۶

غرّہ چہ شوی بہ مسکن و کاشانہ
ہر عمر کہ حاصلش ہست افسانہ
ہمخوابۂ بادی و تو افروزی شمع
بر رہگذرِ سیل چہ سازی خانہ

۲۷۶

ایں محل تے ماڑی اُتےّ کیوں پیا فخر کریندیں
عُمر ہے تیڈی کُوڑ دا قصہ کِس تے مانڑ رکھیندیں
پیا بلیندیں ڈیوا تِھّی ڈُکھنڑ وانگ ہوا ءِ چ
چھل دی ڈیکھ وہیندی اِتھاں کیوں پیا جھگی بنیندیں

ن دا نمبر ۶۶۰ ہے۔

۲۷۷

اے در رہِ بندگیت یکساں کہ و مہ
در ہر دو جہاں خدمتِ درگاہِ تو بہ
نکبت تو بستانی و سعادت تو دہی
یارب تو بفضلِ خویشتن بستان بدہ

۲۷۷

تیڈے دَر دا بندہ ہتی کے چھوٹا وَڈّا ہک اے
ڈو ہیں جہانیں چنگیں ہِکّا تیڈے دَر دی سِکّ اے
سَب نحُوست توں چا گھِندیں آپ سعادت ڈیندیں
اے ڈے چا او گھِن چا یارب فضل تیڈا ہِک ٹِک اے

ن دا نمبر ۶۷۶ ہے۔

۲۷۸

تا کے غمِ آں خورم کہ دارم یا نہ
ویں عمر بہ خوشدلی گزارم یا نہ
پُر کن قدحِ بادہ کہ معلومم نیست
کیں دم کہ فرو بُرم برآرم یا نہ

۲۷۸

کے تئیں غم کراں جو کئی شے ہتھ آسی یا کونہِاں
میڈی عمر دے راہ اِچ عیش عشرت آسی یا کونہِاں
بھر ڈے مئے دے نال پیالا کیوں جو پتہ کینھیں
ایھو سہ جو گھدّی ہیٹھاں وَت آسی یا کونہِاں

او دا نمبر ۱۵۵ ہے۔

۲۷۹

بنگر ز صبا دامنِ گُل چاک شُدہ
بُلبُل ز جمالِ گُل طربناک شُدہ
در سایۂ گُل نشیں کہ بس گل کہ زباد
در خاک فرو رفتہ و با خاک شُدہ

۲۷۹

ڈیکھ ہُنڑ بادِ صبا نے گُل دا دامن چاک ہے کیتا
بُلبُل کوں وَت گُل دے حُسن اَج خوش بیباک ہے کیتا
آ ہُنڑ گُل دی چھاں اِچ بَہہ جو ہوں سارے گُل اِجھیں
جنھاں کوں ہے وا گھنڈایا مٹی خاک ہے کیتا

اودا نمبر ۱۵۳ ہے، تے مں دے صفحہ ۳۵۵ تے درج اے۔

۲۸۰

چوں عمر زیادہ گردد از شصت مَنہ
ہر جا کہ قدم نہی بجُز مست مَنہ
زاں پیش کہ کاسۂ سَرت کُوزہ کُنند
تو کُوزہ ز دوش و کاسہ از دست مَنہ

۲۸۰

عُمر تیڈی جُوں سَٹھ توں وَدّھے عزم نہ اصلُوں توڑیں
مَستی مُتّوں قدم نہ رکھّیں مۓ توں مُنہ نہ موڑیں
ایں توں پہلے جو بَنّڑا نُوں تیڈے سر دا کُوزہ
مونڈھے اُتّوں کوزہ اَتّے ہتھّوں جام نہ چھوڑیں

س دے صفحہ ۳۵۵ تے درج اے۔

۲۸۱

فریاد کہ عمر رفت بر بے ہُودہ
ہم لقمہ حرام و نفس ما آلُودہ
فرمودۂ ناکردہ سیہ رویم کرد
فریاد ز کردہائے نا فرمُودہ

۲۸۱

عُمر دے سارے ڈینہہ ہن گزریئے ہائے افسوس اجائے
نال حرام دے لُقمے میکوں نفس پلیت ڈِوائے
جو کُجھ تَیں فرمایا اوہیں رُوسیہ نہ کیتا
ہائے میں ہن او کم کیتے جو تَیں نھئیں فرمائے

س دے صفحہ ۳۷۰ تے درج ہے۔

۲۸۴

اے نیک نہ کردہ و بدی ہا کردہ
آنگاہ بہ لُطف حق تولاّ کردہ
بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نہ بُوَد
نا کردہ چوں کردہ کردہ چوں نا کردہ

۲۸۴

رَجّ بُرائی کیتی اَسّاں نیکی وَنجھنّڈ کیتا!
دَت پیا اَسّاں رَب دے لُطف کرم دوآنّونّڈ کیتا
اُصلوُں اُوندی بخشش تے ناں تکیہ رَکھ اَجایا
اَنڑ کیتا کینوّیں کیتا تھیوے کیتا کم اَنڑ کیتا!

ن دا نمبر ۵،۶۷ ہے۔ اے رُباعی حضرت ابُوسعید ابوالخیر دیاں رُباعیاں وِچ دی درج اے۔ اِیتھ کیتے اِکوں مشکوک آکھیا گئے۔

۲۸۳

مائیم بہ لُطفِ حق تو لاّ کردہ
وز طاعت و معصیّت تبرّا کردہ
آنجا کہ عنایتِ تو باشد باشد
ناکردہ چوں کردہ و کردہ چوں ناکردہ

۲۸۳

رَبّ دے لُطف کرم تے اَسّاں تکیہ رکھنّڑ کیتا
ناں اطاعت کیتی ناں وَت جرم دا آنُونّڑ کیتا
جِتّھاں تیڈا لُطف کرم تے مہر عنایت ہوسی
اَنّڑ کیتا کم اَتھ کیتا ہوسی ویت کم اَنّڑ کیتا!

ن دا نمبر ۶۷۲ ہے۔ جس دے صفحہ ۳۷۰ تے درج اے، رباعی نمبر ۲۸۲ دا جواب معلوم تھیندی اے۔ ایہہ کیتے مشکوک اے۔

٢٨٤

از ہر چہ بجز مے است کوتاہی بہ
مے ہم ز کفِ بتانِ خرگاہی بہ
مستی و قلندری و گمراہی بہ
یک جرعۂ مے ز ماہ تا ماہی بہ

٢٨٤

ہک شراب کوں چھوڑ کے ہی وت ہر شے چھٹّی چنگیں
مہ رُخ دے جو ہتھوں ملّے مے او لٹّی چنگیں
مستی تے درویشی تے گمراہی چنگیں لیکن
ماہ توں گھن کے ماہی توڑیں مے دی گھٹّی چنگیں

ودانمبر ١٥٣ ہے۔

۲۸۵

بر راہگزرم ہزار جا دام نہی
گوئی کہ گیرمت اگر گام نہی
یک ذرّہ ز حکم تو جہاں خالی نیست
حکمش تو کنی و عاصیم نام نہی

۲۸۵

راہ میڈے تے جہ جہ تیں جال وچھین ہزاراں
قدم قدم تے پکڑ گھِد وہی لکھ پھٹکاری ماراں
ذرّہ ذرّہ حکم تیڈے دا ایں جگ وچ پابندے
حکم تیڈا ایہا چلدے ہر تے وت وی عصیاں کاراں

م اِچ درج اے۔

۲۸۶

آنہا کہ پیش رفتہ اند اے ساقی
درخاکِ غرور خفتہ اند اے ساقی
رو بادہ خور و حقیقت از من بشنو
باد است ہر آنچہ گفتہ اند اے ساقی

۲۸۶

جیڑھے اساں توں وی پہلے ٹر دے پَے ہن ساقی
وِچ غرور دی مِٹّی دے او سُتّے پَے ہن ساقی
وَنج شراب چاپی تے سُنڑ گھن مَیں حقیقت ڈسّاں
سَکھڑیں اے ہَوا ہے جو کجھ آدھے پَے ہن ساقی!

ن دا نمبر ۶۸۶ ہے۔

۲۸۷

از آمدنِ بہار و ز رفتن دَے
اوراقِ وجودِ ما ہمے گردد طے
مئے خور مخور اندوہ کہ گفت است حکیم
غمہائے جہاں چو زہر و تریاقش مئے

۲۸۷

گزرئیے ڈِینہہ خزاں دے آئی رُت بہار دی وَلدی
ولِّے سَب پتر بیج گئے تے مُک گئی ہستی جلدی
رَجّ کے پی مئے غم نہ کھا اے گالھ حکیم دی سُنڑ گِھن
دردجہان دے زہراں جَینّدی مئے تریاق ازل دی

ن دا نمبر ۴۴۷ تے و دا نمبر ۱۵۸ ہے۔

۲۸۸

فردا کہ بہ نامۂ سیاہ خود درنگری
بس دستِ تحیُّر کہ بدنداں بہ بُری
بفروختہ دیں بہ دُنیا از بے خودی
یوسُف کہ بہ دہ درم فروشی چہ خری

۲۸۸

کلّھ کوُں کالیاں عملاں دی جو پوتھی بہہ پھلیسیں
حیرت دے وِچ آ کے اُپڑیاں انگلیں مُنّہ اِچ پیسیں
بے خود بنڑ کے دین وَنجایو دُنیا دے عِوضانڑیں
ڈُو کوڈیاں توُں یُوسف وِچ کے بیا کیا وَنڑج کریسیں

م اِچ درج اے۔

۲۸۹

اے آنکہ خلاصۂ چہار ارکانی
بشنو سخن از عالمِ رُوحانی
دیوے و دَدے و مَلک و انسانی
با تُست، ہر آنچہ مے نمائی، آنی

۲۸۹

چار عناصِر دا خُلاصہ تُوں ہیں جتھّاں کتھّاں!
رُوح دی دُنیا دا اے راز وی سُنڑ گِھن تُوں ہیں جتھّاں
دیہہ، انسان، فرشتہ، وحشی چالے تیڈے نال اِن
جیڑھی شَے دا رُوپ ڈِکھاویں اُوھو کُجھ ہیں اِتھّاں

ن دا نمبر ۵۶، ہے۔

۲۹۰

گہ گشتہ نہاں روئے بہ کس نہ نمائی
گہ در صُوَرِ کون و مکاں پیمائی
ویں جلوہ گری بہ خویشتن بہ نمائی
خود عین عیانی و خود بینائی

۲۹۰

کہیں کوُں شکل ڈِکھیندا ئینھ ہِک ہِک توُں لُک چھُپ وینّدیں
وَت پیا کوُن مکان دے نقش نگارِ اچ جھلکیاں ڈینّدیں
جَلوے ڈِے کے آپ چا اُٹڑیں آپ کوں ظاہِر کیتو
آپ ای ڈِیکھنڑ والا ہیں تے عین عیان اَکھونیّدیں

ن دا نمبر ۷۰۴ ہے ۔

۲۹۱

اے دل اگر زغبارِ تن پاک شوی
تو رُوحِ مجسّمی بر افلاک شوی
عرش است نشیمنِ تو شرمت بادا
کائی و مُقیمِ خطّۂ خاک شوی

۲۹۱

تن دے گرد غبار کوُں جیکر دل تیڈا اچا دھووے
رُوح مُجسّم توں ایں تیڈی اکھ افلاک تے پووے
اشرف ہیں سَب خلق کنوُں ہے عرش نشیمن تیڈا
عرش توُں آکے خاک تے ٹکّیں شرم کھڑوتی رووے

ن دا نمبر ۲۰۶ ہے۔

٢٩٢

بر گیر ز خود حساب اگر با خبری
کاوّل تو چہ آوردی و آخر چہ بری
گوئی نہ خورم بادہ کہ مے باید مُرد
مے باید مُرد گر خوری ورنہ خوری

٢٩٢

خَبَر ہووّی تاں اُپڑیں آپ دی کرم چا ہنٹر پڑتال اے
اُتھوّں کیا گھِن آیا ہا توّیں ہنٹر کیا تیڈے نال اے
توں جو آدھیں نِہیں پیندا کیوں جو ہِک ڈینھ مرنے
پی شراب تے بھانوّیں ناں پی مرناں تَیں ہر حال اے

ن دا نمبر ١٨٧ ہے۔

۲۹۳

یا ربّ بہ کشائے برمن از رزق درے
بے منّتِ مخلوق رساں ما حضرے
از بادہ چُناں مست نگہ دار مرا
کز بے خبری نباشدم درد سرے

۲۹۳

یا رب رزق دا در چا کھول جو رُوح نہ رووے دھووے
رُکھّی سُکھی روٹی تے ناں خلق دی منّت ہووے
نال شراب دے میکوں توُں وَت ایجھاں مَست بنڑا چا
مستی تے بے خبری دے وِچ سِر دا درد نہ پووے

ن دا نمبر ۲۰۷ ہے۔ س دا نمبر ۲۰۴ ہے۔ س دے صفحہ ۴۶۹ تے وی درج اے۔

۲۹۶

زاں پیش کہ از جامِ ازل مست شوی
زیرِ لگدِ حادثہ ہا پست شوی
سرمایہ بدست آر دریں رہ کانجا
سودے نہ کنی اگر تہی دست شوی

۲۹۶

ایں توں پہلے جو توں اِتھاں جام ازل دا پیویں
ڈُکھ تے غم دیاں لتاں وِچ توں پِیٹھا وَنجیں اِیویں
سرمایہ کٹھا کر گھن اِتھاں کیوں جو جِتھاں ویسیں
اُکا اے بے سُودے جے توں خالی ہتھ ایں جیویں

ن دا نمبر ۵۵، ہے۔

۲۹۵

آں بہ کہ زجامِ بادہ دل شاد کُنی
وز ماندہ و گزشتہ کم یاد کُنی
ویں عاریتے لباسِ زندانی را
یک لحظہ ز بندِ عقل آزاد کُنی

۲۹۵

چنگاں ہا جو جام شراب دا ڈے دِلشاد کریں ہا
جو کُجھ گزریا جو کُجھ بِیتیا گھٹ وَدھ یاد کریں ہا
قیدیاں والے اِیں لباس کوں جیڑھا منگ کے پاتو
عقل دے بَند کنوں ہِک لحظہ چا آزاد کریں ہا

ن دا نمبر ۵۸، ہے۔

۲۹۶

برسنگ زدم دوش سبوئے کاشی
سرخوش بُدم کہ کردم ایں اوباشی
بامن بزبانِ حال می گفت سبُو
من چوں تو بُدم تو نیز چو من مے باشی

۲۹۶

مَیں صُراحی کاشی دی کلّھ پتھّر تے ڈے ماری
خوش تھیُم دل دے وِچ جو کیتی ہم اوباشی باری
صُورت حال ڈِکھا کے میکُوں آن صُراحی آکھے
مَیں وی تیڈے وانگُوں ہم ہُنڑ تیڈی آسی واری

ادا نمبر ۱۶۴ ہے۔ مں دے صفحہ ۳۵۵ تے وی درج اے۔

۲۹۷

بردار پیالہ و سبُوا ے دِلجوئی
خوش خوش بخرام گِرد باغ ولبِ جُوئی
بس شخص عزیز را کہ چرخ بدخُوئی
صد بار پیالہ کرد و صد بار سبُوئی

۲۹۷

آ سبُو ہُنڑ چاگھن دلبر جام شراباں والے
خوش تھی کے کر سیر چمن دی ڈیکھ ندی تے نالے
پِیر فلک دا بدنیّت ہے سَو سَو وار بنڑیندے
ماہ رُخاں دے کُوزے تے کئی سرو قداں دے پیالے

ؤ دا نمبر ۱۶۶ ا ہے۔ ایس دے صفحہ ۳۵۶ تے وی درج اے۔ ایس دا نمبر ۱۹۳ ا ہے۔ اے رُباعی
ایں دی ہے سہ بردار پیالہ وسبوائے دلجوئیؔ ؛ فارغ بہ نشیں بہ کشتہ زار دلبِ جُو
کیں چرخ بسے قدّ بتاں مہ رو ؛ صدبار پیالہ کرد و صد بار سبُو

۲۹۸

در کارگہ کوزہ گراں کردم رائی
در پایۂ چرخ دیدم استادہ بپائی
میکرد سبو و کوزہ را دستہ و سر
از کلۂ بادشاہ واز دست گدائی

۲۹۸

ہک ڈینہہ ہک کمھار دے ہٹ تے مَیں ہا وِنج کے ڈِٹھا
چک تے بیٹھا مِٹّی دے تھاں پیراں نال بَنڑیندا
مٹکے دا ہک سر بنڑایس کوزے دا ہک دستہ
دستہ ہک فقیر دا ہتھ ہا سر سلطان دا سِر ہا

---

۱ دا نمبر ۱۷۱ ہے۔ س دے صفحہ ۲۵۸ تے وی درج اے۔

۲۹۹

سازندۂ کارِ مُردہ و زندہ توئی
دارندۂ ایں چرخِ پراگندہ توئی
من گرچہ بدم صاحبِ ایں بندہ توئی
کس راچہ گُنہ کہ آفرینندہ توئی

۲۹۹

زِندہ مُردہ کمّاں دا سَنّوارنڑ والا توں ایں
کائنات کوں چکّر دے وِچ رکّھنڑ والا توں ایں
مالک توں ایں مَیں غلام دا بھانویں ڈاڈھا بدّا آں
کہیں دا کیا گناہ جو پیدا کرنڑ والا توں ایں

س دے صفحہ ۳۷۰ تے درج اے۔

۳۰۰

بگشائے درے کہ در کشایندہ توئی
بنمائے رہے کہ رہ نمایندہ توئی
من دست بہ ہیچ دستگیرے نہ دہم
کایشاں ہمہ فانی اند و پایندہ توئی

۳۰۰

کھول چا در قسمت دے در دا کھولنڑ والا توں ایں
راہ ڈکھا چا میکوں راہ ڈکھاونڑ والا توں ایں
کہیں وی دستگیر دے ہتھ اچ اپڑاں ہتھ نہ ڈیساں
کیوں جو اے ہن فانی دائم رہنڑ والا توں ایں

س اچ درج اے۔

۳۰۱

ہنگامِ سپیدہ دَم خروس سحری
دانی کہ چرا ہمے کُند نوحہ گری
یعنی کہ نمودند در آئینۂ صُبح
کز عمر شبے گزشت و تو بے خبری

۳۰۱

دُھمّیں ویلے شور مچا کے گُکّڑ بانگ ہے ڈیندا
کیا سمجھیا ہی کیوں اے شودا اُل وَل شور مچیندا
شیشہ ہِن کے نورِ سحر دا تیکوں پیا ڈکھلیندا
عمر تیڈی دی رات ہے گھٹّی توں پیا نِندر کریندا

س دی آخری رباعی اے ۔ نمبر ۲۰۵ ہے ۔

۳۰۲

از کوزہ گرے کوزہ خریدم بارے
آں کوزہ سخن گفت زہرِ اسرارے
شاہے بُودم کہ جام زرّینم بُود
اکنوں شُدہ ام کوزۂ ہر خمّارے

۳۰۲

مَیں کُمبھارتوں ہک ڈِینھ کوزہ گھن کے آنْونڑ لگّا
راہ اِچ رازدی گالھ بَنڑا کے کوزہ آکھنڑ لگّا
شاہنشہ ہَم مَیں وی ہِک ڈِینھ جام ہامیڈا زردا
اَج آں کوزہ جیں وِچ ہر میخوار ہے پیونڑ لگّا

---

۱۱ دسمبر ۱۵۹ ءھ۔

۳۰۳

اے دل تو باسرارِ معمّہ نہ رسی
در نکتۂ زیرکانِ دانا نہ رسی
ایں جا بہ مئی لعل بہشتے میساز
کآنجا کہ بہشت ہست رسی یا نہ رسی

۳۰۳

توں معمّے دے اسرار تئیں نہ پُجسیں اِتّھاں
عقلمنداں دے نکتے تائیں توں پُج سگسیں کِتھاں
ایں جہ تے توں لعل شراب دے نال بہشت بنڑا چا
خبرے پہنچیں یا نہ پہنچیں جنّت ہوسی جِتھاں!

۱۰دسمبر ۱۹۶۱ء۔

۳۰۴

اے کاش کہ جائے آرمیدن بودے
یا ایں رہِ دور را رسیدن بودے
کاش از پے صد ہزار سال از دلِ خاک
چوں سبزہ اُمّید بر دمیدن بودے

۳۰۴

کاش کِتھائیں جَر وی ہِک آرام کرنڑ دی ہوندی
دور دے رستے پہنچنڑ دی یا صورت کوئی ہوندی
کاش ایں خاک دے دل دے وِچوں لکھاں سالاں پچھوں
گھاہ دے وانگوں جمنڑ پھٹنڑ دی اُمّید وی ہوندی

---

۱۰ دسمبر ۱۶۳ء۔

۳۰۵

بر شاخِ اُمیّد اگر برے یا فتمے
ہم رشتۂ خویش راہبرے یا فتمے
تا چند ز تنگنائے زندانِ وجُود
اے کاش سُوئے عدم درے یا فتمے

۳۰۵

شاخ اُمید دی کِتھیں شاخ اے پھل نئیں مِلدا جتھّاں
یا دَت میڈے دھاگے دا ہِر پانڈ ہے مِلدا کتھّاں
ہستی دے ایں بندی گھر دے تنگ جھئیں رستے وِچّوں
کاش عدم دو کُھلّنڑ والا در ای مِلدا اِتھّاں

اودا نمبر ۱۲۵ ہے۔

۳۰۶

پیرے دیدم در خانۂ خمّارے
گفتم نہ کنی ز رفتگاں اخبارے
گفتا مے خور کہ ہمچو ما بسیارے
رفتند و خبر باز نیامد بارے

۳۰۶

ہک میخوار دے گھر اِچ ڈِٹھم بُڈھڑا پیر ازل دا
آکھیم اِتھوں ٹُر گیاں داتوں کیوں نئیں راز اُگلدا
آکھیُس پی شراب جو ساڈے وانگوں کئی ہوں سارے
ٹُر گئے ہن تے ہک واری وی حال نہیں آیا وَلدا

ڈِدانمبر ۱۶۷ ہے۔

۳۰۷

در گوشِ دِلم گفت فلک پنہانی
حُکمے کہ قضا بُود زمن مے دانی
در گردشِ خویش اگر مرا دست بُدے
خود را برہاندمے ز سر گردانی

۳۰۷

پیر فلک ہا دل دے کن اِچ لُک چھپ آدھا وَیندا
ہر ہِک حُکم قضادا توُں ہیں میڈے متھےّ لَیندا
اَپڑیں گردش دے وِچ جیکر میڈا اَتھ وی ہوندا
سر گردانی توُں میں پہلے آپ رہائی پَیندا

وِدا نمبر ۲۷۱ ہے۔

۳۰۸

گر آمدنم بخود بُدے نا آمدے
ور نیز شدن بمن بُدے کَے شُدمے
بہ زاں نبُدے کہ اندریں دیرِ خراب
نہ آمدمے نہ شُدمے نہ بُدمے

۳۰۸

جیکر آؤنڑ وَس اِچ ہوندا ایں نہ آندا ایؤیں
جے وَت وَنجنڑ وَس اِچ ہوندا ایں وَل وَیندا کیویں
چنگیں گالھ وَت اے نہ ہائی جو ایں کوڑھے جگ اِچ
ناں میں آندا ناں اِتھ رہندا ناں وَل وَیندا جیئویں

---

۹ دا نمبر ۱۷۳ ہے۔

۳۰۹

ہاں کوزہ گرا بہ پائے اگر ہشیاری
تا چند کُنی بر گِل مردم خواری
انگشتِ فریدون وکفِ کیخسرو
بر چرخ نہادہ ای چہ مے پنداری

۳۰۹

بَس چاکر ہُنٹر کوزہ گرا جیکر توں ہشیاریں
کیوں پیالوکاں دی ایں مٹّی کوں تُوں کرہنیداخواریں
اُنگل ہِک فریدوں دی تے کیخسرو دی تَلّی
چک تے چاڑھ ڈِکھائی ہوّی ہِیا کیا تیر توں ماریں

---

۱ دانمبر ۷۷ ا ہے۔

۳۱۰

گر دست دہد ز مغز گندم نانے
وز مئے دو منے و گوسپندے رانے
وانگہ من و تو نشستہ در ویرانے
عیشے بُوَد آں نہ حدِّ ہر سُلطانے

۳۱۰

قسمت وارا ڈیوے منگاں سُوجی دا اِک نانے
ہِک ڈُو منّڑ شراب دے ہوون دُنبے دی ہِک رانے
توں ہوویں تے مَیں ہوواں ویرانے تھَل دے ہوون
عیش دی حدّے جَیں تے حسرت کھاوے ہر سُلطانے

ن دا نمبر ۶۹۶ ہے، تے س دا نمبر ۲۰۰ ہے۔ س دے صفحہ ۶۹ ہم تے وی درج اے۔ س اچ "دو منے" دی بجائے "کدوئے" ہے۔ تے "وانگہ من و تو" دی جگہ تے "بالا رُخے" دے الفاظ ان۔

۳۱۱

گر شادیٔ خویشتن دراں مے دانی
کآسودہ دِلے را بہ غمے بنشانی
در ماتمِ عقلِ خویش بنشیں ہمہ عُمر
مے دار مُصیبت کہ عجب نادانی

۳۱۱

جیکر توں ایں گالھ اِچ خوش ایں بدلے پیت پرم دے
کھِلدی ہسدی دِلڑی کوں توں ڈیویں ڈمبھے غم دے
تاں وَت ساری عمر توں بیٹھا اپنی عقل تے رُنویں
ڈاڈھا توں نادان ایں چاتی دَہنویں بار اَلم دے

ن دا نمبر ۷۶۵ ہے۔

۳۱۲

ہنگامِ صبُوح اے صَنم فرُّخ پے
بر ساز ترانہ وپیش آوَر مئے
کافگند بخاک صد ہزاراں جم وکے
ایں آمدن تیر مہ ور فتنِ دَے

۳۱۲

آغوش بخت صنم چا ڈیکھ ہُنڑ اکھ سحر دی کھُلدی
ساز تے چھیڑ چا مُدّھر نغمے مئے پئی ہو وے رُلدی
سو ہزاراں جم تے کَے پئے ڈھاندن خاک دے اُتّے
جُوں جُوں چیتر دی رُت ہے آندی پت جھَڑ ہے ٹرچلدی

و دی آخری رُباعی اے۔ نمبر ۱۷۸ اہے۔

۳۱۳

ابریقِ مئے مرا شکستی رَبیّ
برمن درِ عیش را بہ بستی رَبیّ
برخاک فگندی مئے گلگونِ مرا
خاکم بدہن مگر تو مستی رَبیّ

۳۱۴

ہَے ہَے مئے دی مِینا میڈی بھَن سٹیوِ ہی رَبّا!
پھُل جھبیں لال شراب کوُں خاک اِچ لوڑھ ڈِتو ہی رَبّا
عیش دا دَر چا بند کیتو مُنہ میڈے خاک تے مِٹّی
توُں وی مست ایں مستاں والا کم کِتو ہی رَبّا

ن دا نمبر ۲۰۷ ہے۔ س دے صفحہ ۳۶۰ تے ۳۶۳ تے وی درج اے۔ م تے ن دے الفاظ اِچ فرق اے۔ رباعی مشکوک اے۔ "مئے گلگوں دی بجائے "مئے ناب" تے "مئے گلرنگ" دے لفظ وی ملدِن۔ فگندی دی جَر تے "بریختی" تے "زدی" وی لبھے۔

آتش تیڈے ترجمے توں صدقے گھولے تھیسوں
ایں بولی دے اسّاں سارے شیدا مست سڈیسوں
بھانویں تیز تے تند ہوادے ڈکھنڑ کھلدے رہسن
علم ادب دی شمع بالی رکھسوں جے تئیں جیسوں
خم خیّام دے پیونڑ دی تاریخ قلندر ڈسّی
اجّ سرئیکی بزم اِچ مئے گلفام دا ساغر پیسوں

۱ ۹ ۶ ۷ ۲

کشفی الاسدی قلندر
دین پناہی

تقریظ

مِنجانب

منجانب بُلبُلِ ملتان جناب پیرزادہ کشفی الاسدی ایڈیٹر "بشارت" مظفر گڑھ

ڈاکٹر مہر عبدالحق صاحب کا سرائیکی زبان میں عمرِ خیّام کی رباعیات کا منظوم ترجمہ میں نے پڑھا، اور خود صاحب موصوف کی زبانی سُنا۔ ہر لفظ نگینے کی طرح اپنی جگہ ضوفشاں ہے۔ سلاستِ زبان، روانی، قوافی کی بندش، وزن اور شاعری کے جملہ اسالیب کا التزام بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ میں پوری ذمہ واری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اُسلوب اور فنِ شاعری کے نقطۂ نظر سے ڈاکٹر صاحب اِن رباعیات کے منظوم ترجمے میں پُورے اُترتے ہیں۔

سرائیکی زبان میں ڈاکٹر صاحب کا یہ علمی اضافہ قابلِ قدر ہے، جو آئندہ کے محقّق اور خیّام کے شائقین کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگا!

مظفّر گڑھ

۲۴ اگست ۱۹۷۲ء

کشفی الاسدی

ناشر
پریت مہار پبلی کیشنز
ملتان

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ لاہور